اِسلامی نظریہ کی خصوصیات اور اُصول

سیّد قطب شہیدؒ

www.KitaboSunnat.com

اسلامک بک پبلشرز کویت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظریہ کی خصوصیات اور اصول

خصائص التصور الاسلامی ومقوماتہ

مصنف

سید قطب شہیدؒ

مترجم

سید شبیر احمد

اسلامک پبلک پبلشرز

ص۔ب : ۲۰۲۱۰ الکویت

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

اسلامی نظریہ کی خصوصیات اور اس کے اصول

مصنف ——— سید قطب شہیدؒ

مترجم ——— سید شبیر احمد

ناشر ——— کرامت شیخ
اسلامک بک پبلشرز

طابع ——— ———
تعمیر پرنٹنگ پریس، ۱۹۔ فیروزپور روڈ لاہور

مطبع ———

دوسرا ایڈیشن ——— دسمبر ۱۹۸۲ء

تعداد ——— گیارہ سو (۱۱۰۰)

قیمت ——— بیالیس روپے ۴۲/-

کتابت ——— عبدالرؤف

سٹاکسٹ

المدینہ پبلی کیشنز

۲۳۰۔ راحت مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Mohammad Saeed Gehlan
Member Zila Council,
KASUR.

اسلامی نظریہ کی خصوصیات اور اصول

عنوان	صفحہ
عرضِ ناشر	۵
کلمۃ فی المنہج	۷
تیر و رکام	۳۷
اسلامی نظریہ کی خصوصیات	۷۴
ربانیت	۸۰
ثبات	۱۳۱
شمول	۱۶۵
توازن	۲۱۷
ایجابیت	۲۸۵
واقعیت	۳۲۳
توحید	۳۶۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

زیرِ نظر کتاب "اسلامی نظریہ کی خصوصیات اور اُصول" فضیلۃ الشیخ الشہید جناب سید قطب علیہ الرحمۃ کی انتہائی اہم اور بے نظیر تصنیف خصائص التصور الاسلامی و مقوماتہٗ کا اردو قالب ہے۔

سیّد قطب شہید علیہ الرحمۃ دورِ حاضر اور دنیائے عرب و اسلام کی وہ برگزیدہ ہستی ہیں جو رسمی تعریف و تعارُف سے مستغنی اور ہر قسم کی تحسین و توصیف سے بے نیاز ہیں۔

ہم جناب الاستاذ محمد قطب کے شکر گزار ہیں کہ موصوف نے قطب خاندان کی جملہ تصانیف کے حقوقِ ترجمہ و اشاعت ادارۂ اسلامک بک پبلشرز کو یت کو عنایت فرما کر ہمیں اس قابل بنایا کہ ہم یہ بے مثال تحقیقی نگارش اور بصیرت افروز دینی اور علمی کارنامہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر سکیں۔

ادارہ ایک مدت سے اسلامی کتب بالخصوص دنیائے عرب و اسلام کے عالی مقام مصنفین کی گراں قدر تخلیقات کے ترجمے شائع کرنے کی خدمت سرانجام دے رہا ہے تاکہ اردو داں طبقہ ان مسلمان مفکرین کے افکار و نگارشات سے روشناس اور مُستفید ہو سکے۔

اردو زبان میں اسلامی لٹریچر کا بیش بہا ذخیرہ موجود ہے۔ علاوہ بریں مُتعدد اِدارے اِس سلسلہ میں مفید اور قابلِ قدر خدمات انجام دے رہے ہیں جس کے نتیجہ میں اسلامی علوم اور دینی موضوعات پر نئی نئی کتابیں شائع ہو رہی ہیں اور اسلامی نشاۃ نو کے لیے ہونے والی ہمہ جہت کوششوں میں کسی حد تک اپنے حصّے کا کردار ادا کر رہی ہیں تاہم موجودہ دور کے عرب مفکرین اور فضلا نے اس مقصد کے لیے جو شاندار تحقیقی اور مجتہدانہ کارنامے انجام دیے ہیں، اپنی عظیم افادیت کے باوجود ان کا بیشتر حصّہ ابھی تک اُردو داں طبقہ کی نظروں سے اوجھل ہے۔

انہی غیر معمولی کارناموں میں سے ایک عظیم تخلیقی اور بے مثال کارنامہ سیّد قطب شہید علیہ الرحمۃ کی یہ بُلند پایہ تصنیف ہے۔

ہم یہ بصیرت افروز کتاب اپنے قارئین کی خدمت میں اس جذبہ و یقین کے ساتھ پیش کر رہے ہیں کہ اس کا مطالعہ دورِ حاضر کے مُسلمان کے سامنے فکر و شعور کی نئی راہیں کھولے گا اور مغرب کی لادین تہذیب، کمیونزم اور سوشلزم نے نسلِ اِنسانی کو آج بے یقینی اور بے راہ روی کے جس کرب و ابتلا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دوچار کر دیا ہے، یہ کتاب نہ صرف اس کا مداوا ثابت ہوگی بلکہ ایمان و یقین کی راحت بخش روشنی عطا کر کے قلب و ضمیر کو سکون و طمانیت کی دولت سے مالا مال کرے گی۔

کتاب کے ترجمہ اور طباعت و اشاعت میں جن حضرات نے خلوص و شوق سے محنت کی ہے، ہم ان سب کے ممنون و مشکور ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور خلوصِ دل سے دست بدعا ہیں کہ وہ مصنف، مترجم اور سب معاونین کو ان کی سعی مشکور کا دنیا و آخرت میں اجرِ جزیل اور ثوابِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین! قارئینِ کرام سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی دعا میں ہمارے ہمنوا ہوں۔

کرامت شیخ
مینجنگ ڈائریکٹر
اسلامک بک پبلشرز۔ کویت

نوٹ: مصنفِ کتاب جناب سید قطب شہید علیہ الرحمۃ کے مختصر سوانح حیات اور آپ کے علمی کارناموں اور عملی جدّ و جہد پر بصیرت افروز تبصرہ جناب محترم مولانا خلیل احمد حامدی نے سید شہید کی مشہور تصنیف "المعالم فی الطریق" کے اردو ترجمہ موسوم بہ "جادہ و منزل" کے ہمراہ شائع کر کے ایک گرانقدر خدمت سرانجام دی ہے۔ جو حضرات اس سلسلہ میں دلچسپی رکھتے ہوں، وہ اس کتاب سے استفادہ فرمائیں۔ (ناشر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلامی نظریہ کی خصوصیات اور بنیادی اصول[1]

کلمۃ فی المنہج[2]

اِنَّ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنَ یَھۡدِیۡ لِلَّتِیۡ ھِیَ اَقۡوَمُ ۔ الاسرا (۹)

"حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔"

اسلامی نظریہ کے خصوصیات و امتیازات اور اس نظریہ کے بنیادی اصولوں کی تعیین و تحدید بہت سی وجوہات کی بنا پر ایک نہایت ضروری مسئلہ ہے۔

یہ مسئلہ اس لحاظ سے بھی بہت اہم ہے کہ مسلمان کے لیے اس کائنات کی ایک ایسی جامع اور واضح تعبیر و تفسیر کو جاننا ضروری ہے جس کی بنیاد پر وہ اس کائنات سے معاملہ کرے۔ گویا اس کائنات کی ایسی تفسیر ضروری ہے جو بڑی بڑی حقیقتوں یعنی الوہیت اور عبودیت کی حقیقت اور ان کے ایک دوسرے کے ساتھ ربط و تعلق کی نوعیت کو مسلمانوں کے ذہن و ادراک سے قریب تر کر دے (اسی کے ضمن میں کائنات، زندگی اور انسان کی حقیقت اور ان کے ربط و تعامل باہم کی نوعیت و کیفیت بھی آجاتی ہے)۔

یہ مسئلہ اس اعتبار سے بھی ناگزیر ہے کہ ایک مسلمان کو یہ ضرور معلوم ہونا چاہیے کہ اس کائنات کے اندر انسان کی مرکزیت کی حقیقت کیا ہے اور خود انسان کے وجود کی

---

[1] یہ وہی موضوع ہے جس پر ہم نے پہلے بہ عنوان "فکرۃ الاسلام عن اللہ والکون والحیات والانسان" لکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ مصنف

[2] منہج سے متعلق بنیادی بات۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض وغایت کیا ہے۔ اس لیے کہ انہی اُمور کو سمجھنے سے ہی اسے معلوم ہو سکے گا کہ اس کائنات میں انسان کا رول درحقیقت کیا ہے اور اس کے مخصوص حقوق و فرائض کی حدود کیا ہیں۔ نیز اسے پتہ چلے گا کہ انسان کے خود اپنے خالق اور اس کائنات کے خالق کے ساتھ تعلقات و روابط کی حدود کیا ہیں اور ان کی کمیت و کیفیت کیا ہے۔

یہ مسئلہ اس لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ اسی جامع تفسیر و تعبیر کی بنیاد پر اور اس کائنات میں انسان کی مرکزیت کی حقیقت اور انسانی وجود کی غرض و غایت جان لینے سے ہی انسان کی زندگی کے دستورِ حیات کی حدود متعیّن ہوں گی۔ اور اس نظام کی نوعیت طے پائے گی جو ایسا دستور واقعی طور پر دے سکتا ہے جس پر چل کر انسان اپنے مقصدِ حیات کو پالے۔

گویا ایسے نظامِ حیات کی نوعیت کا متعین ہونا جو انسانی زندگی کو استوار کر سکے اسی جامع اور ہمہ گیر تفسیر پر موقوف ہے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ یہ نظام اسی تعبیر و تفسیر سے از خود پھوٹے اور جنم لے، وگرنہ جو نظام اس تعبیر و تفسیر سے از خود پیدا نہ ہوگا وہ ایک مصنوعی نظام ہوگا۔ جو قائم نہ رہ سکے گا اور تیزی سے فنا ہو جائے گا۔ اور زمانے کا وہ مختصر وقفہ جس میں یہ نگی تقدیر سے یہ نظام نافذ رہے گا نہ صرف انسان کی بدبختی کا وقفہ ہوگا بلکہ اس تمام عرصہ میں انسانی فطرت اور انسان کی حقیقی ضرورتیں اس نظام سے متصادم رہیں گی۔ اور دراصل یہی وہ بات ہے جو اس وقت رُوئے زمین پر موجود تمام نظاموں پر بلا استثنا صادق آتی ہے بالخصوص ان قوموں کے نظاموں پر جو ترقی یافتہ کہلاتی ہیں[1]۔

یہ مسئلہ اس لحاظ سے بھی نہایت اہم ہے کہ دینِ اسلام کا مقصد اور غرض و غایت ہی یہ ہے کہ ایک ایسی قوم وجود میں آئے جو نہ صرف اپنی ترکیب و خصائص کے اعتبار سے اقوامِ عالم میں ممتاز و منفرد ہو بلکہ وہ انسانیت کی قیادت کرنے کے ساتھ ساتھ

---

[1] اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے ڈاکٹر الیکسیس کاریل کی کتاب "الانسان ذالک المجہول" اور مصنف کی کتاب "الاسلام و مشکلات الحضارۃ" کا مطالعہ کیجیے۔ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دنیا میں قانونِ الٰہی کو فی الواقع نافذ کرنے کا فریضہ بھی انجام دے اور اس طرح انسانیت کو ان مصائب و آلام سے نجات دلائے جو گمراہ قیادتوں، غلط نظاموں اور بھٹکے ہوئے تصوّرات کی بنا پر اسے برداشت کرنے پڑ رہے ہیں اور یہی سب کچھ وہ ہے جو آج عالمِ انسانیت مختلف صورتوں اور شکلوں میں برداشت کر رہا ہے۔

مسلمان کا اسلامی نظریہ کے مزاج کو اور اس کے بنیادی اصولوں کے امتیازات و خصائص کو سمجھنا ہی ——— ایک ایسی قوم کو وجود میں لانے کا واحد عنصر ہے، جو مخصوص انداز کی حامل، منفرد اور تمام باقی اقوامِ عالم سے ممتاز ہو۔ اور یہی وہ واحد عنصر ہے، جو اُمتِ مسلمہ کو اقوامِ عالم کی قیادت کرنے اور دنیا کو مصیبت سے نجات دلانے پر قادر کر سکتا ہے۔ گویا محض اعتقادی نظریہ ہی ایک ایسے حقیقی نظامِ زندگی کی جانب پیش رفت کا ذریعہ اور اس کے لیے زبردست تحریک کا سبب ہے جو خود اسی نظریے اور عقیدے میں سے جنم لیتا ہے، اور اسی نظریہ کی بنیاد پر قائم رہتے ہوئے انسانی زندگی کے مختلف ادوار میں فرد اور معاشرے کے تمام مسائل کا احاطہ کر لیتا ہے۔

یقیناً قرآن مجید نے ایسی جامع تفسیر و تعبیر اپنی انتہائی مکمل شکل و صورت پیش کر دی ہے۔ جو تکوینِ انسانی کے تمام عناصر سے بھی عہدہ برآ ہو سکتی ہے اور اس کی فطرت کے ہر پہلو کا تقاضا بھی پورا کرتی ہے۔ اور انسانی جبلّت و تخلیق کے تمام بنیادی امور سے معاملہ کرتی ہے۔ قرآنِ کریم کی پیش کردہ اس تعبیر کے احاطہ میں ادراکِ بشری کے تمام عناصر یعنی احساس و فکر اور عقل و شعور بھی آجاتے ہیں اور تکوینِ انسانی کے سب پہلو بھی سمو جاتے ہیں۔ نیز انسان کے مادی وجود یعنی یہ مادی وجود جو اس کی موجودہ صورت و ہیئت کی تشکیل کرتا ہے۔ اس سے بھی معاملہ کرتے ہوئے ایک ایسے مخصوص انداز میں اسے مخاطب کرتی ہے اور بیک وقت اسی منظم اور فطری انداز میں اس کی رہنمائی کرتی اور آگے بڑھاتی ہے جس ترتیب و تنظیم کے ساتھ یہ فطرتِ انسانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے خالق کے ہاتھوں پیدا ہوئی ہے۔

قرآنِ حکیم کے فیضان سے حاصل شدہ اسی نظریہ کی بنا پر قرونِ اولیٰ کے مسلم معاشرے میں وہ بے مثال کیفیت پیدا ہوئی تھی جس کی وجہ سے اسے پوری انسانیت کی قیادت حاصل ہوگئی تھی۔ اور پھر اس نے وہ بے مثال رہنمائی کی جس کی کوئی نظیر عالم انسانیت میں اس سے پہلے یا اس کے بعد نہیں ملتی اور انسانی زندگی کے لیے ضمیر و شعور کی داخلی دنیا کے لحاظ سے بھی اور محسوس مادی دنیا کے اعتبار سے بھی ایک ایسا عمدہ اور اعلیٰ نمونہ قائم کر دیا جو تاریخِ انسانی کے کسی دور میں موجود نہیں۔ اس مسلم جماعت کا مرجع اوّل قرآن مجید ہی تھا اور یہ جماعت اسی میں سے اُبھری تھی اور یہ بات حیاتِ انسانی کی تاریخ کا ایک بہت عجیب کرشمہ تھا، یعنی کتاب کے متن میں سے ایک قوم کا وجود میں آنا اور اسی کے سہارے زندہ رہنا اور بدرجۂ اُولیٰ صرف اسی پر اعتماد کرنا۔ کیونکہ سُنتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام بھی صرف قرآن کی عملی تفسیر کے ایک مکمل اور مثالی نمونے کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ اس بات کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مختصر لفظوں میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔ جب آپؓ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؓ نے بہت جامع، سچّا اور عمیق جواب دیا کہ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنُ (النسائی) "آپؐ کے اخلاق و عادات اور آپؐ کا عمل قرآن مجید تھا۔"

لیکن پھر لوگ قرآن مجید، اس کے مخصوص اسلوب اور اس کے زیرِ سایہ گزرنے والی زندگی سے دُور ہو گئے۔ اور ایسے واقعات اور بنیادی مسائل سے بھی لوگوں کا واسطہ نہ رہا جن کی فضا نزولِ قرآن کی فضا سے مشابہ ہو۔ حالانکہ ان مسائل و واقعات سے دوچار ہونا اور اسی حقیقی فضا میں سانس لینا ہی قرآن مجید کو قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں کے انداز میں سمجھنے اور اس کے مطالب اخذ کرنے کا واحد وسیلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ حکیم کو پوری طرح سمجھنے کا حق وہ لوگ ادا نہیں کر سکتے جو حقیقی اسلامی زندگی کو دوبارہ واپس لانے کی جدّوجہد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس مقصد کے لیے کیے جانے والے جہاد کی جگر کاوی سے بے نیاز زندگی گزار رہے ہوں۔ اور اس دشوار و پُرمشقت عمل کی تکالیف برداشت کرنے اور اس سلسلے میں ہونے والے مصائب و آلام، قربانیوں اور دکھوں کے لیے آمادہ نہ ہوں اور جنہیں حقیقتاً ان مختلف قسم کے واقعات و حادثات کا اندازہ نہ ہو جو واقعتاً جاہلیت سے مقابلے اور تصادم کے جانگزا لمحات میں درپیش ہوتے ہیں خواہ وہ جاہلیت کسی زمانے کی ہو۔

قرآن حکیم کے مطالب و مدلولات کو سمجھنے میں اصل مسئلہ اس کے الفاظ و عبارات کے معانی کو سمجھ لینا نہیں ہے یعنی قرآن مجید کی اصل تفسیر یہ نہیں ہے (یہ بات میں اسی طرح کہہ رہا ہوں جس طرح عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اصل مسئلہ یہ نہیں ہے) بلکہ قرآن حکیم کی تفسیر دراصل یہ ہے کہ آپ کا نفس ایسے محسوسات، واردات اور تجربات کا ذخیرہ حاصل کرنے کے قابل ہو جائے جو ان محسوسات، واردات اور تجربات سے مشابہ ہوں جو نزولِ قرآن کے دور میں موجود تھے اور جو اس مسلمان جماعت کی زندگی پر فی الواقع اثر انداز تھے جب وہ قرآنی تعلیمات قبول کر رہی تھی اور متعدد قسم کے معرکوں کی گہما گہمی میں مصروف تھی۔ ایک طرف جہاد کا معرکہ تھا، نفس سے جہاد لوگوں سے جہاد شہوتوں اور دشمنانِ دین کے خلاف جہاد، پھر مالی اور جانی قربانیوں کا معرکہ، ضعف و قوۃ کا معرکہ، کامیابی اور ناکامی کا معرکہ، گویا مکہ کی فضا جس میں ایک اُبھرتی ہوئی دعوت تھی حمائیتوں کی قلت، طاقت کا فقدان اکثریت کے درمیان اجنبی اقلیت پھر شعب ابی طالب میں محاصرے کی فضا جس میں خوف تھا بھوک تھی تحقیر اور ٹھکرائے جانے کا احساس تھا اور اللہ تعالیٰ کے سوا پوری دنیا سے کٹ جانے کی کیفیت تھی۔ پھر مدینہ کی فضا جہاں اسلامی معاشرے کی ابتدائی تشکیل و ترتیب کی ذمہ داری تھی جس کے خلاف ہر قسم کی چالیں چلی جا رہی تھیں اور منافقت تھی مسلمانوں کو منظم کر کے دشمنوں سے مقابلہ درپیش تھا۔ بدر و اُحد خندق و حدیبیہ اور اس کے بعد فتح مکہ اور حنین و تبوک کے معرکوں کی فضا تھی۔ گویا اُمتِ مسلمہ کو وجود میں لانے اور اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظامِ اجتماعی کو تشکیل دینے کی فضا تھی پھر جماعت کی تشکیلِ نو اور تنظیمِ معاشرہ کے دوران احساسات، مصلحتوں اور اصولوں کے مابین جو ایک حقیقی اور واقعی ٹکراؤ اور مقابلہ درپیش ہوتا ہے اس کی فضا تھی۔

یہ فضا اور ماحول تھا جس میں قرآن مجید کی آیات زندہ، متحرک اور اپنی واقعی شکل و صورت میں نازل ہوئی تھیں اس وقت اس کے الفاظ اور عبارتوں کے اپنے مخصوص مدلولات اور مفاہیم تھے۔ اور صرف اسی قسم کی فضا میں جو اسلامی زندگی کو از سرِ نو دوبارہ شروع کرنے کی کوشش سے بھرپور ہو۔ قرآن کریم اپنے خزانے دلوں کے لیے کھولے گا اور اپنے اسرار و رموز وا کرے گا اس کی مہک پھیلے گی اور اس میں روشنی اور ہدایت ملے گی۔

یقیناً لوگ اس زمانے میں قرآن مجید کی اس آیۂ کریمہ کی حقیقت کا صحیح ادراک رکھتے تھے جو ان سے مخاطب ہے :

يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ الحجرات

"یہ لوگ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان سے کہو اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو، بلکہ اللہ تم پر اپنا احسان رکھتا ہے، کہ اس نے تمھیں ایمان کی ہدایت دی اگر تم واقعی اپنے دعوائے ایمان میں سچے ہو۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی حقیقت کا جس میں ان سے کہا گیا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾ وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِی الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ یَّتَخَطَّفَکُمُ النَّاسُ فَاٰوٰکُمْ وَاَیَّدَکُمْ بِنَصْرِہٖ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ الانفال

"اے ایمان لانے والو، اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہو جبکہ رسول تمھیں اس چیز کی طرف بلائے جو تمھیں زندگی بخشنے والی ہے، اور جان رکھو، اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے اور بچو اس فتنے سے جس کی شامت مخصوص طور پر صرف انہی لوگوں تک محدود نہ رہے گی جنھوں نے تم میں سے گناہ کیا ہو۔ اور جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ یاد کرو وہ وقت جبکہ تم تھوڑے تھے زمین میں تم کو بے زور سمجھا جاتا تھا۔ تم ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں لوگ تمھیں مٹا نہ دیں۔ پھر اللہ نے تم کو جائے پناہ مہیا کر دی، اپنی مدد سے تمھارے ہاتھ مضبوط کیے اور تمھیں اچھا رزق پہنچایا شاید کہ تم شکر گزار بنو۔"

بعینہٖ اللہ تعالیٰ کے اس خطاب کی حقیقت کہ :

لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ ج فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ . آل عمران

آخر اس سے پہلے جنگِ بدر میں اللہ تمھاری مدد کر چکا تھا حالاں کہ تم اس وقت بہت کمزور تھے۔ لہٰذا تم کو چاہیے کہ اللہ کی ناشکری سے بچو، امید ہے کہ اب تم شکر گزار بنو گے۔"

نیز اللہ تعالیٰ کے اس خطاب کی حقیقت کہ :

لَا تَہِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ یَّمْسَسْکُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُہٗ ط وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَیَتَّخِذَ مِنْکُمْ شُھَدَآءَ ط وَاللّٰہُ لَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾
اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ
الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ص فَقَدْ
رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ ○ اٰلِ عمران

"دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اس وقت اگر تمھیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمھارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے۔ یہ تو زمانے کے نشیب و فراز ہیں جنھیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔ تم پر یہ وقت اس لیے لایا گیا کہ اللہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون ہیں اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا جو واقعی (راستی کے) گواہ ہوں، کیونکہ ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں ہیں۔ اور وہ اس آزمائش کے ذریعہ سے مومنوں کو چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کر دینا چاہتا تھا۔ کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنّت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں جو اسکی راہ میں جانیں لڑانے والے اور اس کی خاطر صبر کرنے والے ہیں۔ تم تو موت کی تمنّائیں کر رہے تھے، مگر یہ اس وقت کی بات تھی جب موت سامنے نہ آئی تھی۔ لو اب وہ تمھارے سامنے آگئی اور تم نے اسے آنکھوں سے دیکھ لیا۔"

نیز اللہ تعالیٰ کے اس خطاب کی حقیقت کہ:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ
كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ
وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ التوبۃ

اللہ اس سے پہلے بہت سے مواقع پر تمھاری مدد کر چکا ہے۔ ابھی غزوہ حُنین کے روز (اس کی دستگیری کی شان تم دیکھ چکے ہو) اس روز تمھیں اپنی کثرتِ تعداد کا غرّہ تھا مگر وہ تمھارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ پھر اللہ نے اپنی سکینت اپنے رسُول پر اور مومنوں پر نازل فرمائی اور وہ لشکر اُتارے جو تم کو نظر نہ آتے تھے اور منکرینِ حق کو سزا دی کہ یہی بدلہ ہے ان لوگوں کے لیے جو حق کا انکار کریں۔"

اور اللہ تعالیٰ کے اس خطاب کی حقیقت کہ:

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ق وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ط وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾ اٰل عمران

"مسلمانو، تمھیں مال اور جان دونوں کی آزمائشیں پیش آکر رہیں گی اور تم اہلِ کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے۔ اگر ان سب حالات میں صبر اور خدا ترسی کی روش پر قائم رہو تو یہ بڑے حوصلہ کا کام ہے۔"

یہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے ان تمام ارشادات کا جو ان سے مخاطب ہو کر کہے گئے ہیں، پُورا پُورا ادراک رکھتے تھے۔ اس لیے کہ ان تمام خطابوں میں اللہ تعالیٰ ان کی اپنی زندگی میں پیش آنے والے حقائق کے بارے میں گفتگو فرما رہا ہے اور ان یادداشتوں کی بات ہو رہی ہے جو ان کے حافظے میں موجود ہیں اور جن کے نشانات ابھی نظروں سے اوجھل نہیں ہُوئے اور ایسے واقعات بیان ہو رہے ہے جو ابھی تازہ ہیں اور جن سے خطاب کیا جا رہا ہے وہ خود اُس دَور میں زندہ موجود ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ جو لوگ آج یا مستقبل قریب میں ایسے ہی حقائق و واقعات سے دوچار ہیں یا ہوں گے وہی لوگ قرآن کے معانی و مطالب کو سمجھ سکتے ہیں اور ان ہی لوگوں میں اسلام کے ان نظریات کا حقیقی ذوق پیدا ہو سکتا ہے جو قرآن نے پیش کیے ہیں اس لیے کہ ان کے احساسات اور تجربات میں اس کے سمجھنے اور اس کا عرفان حاصل کرنے کا جیتا جاگتا ہدف موجود ہوگا جس کی بنا پر وہ اسے سمجھ سکیں گے اور اس کا شعور حاصل کر سکیں گے لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

اور فی زمانہ چونکہ لوگ نزولِ قرآن کی واقعی فضا میں گزرنے والی زندگی سے محروم ہیں اس بنا پر فہم قرآن سے دُور ہو گئے ہیں اور ضروری ہو گیا ہے کہ ہم کائنات، زندگی اور انسان کے بارے میں اسلامی تصور کی حقیقت جیسا کہ قرآن نے بیان کی ہے۔ شرح و بسط اور جامعیت اور تفصیل کے ساتھ لوگوں کے سامنے لائیں۔

ہم یہ اس لیے کرنا چاہتے ہیں کہ اس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ دلوں میں اور عقل میں وہ بے نیازی پیدا ہو جو قرآن چاہتا ہے بلکہ اس طرح ممکن حد تک لوگوں کا قرآن سے ایسا رابطہ قائم ہو جائے جو ان میں حقیقی ذوق پیدا کر دے اور وہ اسلام کے عظیم تصور کو خود قرآن میں تلاش کرنے کے قابل ہو جائیں۔

یہاں ہم ایک بہت ہی بنیادی حقیقت پر متنبہ کرنا ضروری خیال کرتے ہیں اور وہ یہ کہ اسلامی تصور کی حقیقت پیش کرنے سے ہمارا مقصد محض علمی انداز میں معلومات مہیا کرنا یا کوئی مقالہ لکھ کر اسلامی لائبریری میں ایک ایسی کتاب کا اضافہ کرنا نہیں ہے جسے اسلامی فلسفہ کے نام پر پہلے سے موجود لٹریچر میں شامل کر لیا جائے، ہرگز نہیں! ہمارا ہدف محض جامد اور فرسودہ علمی ابحاث نہیں ہیں جو ذہن میں گردش کرتی رہیں اور ثقافت کا سرمایہ شمار کی جائیں۔ ہمارے نقطہ نگاہ سے یہ ہدف ایسا نہیں ہے کہ اس کے لیے جدّ و جہد کی جائے اور مشقت برداشت کی جائے۔ یہ بہت ہی آسان اور کم قیمت ہدف ہے۔ ہم تو وہ معرفت پیدا کرنا چاہتے ہیں جس کی وجہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریک پیدا ہو۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس طرح جو معرفت حاصل ہو وہ ایک انگیخت پیدا کرنے والی قوت میں ڈھل جائے تاکہ خارجی دُنیا میں اپنے مطالب و مفاہیم کو حقیقت بنا سکے۔ ہم چاہتے ہیں کہ انسان کے ضمیر میں یہ جُرأت پیدا ہو جائے کہ وہ اپنے اس انسانی وجود کی غایت تخلیق کو ربّانی تصوّر کے مطابق بروئے کار لا سکے، دراصل ہمارا مقصد یہ ہے کہ انسانیت اپنے رب کی طرف لوٹ کر اس منہاج کے مُطابق زندگی بسر کرے جو اس کے رَب نے چاہا تھا اور پھر سے وہ رفیع اور محترم زندگی حاصل کر لے جو اس شرافت و کرامت سے مطابقت رکھتی ہو جو اللہ تعالیٰ نے انسان کا مقدر بنائی ہے اور جو اسی اسلامی نظریہ کی بنا پر تاریخ کے ایک دَور میں حقیقتاً بروئے کار آ چکی ہے۔ اور آج جبکہ رُوئے زمین پر انسان کے لیے اپنی کرامت و شرافت کا حصول محال بن چکا ہے اسی نظریہ کی بنا پر ایک مثالی قوم پھر سے وجود میں آئے جو خیر و صلاح اور اوج کی راہ پر انسانیت کو گامزن کرے۔

اسلامی تاریخ کے مختلف اَدوار میں ایسے نازک مواقع ضرور آ چکے ہیں جبکہ حقیقی اسلامی زندگی جو صحیح اسلامی نظریہ سے پیدا ہوتی ہے غیر اسلامی طرزِ حیات کی ان آلودگیوں سے متاثر ہوئی جو مسلمانوں کو اپنے مفتوحہ علاقوں میں ملیں اور ان تہذیبوں کے اثر سے جو ان علاقوں میں مسلّط تھیں اسی رنگ میں رنگ گئی۔ اور مسلمانوں کی زندگی میں فتور پیدا ہو گیا۔ اور پھر اسلامی علاقوں میں بھی لوگ اسی طرزِ حیات کو اختیار کر لینے کی وجہ سے ایسی زندگی گزارنے لگے جو جہاد کے رنج و الم سے بے نیاز تھی اور راحت و فراغت کی بنا پر ان اَدوار میں ان کی زندگی میں سیاسی حالات و واقعات کے زیر اثر فکر و رائے اور مسالک کے اختلافی مسائل بہ شدّت پیدا ہو گئے جن میں سے کچھ تو بہت ابتدائی دَور یعنی حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے باہمی اختلاف وغیرہ سے تعلق رکھتے تھے اور بعض لوگ یونانی اور لاہوتی فلسفہ میں مشغول ہو گئے جو مسیحیّت کے مختلف ادوار میں تیار ہُوا تھا اور عربی میں ترجمہ کے ذریعہ سے مسلمانوں میں در آیا تھا۔ اس مشغولیت کی وجہ سے جو کہ ایک طرح کی ذہنی عیاشی ہے، عباسیوں کے دَور میں اور اندلس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اسلام کے اصلی اور حقیقی نظریہ حیات کے اندر کئی انحرافات اور کچھ عجیب قسم کے رُجحانات پیدا ہو گئے حالانکہ یہ نظریہ تو آیا ہی اس غرض سے تھا کہ انسانیت کو غلط تصوّرات اور ناروا رجحانات سے نجات دلا کر اسے اسلام کے پیش کردہ ایسے مثبت اور حقیقت پسندانہ تصور کی طرف واپس لائے جو انسان کو بزور ایسی زندگی کی جولانگاہ عطا کرتا ہے جس میں تعمیر و ترقی اور رفعت و پاکیزگی ہے اور جو انسان کی قوتوں کو انتشار کا شکار ہونے اور ذہن انسانی کو رہنمائی کے بغیر گمراہی میں بھٹکنے سے محفوظ رکھتی ہے۔

چونکہ اس خرابی اور انحراف کے آثار کا مقابلہ ضروری تھا اس لیے علمائے اسلام میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا جس نے مسائلِ ذات و صفات باری، قضا و قدر، عملِ انسانی اور اس کی جزا و سزا گناہ و ثواب اور توبہ وغیرہ کے متعلق ایسی بحثیں، تشریحات اور مناظرے شروع کر دیے جس کے گرد تاریخ فکر اسلامی میں جھگڑوں کا ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا اور مختلف فرقے مثلاً خارجی، شیعہ، مرجئہ، قدریہ جبریہ سُنی اور معتزلہ وغیرہ پیدا ہو گئے۔

اس طرح یونانی فلسفے بالخصوص افلاطون (جسے معلّم اول کہا جاتا ہے) کے فلسفے اور لاہوتی (مابعد الطبعیاتی) مباحث کی وجہ سے مُسلمان مفکرین کے درمیان بہت سے فتنے اُٹھ کھڑے ہوئے اور یہ لوگ یہ خیال کرنے لگے کہ اسلامی فکر کی پختگی اور تکمیل کا اظہار یا کم از کم اس کی عظمت و شان کے مظاہر اس وقت تک پوری طرح سامنے نہیں آ سکتے جب تک اسے فلسفے کا لباس نہ پہنا دیا جائے اور اسلامی فکر کے لیے فلسفیانہ انداز کی کتابیں موجود نہ ہوں اور جس طرح فی زمانہ بعض لوگ مغربی افکار کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہیں اسی طرح اس دور میں ان لوگوں کے لیے یونانی فلسفہ اور لاہوتی مباحث مصیبت بن گئے تھے۔ چنانچہ ان علما نے یونانی فلسفہ کے انداز میں اسلامی فلسفہ تیار کیا اور لاہوتی مباحث کی طرز پر علم الکلام تخلیق کیا جس کی بنیاد منطقِ ارسطو پر رکھی گئی۔

ان لوگوں نے اسلامی نظریہ کے لیے (جو کہ انسانی وجود کے تمام بنیادی تقاضوں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے پورے انسانی وجود سے مخاطب ہوتا ہے اور محض انسان کے فکر کو اپنا مخاطب نہیں بناتا۔ اور اس کا خطاب بھی ذہنی منطق کے انداز کا سا بے کیف و بے اثر نہیں ہوتا) اس کے جامع اور ہمہ گیر مزاج کے مطابق اس کا ایک مستقل اور ذاتی قالب ہیں ڈھالنے کی بجائے یونانی فلسفہ کا قالب مستعار لے کر اس قالب پر اسلامی نظریہ کو مڑھ دیا۔ علاوہ ازیں فلسفہ کے بعض تصورات کو بھی مستعار لے کر یہ کوشش کی کہ ان میں اور اسلامی نظریات میں مطابقت پیدا کی جائے اور اس مقصد کے لیے جو اصطلاحات استعمال کیں وہ تقریباً سب کی سب یونانی فلسفہ سے مستعار لی گئی تھیں۔

اور چونکہ فلسفہ کے منہج و اسلوب اور دین کے منہج و اسلوب کے مابین اور اسلام کی ایمانی حقیقتوں اور انسانوں کے بنائے ہوئے یونانی فلسفہ اور لاہوتی مباحث کے درمیان بنیادی اجنبیت ہے یہ دونوں ایک دوسرے سے جوڑ میل کھا ہی نہیں سکتے' اس لیے وہ چیز جسے فلسفہ اسلامی کا نام دیا گیا دین و عقیدے کی ہموار اور خوشگوار نغمگی میں ایک مکمل بے سُرے پن کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور علماء کی ان کوششوں کی وجہ سے بے حد خلط مبحث پیدا ہو گیا جس نے اسلامی نظریے کے صاف ستھرے سرچشمے کو گدلا کر دیا، اس کی وسعت کم ہو گئی اور اس میں سطحیت آ گئی اور اس چیز نے فلسفہ کے ابہام' پیوست اور الجھاؤ کے ساتھ مل کر فلسفہ اسلامی اور مباحثِ علم کلام کو اسلام کے لیے اور اسلام کی طبیعت و حقیقت اور اسلوب و منہج کے لیے مکمل طور پر اجنبی اور نامانوس بنا دیا۔ میں یہ بات جانتا ہوں کہ ہم میں سے جو لوگ اس صنف علم میں مشغول ہیں جسے فلسفۂ اسلامی کا نام دیا جاتا ہے یا جو خالص فلسفہ کے شعبہ سے وابستہ ہیں ان دونوں گروہوں کی اکثریت میری اس بات پر اور کچھ نہیں تو کم از کم حیرت اور پریشانی کا اظہار ضرور کرے گی۔ لیکن میں اس پر بزور اصرار کرتا ہوں اور میرا پختہ یقین ہے کہ اسلامی نظریہ اپنی موجودہ بدصورتی، انحراف اور بگاڑ سے اس وقت تک نجات نہیں پا سکتا جب تک کہ ہم اس میں سے وہ تمام ملغوبہ نکال کر نہ پھینک دیں جس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلسفۂ اسلامی اور مباحث علم کلام سے موسوم کیا جاتا ہے اور جب تک ان تمام جھگڑوں کو بھی جو اس کی وجہ سے مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان گزشتہ کئی ادوار میں پیدا ہوتے رہے ہیں ختم نہ کر دیں اور اس کام سے فارغ ہو کر پھر سے قرآن کی طرف رجوع نہ کریں اور اس میں سے براہِ راست اسلامی نظریہ کی وہ بنیادیں اور خصوصیات اخذ و استنباط کریں جن کی بنا پر یہ نظریہ دوسرے تمام نظریات سے ممتاز و منفرد ہے۔ البتہ ان خصوصیات کی وضاحت کے لیے دوسرے نظریات سے ان کا تقابل و موازنہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اس نظریہ کے بنیادی اصول لازمی طور پر براہِ راست قرآن مجید کی روشنی میں طے پانے چاہئیں اور ان کا مکمل طور پر ایک اپنا مخصوص ڈھانچہ تیار ہونا چاہیے۔

جس طریقِ کار کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے اس کے سلسلہ میں ان تین اہم حقیقتوں کا سمجھنا غالباً اس کی تکمیل میں مددگار ثابت ہوگا۔

پہلی حقیقت یہ ہے کہ اسلامی دنیا میں فلسفۂ یونان اور مسیحی لاہوتی مباحث کا جو بچا کھچا حصہ ابتداءً پہنچا اور جس کے اثر سے مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں جھگڑے شروع ہوئے اور ان جھگڑوں نے مختلف رنگ اختیار کیے یہ دراصل یونانی فلسفہ کے آخری دور کی۔ وہ تشریحات تھیں جن کی شکل و صورت بے احتیاطی کے ساتھ نہایت گھٹیا زبان میں ترجمہ ہونے کی وجہ سے مسخ ہو چکی تھی اور اسی وجہ سے عربی میں منتقل ہوتے وقت ان میں مزید بے شمار گڑبڑ ہو گئی تھی۔

دوسری حقیقت: یونانی فلسفہ کی تشریحات اور اسلامی نظریہ میں مطابقت پیدا کرنے کے لیے جو جوڑ توڑ کیا گیا تھا وہ عمازی کرتا ہے کہ جنھوں نے یہ کام کیا تھا، وہ لوگ انتہائی سادہ لوح تھے اور اس بات سے بے خبر تھے کہ یونانی فلسفہ کا مزاج اور اس میں وثنیت کے عمیق عناصر کی موجودگی نیز اس کا کسی مربوط نظامِ فکر اور ایک منہج کی بنیاد پر قائم نہ ہونا اسلام کے نقطۂ نگاہ اور اسلام کے محکم سرچشموں سے ہرگز مطابقت نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتا۔ اس لیے کہ یونانی فلسفہ ایک وثنی ماحول میں پروان چڑھا تھا جس میں ہر طرف دیومالائی داستانیں بکھری ہوئی تھیں اور چونکہ اس کی جڑیں اسی وثنیت اور دیومالا سے سیراب ہوئی تھیں اس لیے اس کا دیومالائی بت پرستی کے اثرات سے خالی ہونا ممکن ہی نہ تھا۔ بنابریں اس میں اور اسلامی نظریہ میں جو مجرد و مطلق توحید کے تصور پر قائم ہے، توفیق و تطبیق پیدا کرنے کی کوشش نہ صرف سادہ لوحی پر مبنی تھی بلکہ عبث کوشش بھی تھی۔ لیکن مسلمانوں میں سے جو لوگ فلسفہ اور علم کلام میں مشغول تھے انھوں نے فلسفہ کے آخری دور کی شرحوں سے جو مسیحیت سے متاثر تھیں مغالطہ میں پڑ کر یہ سمجھ لیا تھا کہ حکماء جو دراصل یونانی فلاسفر تھے ان کا بت پرست ہونا اور توحید سے دور ہونا ممکن ہی نہیں ہے اور اسی وجہ سے انھوں نے اسلامی عقیدے اور فلسفیوں کے مباحث کے درمیان مطابقت پیدا کرنے کی ناروا اور بیکار کوشش کا التزام کیا تھا اور اس کوشش کے نتیجہ میں جو کچھ تیار ہوا اس کا نام اسلامی فلسفہ رکھ دیا گیا۔

تیسری حقیقت : عالم اسلام کے حقیقی مسائل وہ تھے جن کی بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہوتے ہی جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا تھا اور جن میں نصوص قرآنی کی تاویلات اور نصوص کو سمجھنے اور ذہنوں کے اختلاف کی بنا پر شدید انحراف پیدا ہو گیا تھا۔ پھر جب مختلف نقاطِ نظر کے درمیان ان مسائل پر مناظرے شروع ہوئے تو ہر نقطۂ نگاہ کے لیے فلسفوں اور لاہوتی مباحث میں سے ایسی دلیلیں تلاش کی جانے لگیں جو کسی ایک نقطۂ نگاہ کی تائید کر سکیں اور چونکہ یہ تلاش اکثر حالات میں غرض مندانہ ہوتی تھی۔ اس لیے یہ ذخائر اپنے اس اختلاف کی بنا پر اسلام کے فکرِ خالص کی بنیاد قرار نہیں دیے جا سکتے۔ کیونکہ خالص اسلامی فکر تو وہی ہو سکتا ہے جس کے اصول و مفاہیم واضح نصِ قرآنی سے براہِ راست ماخوذ ہوں اور ان تاریخی اختلافات کے اثرات سے پاک صاف ہوں۔ چنانچہ اسلام کا حقیقی مفہوم سمجھتے وقت اس تمام میراث کو ایک طرف رکھ دینا بہتر ہے اور ان کا مطالعہ خالص تاریخی نکتۂ نگاہ سے ہونا چاہیے تاکہ انحراف کے مختلف پہلو اور اسباب معلوم ہو سکیں اور دوسرا فائدہ ان سے یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھایا جاسکتا ہے کہ آج جب ہم اسلامی نظریہ کی تشکیلِ نو کریں، اس کے اصول وآئین وضع کریں اور نظامِ اسلامی مرتب کریں تو ان تمام صورتوں سے اجتناب کریں جو اُس وقت پیش آئی تھیں۔

مغرب کے تمام مکاتبِ فکر نے اپنی مخصوص نشو ونما کے مراحل میں ابتداً یونانی فلسفہ اور اس کے اندر موجود بُت پرستی کی غلاظت سے غذا حاصل کی ہے۔ اور آخری مرحلہ میں ان کے پروان چڑھنے کا غالب عنصر کلیسا اور کلیسائی فکر سے نفرت رہا ہے۔

مغربی فکر کا عمومی مزاج یورپ کی نشاۃ ثانیہ کی ابتدا سے ہی اوّلاً کیتھولک کلیسا اور اس کے نظریات کی مخالفت، پھر بعد کے دَور میں عام طور پر ہر کلیسا کی مخالفت اور اس سے آگے بڑھ کر کلی طور پر ہر قسم کے دینی نظریات سے اختلاف کرتا رہا ہے۔ حالانکہ کلیسا کے نظریات بالعموم کسی زمانے میں بھی حقیقی نصرانیت کے نمائندہ نہیں تھے کیونکہ روم کی بُت پرست حکومت کے زیرِ سایہ نصرانیت کے پروان چڑھنے کے دوران اور پھر رومی حکومت کے نصرانیت قبول کرتے وقت جو مخلوط نظریات اس کے پہلو بہ پہلو موجود تھے انھوں نے حقیقی اور سچی نصرانیت پر دست درازی کر کے اسے شدید نقصان پہنچایا تھا اور اس میں بے انتہا تحریف کر دی تھی۔

ابتداءً رومی وثنیت کے باقیات کو عیسائیت میں داخل کر کے نصرانیت میں تحریف کی گئی پھر ان تاویلوں اور اضافوں کے ذریعہ سے تحریف ہوئی جو (بہ تاسف کہنا پڑتا ہے) کلیساؤں اور اکیڈیمیوں نے نصرانیت کی اصل الٰہی تعلیمات کی بنیادوں میں شامل کر دیے تھے یہ اضافے اور تاویلیں انھوں نے سیاسی حوادث اور مذہبی اختلافات کا ساتھ دینے کے لیے کیے تھے۔ نیز ان کا مقصد یہ کوشش کرنا تھی کہ رومی حکومت کے زیرِ سایہ جو مختلف مکاتبِ فکر موجود ہیں یا جو طبقات باہم دست وگریباں ہیں ان کو ایک ایسے مذہب میں جمع کر دیا جائے جس سے سب خوش ہوں اور اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ نصرانیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے ہوئے اصل دینِ عیسوی سے زیادہ کلیسائی نظریات کی تعبیریں کر رہ گئی۔

پھر چونکہ کلیسا نے ان بگڑے ہوئے نظریات کو اپنا لیا تھا اور ان کے علاوہ کائنات کے بارے میں بہت سے غلط اور ناقص معلومات بھی جو انسانی مشاہدہ، مطالعہ اور تجربہ پر مبنی تھے اپنے اندر سمو لیے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب علمائے طبعیات ان غلط اور ناقص انسانی معلومات کی تصحیح کی غرض سے اٹھے تو کلیسا نے ان کے خلاف سخت دشمنی کا محاذ قائم کر لیا۔ اور اس مخالفت میں کلیسا نے محض فکری حملوں پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے دینی اور علمی نظریات کے سب مخالفوں کو سزا دینے کے لیے اپنی تمام مادی قوتوں کو بھی بہت ہی بھونڈے طریقے سے استعمال کیا۔

اس وقت سے آج تک یورپی فکر نے نہ صرف ان کلیسائی نظریات کے خلاف جو اس دور میں مسلط تھے بلکہ علی الاطلاق دینی افکار و تصوّرات کے خلاف دشمنی کا محاذ قائم کر رکھا ہے بلکہ دینی فکر و تصوّر کی دشمنی نے مزید آگے بڑھ کر ہر قسم کے دینی مفاہیم فکر سے دشمنی کی شکل اختیار کر لی ہے اور یورپی فکر کا رجحان یہ ہو گیا کہ ایسے مناہج و مکاتبِ فکر تیار کیے جائیں جن کا بنیادی مقصد ہی دینی فکر کے منہج کی مخالفت کرنا اور کلیسا کے اقتدار سے خلاصی پانا ہو۔ اور اس مقصد کے لیے انھوں نے نہ صرف الٰہِ کلیسا سے اور ان تمام افکار و مناہج فکر سے نجات حاصل کر لی جن کا تعلّق کلیسا کے الٰہ سے ہو، بلکہ دین اور دینی اندازِ فکر کے خلاف گھات لگانے کے لیے خفیہ کمین گاہیں بنا لیں اور دین اور دینی مناہج کے خلاف خفیہ دشمنی کا یہ انداز صرف ان موضوعات، فلسفوں اور مسلکوں تک محدود نہیں ہے جو فکر یورپ کی اختراع و ایجاد ہیں بلکہ یورپی فکر کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے اور ان تمام ذرائع و اسالیب علم و معرفت کی تہ میں موجود ہے جو یورپ نے اختیار کیے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ یورپی فکر کی کوئی اختراع اور یورپی اندازِ فکر کا کوئی مکتب و مسلک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قابل نہیں ہے کہ اسے اسلامی فکر یا بعض مسلمان مفکرین کے الفاظ میں اسلامی فکر کی تجدید کے لیے بنیاد بنایا جاسکے۔ اس مقالے کے مُطالعہ سے جلد ہی آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یورپی فکر کے کسی بھی منہج کو یا فکرِ یورپ کے کسی بھی ایجاد و اختراع کو اسلامی فکر کیلیے مستعار لینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

چنانچہ اسلامی نظریہ کی خصوصیات اور اس کے بنیادی اصُولوں سے بحث کرتے ہوئے ہمارا اسلوب کار یہ ہونا چاہیے کہ قرآن کریم کے زیرِ سایہ طویل زندگی گزارنے کے بعد ہم یہ خصُوصیات اور بنیادی اصول براہِ راست قرآن مجید سے اپنے دل پر القا کریں اور حتی الامکان اس فضا کو اپنے سامنے مستحضر کریں جس میں اللہ کا یہ کلام انسانیت کی ہدایت کے لیے نازل ہو رہا تھا اور اس دور کے وہ اعتقادی، معاشرتی اور سیاسی حالات و کوائف پیشِ نظر رکھیں جن میں اس وقت کی انسانیت بھٹک رہی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ سرگردانی اور گمراہی کے اس ناپیدا کنار بیابان کو سامنے رکھیں جس میں اللہ کی ہدایت سے مُنہ موڑ لینے کے بعد انسانیت اب کھو گئی ہے۔

اور قرآن مجید سے رہنمائی حاصل کرنے میں ہمارا طریقِ کار یہ ہونا چاہیے کہ نہ تو پہلے سے طے کردہ کسی قسم کے قواعد کی طرف مُتوجّہ ہوں اور نہ عقل و شعور کے تیار کردہ ایسے اصول و ضوابط کو خاطر میں لائیں جو ایسی ثقافتوں کے باقیات میں سے ہوں جو قرآن سے ماخوذ نہیں ہیں اور نہ نصوصِ قرآنیہ کے محاکمہ کے لیے ان قواعد کی طرف رجوع کریں اور نہ نصوصِ قرآنی کے معانی سمجھتے وقت پہلے سے موجود ان اصول و ضوابط سے مُطابقت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

نصِ قرآنی بنیادی طور پر آئی ہی اس غرض سے ہے کہ ایسے صحیح قواعد و ضوابط عطا فرمائے جن پر خود اللہ تعالیٰ انسان کے تصوّرات اور انسانی زندگی کو استوار کرنا چاہتا ہے اور خدائے بزرگ و برتر اور الٰہ ذوالجلال (جو غنی عن العالمین ہے) کا یہ احسان اور اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کرم نوازی کم از کم جس بات کی مستحق تھی یہ تھی کہ انسان اس کی اس ہدایت کو اس حالت میں قبول کرتے کہ ان کے عقل و دل ہر قسم کی بیرونی کھوٹ سے پاک ہوتے تاکہ یہ نیا نظریہ اس طرح راسخ و قائم ہوتا کہ نئی اور پرانی جاہلیت کے باقیات کی آمیزش سے پوری طرح پاک و صاف رہتا اور صرف اللہ واحد کی تعلیم سے ماخوذ ہوتا نہ کہ انسانی ظن و تخمین سے جو کہ ادراک حقیقت کے سلسلہ میں ذرا بھی فائدہ نہیں پہنچاتے۔

واقعہ یہ ہے کہ پہلے سے طے شدہ ایسے کوئی قواعد و ضوابط موجود ہی نہیں ہیں جن کو سامنے رکھ کر ہم کتاب اللہ پر محاکمہ طلب کریں۔ بلکہ ہم تو اپنے اصول و قواعد بنیادی طور پر صرف کتاب اللہ سے اخذ کریں گے اور انہی قواعد پر اپنے نظریات اور اصولوں کی بنیاد رکھیں گے۔ محض یہی واحد طریقہ ہے قرآن مجید سے رجوع کرنے اور اس سے اسلامی نظریے کی خصوصیات اور بنیادیں طلب کرنے اور حاصل کرنے کا۔

دوسرے ہم اسلامی نظریہ کے حقائق پیش کرنے کے لیے فلسفے کا قالب بھی مستعار نہیں لیں گے کیونکہ ہمیں اس بات کا پورا یقین ہے کہ موضوع کے مزاج اور قالب کے مزاج کے درمیان ایک بہت ہی محکم ربط و تعلق ہوتا ہے اور موضوع ہر حالت میں قالب سے متاثر ہوتا ہے اور بسا اوقات جب کوئی موضوع ایسے قالب میں پیش کیا جاتا ہے جس کے مزاج و تاریخ میں موضوع کے مزاج سے دشمنی، منافرت اور اجنبیت ہو تو موضوع کا مزاج ہی نہیں بدل جاتا ہے بلکہ اسکی شکل و صورت بھی بگڑ جاتی ہے۔ یہی وہ بات ہے جو اسلامی نظریہ کے موضوع اور فلسفانہ قالب کے معاملہ میں درحقیقت موجود ہے اور جسے ہر وہ شخص بخوبی محسوس کر سکتا ہے جس میں اسلامی نظریہ کی حقیقت کو نص قرآنی کے مطابق سمجھنے کا ذوق موجود ہے۔

ہمیں علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کی اس کوشش سے بھی اختلاف ہے جو انھوں نے اسلامی نظریہ کو ایک ایسے قالب میں پیش کرنے کے لیے کی ہے جو مثالیت اور عقلیت پرست "ہیگل" اور مادی محسوسات میں گم رہنے والے "اگست کانٹ" کے فلسفوں کے قالب سے مستعار ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات یہ ہے کہ ہر عقیدہ بالخصوص اسلامی عقیدہ انسانی وجود سے اپنے مخصوص انداز میں خطاب کرتا ہے اور یہ اندازِ تخاطب جاندار اور موزوں ہونے، براہ راست متاثر کرنے، اور ان بڑی بڑی حقیقتوں کو (جو الفاظ کی گرفت میں نہیں آسکتیں بلکہ لفظ ان کی طرف صرف اشارے کرتے ہیں) بیان کرنے کی خوبیوں کے لحاظ سے اسی طرح ممتاز و منفرد ہے جس طرح یہ انداز اس اعتبار سے سب سے ممتاز ہے کہ اس میں انسانی تکوین کے تمام پہلوؤں اور قوتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور انسان کے اندر موجود حصولِ معرفت کے تمام روزنوں سے کام لیتے ہوئے بیک وقت خطاب کیا جاتا ہے محض انسانی فکر سے تخاطب نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس فلسفہ کا اسلوب مختلف ہے۔ فلسفہ کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ حقیقت کو لفظوں میں مقید کر سکے اور چونکہ ان حقائق کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ ان کا الفاظ کی گرفت میں آنا محال ہے (مزید برآں یہ کہ ان حقیقتوں کے اساسی پہلو اپنے مزاج کے اعتبار سے ہی انسانی فکر کے دائرۂ کار کی حدود میں نہیں سما سکتے) یہی وجہ ہے کہ جب عقیدے کے مسائل فلسفہ کی زبان میں بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو لازمی طور پر ان مسائل میں الجھاؤ، خلط مبحث اور بہوست پیدا ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انسان کی عام زندگی میں فلسفہ نے کوئی قابلِ ذکر کردار ادا نہیں کیا۔ اور جس طرح عقیدے نے زمانے کی بھول بھلیوں اور زندگی کی تاریک راہوں میں بھٹکی ہوئی انسانیت کی راہنمائی کر کے اسے صحیح راستے پر آگے بڑھایا ہے فلسفہ نے ایسا کوئی اقدام نہیں کیا۔

چنانچہ ضروری ہے کہ عقیدے کو اس کے اپنے اسلوب میں پیش کیا جائے۔ کیونکہ عقیدے کو فلسفے کے اسلوب میں پیش کرنے سے اس کی رُوح نکل جائے گی، روشنی ماند پڑ جائیگی اور اس کی الہامی خاصیت ضائع ہو جائے گی اور وہ انسانی تکوین کے بے شمار پہلوؤں میں سے صرف کسی ایک پہلو میں محدود ہو کر رہ جائے گا۔

اسی سے اس اُلجھاؤ، بہوست اور نقص و انحراف کی وجہ معلوم ہو جاتی ہے جو ان تمام مباحث میں موجود ہے جن میں عقیدے کو فلسفے کے ایسے اسلوب میں پیش کرنے کی کوشش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی گئی ہے جو عقیدے کے مزاج کے لیے اجنبی ہے اور جس کا قالب عقیدے کے لیے تنگ ہے۔

ہمیں دراصل اس بات کا کوئی لالچ ہی نہیں ہے کہ "اسلامی فلسفہ" نام کا کوئی فلسفہ موجود ہو بلکہ ہم تو یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ افکارِ اسلامی کے ضمن میں ایسا کوئی عنوان موجود ہو یا اسلامی مباحث کو ادا کرنے کے لیے فلسفیانہ انداز کا کوئی قالب پایا جائے۔ ہماری نظر میں ایسا نہ ہونے سے نہ تو اسلام میں کوئی نقص پیدا ہوگا اور نہ فکرِ اسلامی میں کوئی کمی واقع ہو گی بلکہ یہ تو اس بات کی بہت ہی قوی دلیل ہو گی کہ اسلامی فکر خالص، اصیل اور سب سے ممتاز ہے۔

یہ منہج جو اس مبحث میں ہم نے اختیار کیا ہے اس کے سلسلے میں دُوسری ضروری بات ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس وقت ہم فکرِ اسلامی یا تاریخِ اسلامی کے انحرافات میں سے کوئی ایک مخصوص انحراف اس انداز میں اپنے سامنے نہیں رکھنا چاہتے کہ نظریہ اسلامی کی تعیین و تبیین کے سلسلہ میں جو کوشش ہم کر رہے ہیں اس کا واحد محرک محض اسی ایک انحراف کی تصحیح یا تردید کرنا ہو اور نتیجۃً ہماری تمام تر کد و کاوش صرف اسی کام کے نذر ہو کر رہ جائے اور ہماری ساری محنت پر پانی پھر جائے۔ بلکہ ہم اس نظریہ کے اصل حقائق بعینہٖ اس طرح اور اسی انداز میں متعین کرنا چاہتے ہیں جس طرح قرآن مجید نے پیش کیے ہیں اور اسی مکمل، ہمہ گیر، اور مرتب و منظم طریقہ پر جیسی ترتیب و تنظیم اس کائنات میں ہے اور جیسا نظم و نسق فطرت میں ہے۔

ایسا ہم اس وجہ سے کرنا چاہتے ہیں کہ کسی ایک مخصوص انحراف یا نقص کو سامنے رکھ کر محض اسی کی اصلاح میں مشغول ہو جانا اور اسلامی نظریہ کے حقائق کو صرف اسی کی تردید کے لیے ڈھالنا ایک انتہائی خطرناک طریقِ کار ہے جس کے نتیجہ میں قدیم انحراف کو دُور کرتے کرتے اسلامی نظریہ میں کوئی نیا انحراف جنم لے لیتا ہے، اور ظاہر ہے انحراف قدیم ہو یا جدید، بہرحال انحراف ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس خطرے کے نمونے ہمیں ان مضامین میں نظر آسکتے ہیں جو اسلام کا دفاع کرتے ہوئے ان قدیم یا جدید مُستشرقین اور مُلحدوں کے جواب میں لکھے گئے ہیں جنھوں نے اسلام پر اعتراضات یا طعن کیے ہیں۔ اسی طرح اس کی مثال ان قلمی کاوشوں میں بھی نظر آتی ہے جو کسی ایک مخصوص انحراف کو دُور کرنے کے لیے کسی ایک خاص ماحول اور ایک خاص دَور میں کی جاتی رہی ہیں۔

مثلاً بعض صلیبی اور صہیونی مُصنّفین قصداً اور بددیانتی سے اسلام پر الزام عاید کرتے ہیں کہ اسلام تلوار کا مذہب ہے اور بزورِ شمشیر پھیلا ہے۔ چنانچہ ہم میں سے کچھ لوگ جب اس اتہام کی تردید و دفاع پر کمربستہ ہوتے ہیں تو جوشِ دفاع میں اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے جہاد کی جو حقیقی قدر و قیمت ہے اسے بھی نظر انداز کر جاتے ہیں اور اس کا دائرہ محدود کرتے ہوئے جہاد کے لیے اٹھنے والی تمام تحریکوں پر معذرت خواہانہ انداز اختیار کرنے لگتے ہیں کہ یہ سب محض دفاع کی غرض سے تھیں اور لفظ "دفاع" سے ان کی مُراد وہ محدود معنی ہوتے ہیں جو اس لفظ سے دورِ جدید کی اصطلاح میں لیے جاتے ہیں۔ یہ لوگ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ اسلام چونکہ اللہ تعالیٰ کا آخری منہاج ہے جو اللہ نے پوری انسانیت کے لیے نازل فرمایا ہے اس لیے اس کا بُنیادی حق یہ ہے کہ اپنا مخصوص نظام اس دُنیا میں قائم و نافذ کرے تاکہ پُوری انسانیت اس کی برکتوں سے مُستفید ہو سکے۔ اور ہر فردِ بشر کو اس کا فائدہ اس طرح پہنچے کہ اس نظام کے زیرِ سایہ رہتے ہوئے ہر فرد اپنے لیے عقیدے کے انتخاب میں مکمل طور پر آزاد ہو۔ کیونکہ اسلام میں عقیدے کے مُعاملہ میں کوئی جبر نہیں ہے۔ لیکن اسلامی نظام کو قائم کرنے کے لیے جہاد کرنا ضروری ہے تاکہ پوری دُنیائے انسانیت اور سب بنی آدم خواہ وہ اسلامی عقیدے میں یقین رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں اس نظام کے زیرِ سایہ آجائیں گویا جہاد کی ضرورت محض اس نظام کو برپا کرنے اور نظام کی حفاظت کے لیے ہے جبکہ وہ سب لوگ جو اس نظام کے زیرِ سایہ زندگی بسر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوں اپنے عقائد کے سلسلہ میں مطلقاً آزاد ہوں گے۔ اور یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک ایک بہترین نظمِ حکومت، اعلیٰ قانون اور ایسا نظامِ احتساب موجود نہ ہو جو ہر اس شخص کا محاسبہ کرسکے جو اس رُوئے زمین پر تبلیغ و دعوت اور عقیدے کی آزادی پر دست درازی کا خیال بھی دل میں لائے۔

یہ صرف ایک چھوٹی سی مثال ہے اس بات کی کہ اسلام کے کسی ایک پہلو پر کیے گئے عیّارانہ حملے کا دفاع کرنے کے جوش میں اسلامی نظریہ کی صورت کس طرح مسخ ہو جاتی ہے۔ باقی رہ گئیں وہ کاوشیں جو کسی مخصوص انحراف کا رد کرنے کے لیے کی گئیں اور ان کے نتیجہ میں کوئی نیا انحراف پیدا ہوگیا۔ ان کی قریب ترین مثال جو ہم پیش کرسکتے ہیں وہ الاُستاذ شیخ محمد عبدہٗ علیہ الرحمۃ کی توجیہات (تاویلات) اور حضرت علّامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ کے لیکچرز ہیں جو انھوں نے اسلام میں دینی فکر کی تجدید کے موضوع پر قلم بند کیے ہیں۔

دراصل الاستاذ شیخ محمد عبدہٗ کو ایک ایسے جامد فکری ماحول کا سامنا تھا جس میں اجتہاد کا دروازہ مطلقاً بند کردیا گیا تھا اور اللہ کی شریعت کو سمجھنے اور کتاب اللہ سے استنباط احکام کے سلسلہ میں عقل کے کردار کو ناپسندیدہ قرار دے دیا گیا تھا اور صرف ان کتابوں کو کافی سمجھ لیا گیا تھا جو متاخّرین نے عقلی جمود کے دَور میں تصنیف کی تھیں جبکہ خود ان کتابوں کا دارومدار خرافات اور عوام کے مذہبی نظریات پر تھا۔ دوسری طرف حضرت شیخ الاستاذ کو ایک ایسے عصر سے مقابلہ درپیش تھا جس میں یورپ میں عقل کی پرستش کی جاتی تھی اور اہل یورپ نے عقل کو خدا مان لیا تھا خصوصاً ان علمی فتوحات کے بعد جن میں سائنس کو عظیم کامیابیاں حاصل ہوچکی تھیں، اور عقلی فلسفہ کی سیادت کے اس دَور کے بعد جس نے عقل کو خدا کا مقام دے دیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ مستشرقین اسلامی نظریہ پر حملے کر رہے تھے اور اسلام کے عقیدۂ قضا و قدر پر ان کا اعتراض یہ تھا کہ اس عقیدے کی بنا پر زندگی میں انسانی عقل اور انسانی جدوجہد کا مثبت کردار معطل ہوکر رہ گیا ہے۔ چنانچہ جب استاذ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد عبدہٗ نے اس مخصوص دَور کا مقابلہ کرنا چاہا تو انھوں نے نص کے مقابلے میں عقل کی قدر و قیمت کو بحال کیا اور اجتہاد کے تصوّر کو زندہ کیا اور اسلامی افکار میں جو خرافات اور جاہلانہ اور عامیانہ باتیں شامل ہو گئی تھیں ان سے جنگ کی، پھر یہ ثابت کیا کہ اسلام نے عقل کے لیے دین میں بھی اور زندگی میں بھی ایک مخصوص مقام اور خاص کردار رکھا ہے اور بات وہ نہیں ہے جیسا کہ بعض فرنگی مصنفین خیال کرتے ہیں کہ اسلام نے مسلمانوں پر جبرِ مطلق اور فقدانِ اختیار کا فیصلہ مسلّط کر دیا ہے۔ گویا جب حضرت استاذ نے مشرقی دنیا میں عقلی جمود کا اور مغرب میں عقل کے فتنہ کا مقابلہ کرنا چاہا تو انھوں نے عقل کو اس کی اصلی حد سے بڑھا کر انسانی ہدایت کے مُعاملہ میں وحی کا ہمسر قرار دے دیا اور محض اس مقام پر نہیں رُکے (جو اس کا اصل مقام تھا) کہ عقل وجودِ انسانی میں موجود صلاحیتوں میں سے ایک صلاحیت ہے جو وحی کو وصول کرتی ہے۔ اور انھوں نے اس بات سے انکار کر دیا کہ وحی کی لائی ہوئی تعلیم میں اور عقل کے اس کو سمجھنے میں اختلاف واقع ہو سکتا ہے۔ اور اس پر اکتفا نہیں کیا کہ عقل کا کام صرف اتنا ہے کہ جو بات سمجھ میں آجائے سمجھ لے اور جو اس کی سمجھ سے باہر ہو اس کے آگے سرِ تسلیم خم کر دے۔ اس لیے کہ عقل بلکہ پوری انسانی تکوین نہ تو کلّی (مکمل) ہے اور نہ مطلق (آزاد) بلکہ زمان و مکان کی قیود میں محدود ہے جبکہ وحی بسا اوقات مطلق حقیقتوں پر مثلاً الوہیت کی حقیقت پر اور اس کیفیت پر بھی مشتمل ہوتی ہے کہ ارادۂ الٰہی حادثات کو کس طرح تخلیق کرتا ہے اِن آزاد کلّیات کے سلسلہ میں عقل کی ذمّہ داری صرف اتنی ہے کہ انھیں قبول کر لے اور بس۔ کیوں کہ عقل کے پاس ان کو سمجھ لینے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

استاذِ محترم نے اپنی بات کو ثابت کرنے کی غرض سے ایک استدلال کیا ہے جو بظاہر منطقی معلوم ہوتا ہے لیکن دراصل وہ اپنے ماحول کے اس مخصوص انحراف کو دُرست کرنے کی رغبت کا نتیجہ ہے جس کی وجہ سے عقل حقیر ہو گئی تھی اور اس کا کردار معطّل ہو کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہ گیا تھا۔

استاذِ محترم اپنے رسالہ "التوحید" میں کہتے ہیں

پیغامِ الٰہی پہنچانے کے لیے وحی کا آنا اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور عقلِ انسانی بھی اس کائنات میں اللہ کی نشانی ہے اور اللہ کی نشانیوں کے سلسلے میں یہ بات ضروری ہے کہ ان میں باہم مطابقت ہو اور ایک دوسرے سے متعارض و متضاد نہ ہوں"۔

اور یہ بات اپنے عموم کے اعتبار سے درست بھی ہے لیکن عقل اور وحی کے معاملہ میں غلط ہو جاتی ہے۔ وحی اور عقل ایک دوسرے کی ہمسر اور ندّ کسی صورت میں نہیں ہو سکتیں کیونکہ وحی عقل سے نہ صرف بہت بڑی بلکہ کہیں زیادہ جامع اور وسیع ہے اور وحی تو آتی ہی اس غرض سے ہے کہ وہ خود ایسی بنیاد بن جائے کہ عقل ہر معاملہ میں اس سے رجوع کرے اور ایسا پیمانہ قرار پائے کہ عقل اپنے اصول، مفاہیم اور نظریات اس کے مطابق جانچ کر اپنی خامیاں اور غلطیاں درست کر سکے۔ چنانچہ ان دونوں میں بلاشبہ مطابقت اور موافقت ضرور ہے لیکن اسی بنیاد پر۔ یہ بات نہیں ہے کہ یہ دونوں برابر اور مساوی قدر و قیمت کی حامل اور باہم ندّ و ہمسر ہیں۔ بالخصوص اس صورت میں جب کہ کوئی ایسی عقل جو ہر قسم کے نقص و اغراض سے پاک ہو خارجی دنیا میں موجود نہیں ہے ایسی عقل تو ایک فرضی اور مثالی تخیل ہے۔ اس غلو کا نتیجہ یہ ہوا کہ استاذ محمد عبدہٗ نے پارہ "عمّ" کی جو تفسیر کی ہے اس میں واضح طور پر ان کے اس نقطہ نگاہ کا تاثر موجود ہے اسی طرح ان کے شاگردِ جلیل رشید رضا مرحوم کی تفسیر اور دوسرے شاگرد شیخ مغربی رح کے پارہ "تبارک الذّی" کی تفسیر بھی ان نظریات سے اس حد تک متاثر ہوئی ہے کہ انھوں نے کئی مقامات پر بہ صراحت کہا ہے کہ عقل سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے نص کی ایسی تاویل کرنا ضروری ہے جو عقل کی سمجھ میں آسکے۔ اور یہی چیز خطرے کی بنیاد ہے۔ کیوں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب لفظِ عقل کا استعمال بغیر کسی شرط کے کیا جاتا ہے تو بات کچھ غیر واقعی ہو جاتی ہے (جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں) کہ دُنیا میں میری عقل آپ کی عقل، فلاں کی عقل وغیرہ تو موجود ہیں لیکن ایسی کسی عقل کا وجود نہیں ہے جس میں نقص، خواہشاتِ نفس، اغراض اور جہل کا شائبہ بھی نہ ہو اور نصوصِ قرآنیہ کا محاکمہ اس کے طے کردہ قواعد کے مُطابق کیا جا سکے۔ چنانچہ جب ہم تاویل اس غرض سے ضروری قرار دیں گے کہ نص ان بے شمار عقلوں کے مطابق ہو جائے تو ہم انتشار اور بے راہ روی کا شکار ہو کر رہ جائینگے

یہ سب کچھ اس وجہ سے ہُوا کہ محض ایک مخصوص انحراف کی اصلاح کرنے میں حد سے زیادہ مُبالغہ کیا گیا (اور باقی تمام پہلو نظر انداز کر دیے گئے) جبکہ اگر معاملہ کو اس کی ذاتی حیثیت میں لیا جاتا تو عقل کا حقیقی مرتبہ اور اس کا دائرہ کار بغیر کسی مبالغہ اور کمی کے اور افراط و تفریط کے معلوم ہو جاتا اور اسی طرح وحی کا دائرہ کار بھی متعیّن ہو جاتا اور ان دونوں کے تناسبِ باہمی کی حفاظت بھی ہو جاتی اور تناسب کی صحیح حیثیت بھی محفوظ ہو جاتی۔

یہاں تک وحی سے استفادہ کرنے اور جو سمجھ میں آسکے اس کو سمجھنے اور جو سمجھ سے بالا ہو اُسے تسلیم کرنے کا تعلق ہے اس معاملہ میں تو یقیناً نہ تو عقل کی نفی کی جا سکتی ہے نہ اسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے اور نہ اسے مہمل قرار دیا جا سکتا ہے لیکن یہ بھی درست نہ ہوگا کہ ہم اسے آخری حکم مان لیں بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ جب تک کوئی نص اپنے مفہوم میں واضح اور محکم ہے اس وقت تک نص کا صریح اور صاف مفہوم ہی بغیر کسی تاویل کے آخری حکم ہوگا اور عقل پر لازم ہوگا کہ اپنے تمام فیصلے نص صریح کے مفہوم کے مطابق کرے اور اپنا طریقِ کار اسی کی بنیاد پر قائم کرے۔

اس مضمون کے بین السطور میں ایک ایسے منہج کی کافی تفصیل آگئی ہے جو بالکل سیدھا اور ہر قسم کی غلطی سے محفوظ ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعینہٖ حضرت علّامہ اقبال علیہ الرحمۃ کو مشرقی دُنیا میں ایک ایسے فکری ماحول کا مقابلہ درپیش تھا جو تصوفِ عجم کے "اشراقات" کے اندھکاروں میں بھٹک رہا تھا چنانچہ "فنا" کے اس تصوّر نے جس میں انسان کی "خودی" معدوم ہو کر رہ گئی تھی انھیں دہشت زدہ کر دیا جس طرح زندگی کے اس منفی تصوّر نے جس کی موجودگی میں انسان بیکار محض ہو کر رہ جاتا ہے اور زمین پر اس کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا انھیں پریشان کر دیا تھا اور طبعاً یہ تصوّر اسلامی نہیں تھا۔ دُوسری طرف انھیں مغربی دُنیا میں "وضعیّین" اور "تجربیّین" کے مسلک میں جو مادّی اور حسی فکر و تصوّر موجود ہے اس سے مقابلہ درپیش تھا اسی طرح انھیں نٹشے کے ان ہذیانات سے سامنا تھا جو اس نے اپنی کتاب "زردشت نے کہا" میں "انسان برتر" (سُپر مین) کی پیدائش اور خُدا کی موت کے بارے میں کہے ہیں۔ حالانکہ جو کچھ نٹشے نے کہا ہے مرگی کے دوروں کی کیفیت میں کہا ہے لیکن بعض لوگوں نے اسے فلسفہ کا نام دے دیا ہے۔

حضرت علّامہ علیہ الرحمۃ نے اسلامی فکر اور اسلامی زندگی میں سے یہ منفی، مہلک اور تباہ کن تصوّرات یکسر کھُرچ دینے چاہے جس طرح ان کی دُوسری کوشش یہ تھی، کہ اسلامی فکر میں "تجربے" کی واقعیت کو ثابت کریں جس پر یورپ کے "وضعیین" اور "تجربیین" اعتماد کرتے ہیں۔

لیکن اس کا نتیجہ انسان کی خودی کے اثبات و ابراز میں تمام حدود پھلانگ جانے کی صُورت میں برآمد ہُوا جس کی وجہ سے انھیں یہ ثابت کرنے کے لیے کہ موت حتیٰ کہ قیامت بھی تجربہ کی انتہا نہیں ہے بلکہ انسان کی خودی میں تجربہ و ارتقاء جنت اور دوزخ کے بعد بھی مسلسل جاری رہتا ہے بعض قرآنی نصوص کی ایسی تاویل پر مجبور ہونا پڑا جس سے نہ صرف خود اس نص کا مزاج انکار کرتا ہے بلکہ اسے اسلامی نظریہ کا مزاج بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اسلامی تصوّر اس معاملہ میں قطعیت کا حامل ہے کہ یہ دنیا عمل و امتحان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کارگاہ ہے اور آخرت حساب و جزا کا مقام۔ اور نفس انسانی کے لیے عمل کی مہلت صرف اس دُنیا میں ہے گویا حساب و جزا کے بعد دارالآخرۃ میں کسی نئے عمل کی گنجائش نہیں ہے لیکن انھیں یہ حد سے بڑھا ہُوا مبالغہ محض وجودِ خودی" اور استمرارِ خودی کو ثابت کرنے کی شدید رغبت کی بنا پر کرنا پڑا۔ اور "خودی" یا "اَنا" خود ہیگل کی اصطلاحات سے مستعار ہیں،

دوسری طرف حضرت علامہ علیہ الرحمۃ نے لفظِ تجربہ" کو اس سے کہیں زیادہ وسیع معنے عطا کر دیے جو اس اصطلاح کے لیے مغربی فکر بلکہ اس فکر کی پوری تاریخ میں موجود تھے تاکہ اس اصطلاح کے اطلاق کا دائرہ رُوحانی تجربہ کی حدُود تک پھیل جائے اور وہ رُوحانی تجربہ جو مسلمان کا معمُول ہے اور جس سے ایک مسلمان "حقیقتِ کبریٰ" کا ذائقہ چکھتا ہے۔ اس لفظ کے معنیٰ میں سما جائے حالانکہ مغربی فلسفہ کے نقطہ نگاہ سے اصطلاحِ تجربہ" میں یہ گنجائش ہرگز نہیں ہے کہ یہ لفظ رُوحانی پہلو کا احاطہ کر سکے کیونکہ اس فلسفہ میں یہ لفظ بنیادی طور پر وضع ہی اس غرض سے کیا گیا تھا کہ اس اصطلاح کی بنا پر اپنے علوم کے دائرے سے معرفت کے ان تمام وسائل کو خارج کر دیا جائے جن کی بنیاد محسوس مادی تجربہ نہ ہو۔

درحقیقت اصطلاحاتِ مغرب کو بے تکلّف اور عاریتاً استعمال کرنے کی کوشش ہی کا نتیجہ ہے کہ علّامہ اقبالؒ کی متحرک، زندہ اور شفّاف شاعری کے باوجود ان کے لیکچرز میں شدّت، جذباتیت اور یبوست پیدا ہو گئی ہے۔

اس تنقید سے میرا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ امام الاستاذ محمد عبدہٗ اور ان کے شاگردوں یا حضرت علّامہ اقبال رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃ کی ان عظیم اور نتیجہ خیز کوششوں کی قدر و قیمت کم کی جائے جو ان حضرات نے اسلامی فکر کے احیا اور بیداری کے لیے انجام دی ہیں۔ میرا مقصد صرف یہ انتباہ کرنا ہے کہ کسی مخصوص انحراف کرنے کا پُرجوش محرک بسا اوقات خود کوئی دُوسرا انحراف پیدا کرنے کا باعث بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے اور یہ کہ اسلامی مسائل کی بحث و تحقیق میں بہترین طریقِ کار یہ ہے کہ اسلامی نظریہ کے حقائق کو ان کے اپنے جامع و کامل انداز میں، ویسے نظم و ترتیب سے اور اس کے مخصوص مزاج و اسلوب کے مطابق پیش کیا جائے۔

آخر میں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ ہماری یہ کاوش نہ تو فلسفہ کی کتاب ہے اور نہ لاہوت یا مابعد الطبعیات پر کوئی تصنیف، یہ فی الواقع ایک ایسی نگارش ہے جسے خود حقائق لکھوا رہے ہیں اور اس میں محض حقیقت کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔

اس دُنیا میں اسلام کے آنے کا مقصد دراصل یہ تھا کہ پُورے عالمِ انسانیت کو گمراہی کے ان گھنے بادلوں سے نجات دلائے جنھوں نے انسانوں کے افکار اور زندگی کو اپنی لپیٹ میں لے کر گراں بار بنا رکھا تھا اور سرگشتگی کے اس صحرائے ناپیدا کنار سے خلاصی دلائے جس میں انسان کے افکار اور زندگی بکھر کر رہ گئے تھے اور انسانیت کو ایک مخصوص منفرد اور ممتاز نظریہ دے اور ایک ایسی نئی زندگی عطا فرمائے جو اللہ کے بتائے ہوئے محکم اور مستقیم منہج کے مطابق جاری و ساری رہے۔ لیکن ہُوا یہ کہ آج پھر پوری انسانیت گمراہی کے صحرائے ناپیدا کنار میں بھٹک رہی ہے اور تاریکی کے دبیز اور منحوس انباروں کے نیچے دبی جا رہی ہے۔

اسلام کے اس دُنیا میں آنے کا مقصد ایک ایسی قوم وجود میں لانا تھا جسے پوری انسانیت کی قیادت سونپی جا سکے تاکہ یہ قوم انسانیت کو گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھکاروں اور صحرائے گم گشتگی سے بچا لے جائے۔ لیکن اس کے برعکس آج خود وہی قوم قیادت کا مقامِ بلند چھوڑتی جا رہی ہے اور قیادت کا فریضہ ادا کرنا بھول کر گمراہی کے صحراؤں اور منحوس اندھیروں میں بھٹکنے والی قوموں کے پیچھے ہانپتی لپکتی چلی جا رہی ہے۔

یہ کتاب ایک کوشش ہے جس کا مقصد اسلامی نظریہ کی خصوصیات اور اس نظریہ کے بنیادی اصولوں کی اس طریقہ پر تحدید و تعیین کرنا ہے کہ ایک حقیقی زندگی کا ایسا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منہاج از خود پیدا ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہم آہنگ ہو اور فکری، علمی اور فنی زندگی کا ایک ایسا دستور العمل وجود میں آئے جو بہر حال اس جامع تفسیر و تعبیر سے ماخوذ ہو ——— جو یہ بنیادی نظریہ از خود پیش کرتا ہے اور اسلامی فکر یا اسلامی نظام کے کسی پہلو کے سلسلے میں جو بھی تحقیق و تلاش کی جائے اس کے لیے لازمی قرار پائے کہ وہ سب سے پہلے اسلامی فکر پر مبنی ہو۔ اس فکر کو صاف اور نمایاں کرنے کی ضرورت نہ صرف عقل و قلب کا اقتضاء ہے بلکہ یہ جتنی حقیقی زندگی کی ضرورت ہے اتنی ہی اُمّہ مسلمہ کی اور پورے عالم انسانیت کی ضرورت ہے۔

اس مقالہ کا یہ پہلا حصّہ اسلامی نظریہ کی خصوصیات کے بیان پر مشتمل ہے جبکہ عنقریب اس کے دُوسرے حصّہ میں اسلامی نظریہ کے بُنیادی اصول پیش کیے جائیں گے۔

اللہ ہی توفیق اور رہنمائی عطا فرمانے والا اور حقیقی معین و مددگار ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہید[1] کلام

اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ [2] ۔ الملک

جس وقت اسلام آیا اس دُنیا کی حالت یہ تھی کہ ہر طرف مختلف قسم کے عقاید و نظریات، فلسفوں اور داستانوں، افکار و اَوہام، رسُوم و رواجات اور عجیب و غریب طور طریقوں اور طرح طرح کے حالات کے ہولناک تہ بہ تہ بادل چھائے ہُوئے تھے۔ جن میں حق و باطل، صحیح و غلط، دین و خرافات، فلسفہ اور داستانیں ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو کر رہ گئے تھے اور گمراہی کے ان گھنے انباروں کے نیچے دبا ہُوا انسانی ضمیر اندھیروں اور گمانوں میں بھٹک رہا تھا اور ان میں سے کسی پر اس کا یقین نہ جمتا تھا۔ گمراہی کے ان ہولناک تہ بہ تہ بادلوں کی وجہ سے انسانی زندگی ایسے فساد و زوال، ظلم و ذلّت اور بدبختی و تباہی میں مُبتلا تھی جو انسان ہی کے نہیں جانوروں کے کسی ریوڑ کے لیے بھی مناسب نہ تھی۔

---

[1] بھول بھلیاں اور گھٹا ٹوپ اندھیرا

[2] "بھلا سوچو جو شخص منہ اوندھائے چل رہا ہو وہ زیادہ صحیح راہ پانے والا ہے یا وہ جو سر اٹھائے سیدھا ایک ہموار سڑک پر چل رہا ہو"؟ (آیت ۲۲ - الملک)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دنیا جہالت کا ایک صحرائے ناپیدا کنار تھا جس میں نہ کوئی رہبر تھا نہ ہدایت اور روشنی تھی اور نہ سکون و یقین۔ یہ ایسی گمراہی تھی جس نے انسانی نظریات کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کر رکھا تھا مثلاً انسان کا اپنے خدا کی ذات و صفات کے متعلق تصوّر، انسان کا کائنات سے اور کائنات کا انسان سے رابطہ انسان کی اپنی حقیقت اور اس کائنات میں انسان کا مقام و کردار، انسان کا مقصدِ تخلیق اور اس مقصد کے حصول کے لیے اس کا طریقِ کار، بطورِ خاص خدا سے انسان کے تعلق کی نوعیّت اور یہ ایسے مسائل تھے، جو سب کے سب اس جہالت اور گمراہی میں کھو کر رہ گئے تھے جس کی وجہ سے اور ان نظاموں کی بنا پر جو اس جہالت اور گمراہی کی بنیاد پر قائم تھے، انسانی زندگی میں ہر قسم کی خرابی اور بُرائی پیدا ہو رہی تھی۔ یہ حالات ایسے تھے کہ انسانی ضمیر کا اس کائنات، اور اپنی ذات، اپنے مقصدِ تخلیق اور اپنے منہج حیات کے سلسلہ میں اور ان رابطوں کے بارے میں جو اس کائنات اور انسان کے مابین قائم ہیں یا جو افراد انسانی اور انسانی معاشروں کے درمیان قائم ہوتے ہیں کسی ایک فیصلہ پر قائم رہنا ممکن ہی نہ رہا تھا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ انسانی ضمیر کا ان معاملات میں کسی فیصلہ پر قائم رہنا اس وقت تک ممکن ہی نہیں ہے جب تک وہ اپنے عقیدے اور اپنے تصوّرِ الٰہ کے بارے میں کسی ایک فیصلہ تک نہ پہنچ جائے اور جب تک اس گھٹا ٹوپ اندھیرے، اس جہالت کے صحرا، اور گمراہی کے گھنے اور تہ بہ تہ بادلوں کے درمیان کسی واضح یقین تک نہ پہنچ جائے۔

مغرب کے مفکّرین کہتے ہیں کہ صورتِ حال ایسی نہ تھی کیونکہ قرونِ وسطیٰ کا تو مزاج ہی مذہبی واقع ہوا تھا۔ اہلِ مغرب سے سُن کر مشرقی طوطوں نے بھی یہی رٹ لگا رکھی ہے۔ لیکن میں یہ اصرار کہتا ہوں کہ وہ غلط کہتے ہیں۔ حالات یہی تھے اس لیے کہ دو بنیادی حقیقتیں ایسی ہیں جو کسی حالت میں اور کسی زمانے میں انسانی زندگی سے جُدا نہیں ہو سکتیں۔

پہلی حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنی فطرت کے لحاظ سے اس ہولناک کائنات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک بھٹکتے، لرزتے، فنا پذیر ذرّہ کی مانند ہے جس کے لیے کہیں سکون و قرار نہیں ہے بنا بریں ضروری ہے کہ انسان کا اس کائنات میں ایک ایسا مرکز و محور ہو جہاں یہ ٹھہر سکے اور اس کائنات میں اسے اپنا مقام معلوم ہو جس میں پناہ لے سکے۔ اس مقصد کے لیے اسے ایک ایسے دین کی ضرورت ہے جو اسے اس کے ماحول (کائنات) کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کرے اور جس کے ذریعہ سے اسے اس ماحول میں اپنا مقام بھی معلوم ہو۔ تو گویا یہ چیز (دین و عقیدہ) انسان کی ایک شعوری اور فطری ضرورت ہے جو کسی خاص دَور یا زمانے کے حالات سے وابستہ نہیں ہے۔ اس مضمون میں کچھ آگے چل کر یہ بات آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے گی کہ جب بھی انسان نے اس ربط و تعلّق کی حقیقت اور اس تفسیر کی حقیقت کے جاننے میں غلطی کی ہے اسے کس قدر بدنصیبی، سرگشتگی اور گمراہی برداشت کرنا پڑی ہے۔

دُوسری حقیقت یہ ہے۔ کہ اعتقادی نظریہ کے مزاج اور معاشرتی نظام کے مزاج کے درمیان ایک بہت ہی مضبوط ربط و تعلق ہے اور یہ ایک دُوسرے کے لیے اس طرح لازم و ملزوم ہیں کہ ان کا یہ بندھن زمانہ اور دَور کے حالات سے متاثر نہیں ہوتا بلکہ درحقیقت ان کے مابین جو تعلق ہے وہ رابطۂ تلازم (باہم ایک دُوسرے کو لازم و ملزوم ہونا) سے بھی زیادہ پختہ ہے یعنی ان کے درمیان جو تعلق ہے وہ ایک میں سے دوسرے کے از خود پیدا ہونے کا تعلق ہے۔ گویا معاشرتی نظام اس کائنات کی مکمل اور جامع تفسیر، کائنات میں انسان کی مرکزیت اور فرائضِ منصبی اور انسان کی تخلیق کے مقصد میں سے از خود پیدا ہوتا ہے اور جو معاشرتی نظام اس جامع تفسیر کی بنیاد پر قائم نہ ہو وہ ایک مصنوعی اور جعلی نظام ہوگا جو زندہ نہ رہ سکے گا اور اگر وہ کچھ مدّت زندہ رہا تو وہ دَور انسان کی بدبختی کا دَور ہوگا اور لازمی طور پر اس نظام کے اور انسانی فطرت کے درمیان ہر وقت تصادم ہوتا رہے گا۔ چنانچہ یہ جامع تفسیر جس طرح انسان کی ایک شعوری ضرورت ہے اسی طرح تنظیمی ضرورت بھی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت نوح علیہ السّلام سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام تک تمام رسُول انسان کو یہی حقیقت سمجھاتے رہے، ان رسولوں نے انسان کو الٰہِ حقیقی کی صحیح تعریف بتائی اور اس کائنات میں انسان کی مرکزیت اور اس کا مقصدِ تخلیق واضح کیا۔

لیکن سیاسی احوال وظروف، اغراضِ نفسانی اور انسانی کمزوریوں کی بنا پر ہمیشہ سے ہوتے رہنے والے انحرافات کے زیرِ اثر یہ حقیقت نظروں سے اوجھل ہوتی رہی، انسان بار بار گمراہی میں مبتلا ہوتا رہا اور اس حقیقت پر تہ بتہ موٹے موٹے پردے پڑتے چلے گئے۔ چنانچہ ایک ایسی جامع اور مکمل رسالت کی ضرورت تھی جو ان تہ بتہ پردوں کو چاک کر کے تاریکی دُور کرے، گمراہی کے اس صحرا میں روشنی پھیلائے اور اعتقادی نظریہ کو خالص حق وصداقت کی بنیاد پر قائم کر دے اور انسانی زندگی کو اس صحیح نظریہ کے مطابق ایک مستقل اور ٹھوس بنیاد مہیا کر دے۔ پُوری دنیا کے بگڑے ہوئے نظریات رکھنے والے لوگوں کو غلط سمت سے موڑ کر صحیح رُخ پر ڈالنا اور گمراہی سے نجات دلانا درحقیقت اس رسالتِ عظمیٰ اور اس رسولِ اعظم کے بغیر ممکن ہی نہ تھا۔ جیسا کہ جنابِ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ﴿۱﴾ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ﴿۲﴾ البیّنۃ

"اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ کافر تھے (وہ اپنے کفر سے) باز آنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس روشن دلیل نہ آجائے (یعنی) اللہ کی طرف سے ایک رسول جو پاک صحیفے پڑھ کر سُنائے جن میں بالکل راست اور درُست تحریریں لکھی ہوئی ہوں۔"

کوئی شخص اس رسالتِ عظمیٰ کی اہمیت کا اندازہ اس وقت تک نہیں لگا سکتا، اور انسان گمراہی کے جن اندھیروں میں سرگرداں تھا ان سے نجات پا کر عقیدے کے معاملے میں کسی واضح یقین پر قائم ہونے کی حقیقی ضرورت کا ادراک اس وقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک نہیں کر سکتا جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ عقاید و نظریات، فلسفوں اور کہانیوں، افکار و اوہام، شعائر و رسوم اور اوضاع و اطوار کے وہ تہ بتہ بادل کتنے گھنے تھے اور گمراہی کا وہ صحرا کتنا ناپیدا کنار تھا جو اس دور میں جب اسلام دنیا میں آیا ہر جگہ انسانی ضمیر کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے تھا اور جب تک ان شکوک مغالطوں اور الجھنوں کی حقیقت کو نہیں سمجھ لیتا جن میں آسمانی مذاہب کے وہ باقیات بھی روندے جا رہے تھے جو تحریف و تاویل اور مصادرِ الٰہیہ میں انسانی اضافے شامل ہو جانے کی وجہ سے فلسفوں اور دیومالائی کہانیوں کے ساتھ خلط ملط ہو چکے تھے۔

چونکہ اس مضمون میں ہمارا مقصد ان نظریات کو بیان کرنا نہیں بلکہ اس میں ہم صرف اسلامی نظریہ کے خصوصیات اور بنیادی اصول پیش کرنا چاہتے ہیں اس لیے اس وقت ہم محض یہود و نصاریٰ کے بعض دینی نظریات کے نمونے جس حالت میں وہ جزیرۃ العرب تک پہنچے تھے بیان کرنے پر اور عرب جاہلیت کے بعض ایسے نظریات کی مثالیں پیش کرنے پر اکتفا کریں گے جو اسلام کی آمد کے وقت جزیرۃ العرب میں موجود تھے اور اسلام کو ان کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

بنی اسرائیل یعنی یہود کے مذہب میں بت پرستی کے نظریات اور نسلی عصبیت کی آلائشیں یکساں طور پر جمع ہو چکی تھیں۔ حالانکہ حضرت اسرائیل علیہ السلام (یعنی حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام) کی اولاد کے پاس ان کے رسول (جن میں سب سے پہلے خود حضرت یعقوب علیہ السلام تھے) وہ خالص توحید لاتے رہے جو انھیں ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سکھائی تھی۔ پھر بنی اسرائیل کے سب سے بڑے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی توحید ہی کی دعوت لے کر آئے اور اس کے ساتھ موسوی شریعت لائے جس کی اساس توحیدِ خالص تھی۔ لیکن بنی اسرائیلی جوں جوں وقت گزرتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا توحید کی تعلیم سے منحرف ہوتے چلے گئے اور ان کے نظریات میں اتنی پستی آگئی، کہ بُت پرستی کی سطح پر اُتر آئے۔ انھوں نے اپنی مقدس کتابوں حتیٰ کہ عہد نامہ قدیم کے متن کے اندر ذاتِ باری تعالیٰ کے متعلق ایسی ایسی کہانیاں اور تصوّرات داخل کر دیے جو یُونانیوں اور دُوسرے بُت پرستوں (جن کے پاس نہ کوئی کتاب آئی اور نہ آسمانی رسالت) کے پست ترین تصورات کی سطح سے کچھ زیادہ بلند نہ تھے۔

ان کے جدِّ اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے جس دینِ توحید کی بنیاد رکھی تھی، وہ یقیناً ایک خالص، واضح، جامع اور مکمل دین تھا جس کے ذریعہ سے انھوں نے بڑی شدّت کے ساتھ بُت پرستی کا مقابلہ کیا تھا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے اس طریقِ کار کی منظر کشی قرآن مجید نے کی ہے حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اسی طریقے پر چلنے کی ہدایت اپنی اولاد کو کی تھی اور اسی کی وصیّت حضرت یعقوب علیہ السّلام نے اپنی موت سے پہلے اپنی اولاد کو کی تھی۔ ملاحظہ ہو:

۱- وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿٧٢﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿٧٣﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٥﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٧﴾ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿٧٩﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٨٢﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿٨٥﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾ الشعرآء

"اور انھیں ابراہیمؑ کا قصہ سناؤ جبکہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے پوچھا تھا کہ یہ کیا چیزیں ہیں جن کو تم پوجتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کچھ بُت ہیں جن کی ہم پُوجا کرتے ہیں اور انہی کی سیوا میں ہم لگے رہتے ہیں اُس نے پوچھا کیا یہ تمھاری سُنتے ہیں جب تم انھیں پکارتے ہو؟ یا یہ تمھیں کچھ نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا نہیں بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے۔ اس پر ابراہیم نے کہا کبھی تم نے (آنکھیں کھول کر) ان چیزوں کو دیکھا بھی جن کی بندگی تم اور تمھارے پچھلے باپ دادا بجالاتے رہے؟ میرے تو یہ سب دشمن ہیں بجز ایک ربّ العالمین کے جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی میری رہنمائی فرماتا ہے جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ جو مجھے موت دے گا اور پھر دوبارہ مجھ کو زندگی بخشے گا اور جس سے میں اُمید رکھتا ہوں کہ روزِ جزا میں وہ میری خطا معاف فرما دے گا (اس کے بعد ابراہیمؑ نے دُعا کی) اے میرے رب مجھے حکم عطا کر۔ اور مجھ کو صالحوں کے ساتھ ملا۔ اور بعد کے آنے والوں میں مجھ کو سچی ناموری عطا کر۔ اور مجھے جنتِ نعیم کے وارثوں میں شامل فرما۔ اور میرے باپ کو معاف کر دے کہ بے شک وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے اور مجھے اس دن رُسوا نہ کر جبکہ سب لوگ زندہ کر کے اُٹھائے جائیں گے جبکہ نہ مال کوئی فائدہ دے گا اور نہ اولاد، بجز اس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لیے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ البقرة

"اب کون ہے جو ابراہیمؑ کے طریقے سے نفرت کرے؟ جس نے خود اپنے آپ کو حماقت و جہالت میں مبتلا کر لیا ہو۔ اس کے سوا کون یہ حرکت کر سکتا ہے؟ ابراہیم تو وہ شخص ہے جس کو ہم نے دُنیا میں اپنے کام کے لیے چُن لیا تھا اور آخرت میں اس کا شمار صالحین میں ہوگا۔ اس کا حال یہ تھا کہ جب اس کے ربّ نے اس سے کہا "مسلم ہو جا"۔ تو اس نے فوراً کہا "میں مالک کائنات کا مسلم ہو گیا"۔ اسی طریقہ پر چلنے کی ہدایت اس نے اپنی اولاد کو کی تھی اور اسی کی وصیّت یعقوبؑ اپنی اولاد کو کر گیا۔ اس نے کہا تھا کہ میرے بچّو! اللہ نے تمھارے لیے یہی دین پسند کیا ہے۔ لہٰذا مرتے دم تک مسلم ہی رہنا۔ پھر کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوبؑ دُنیا سے رخصت ہو رہا تھا؟ اس نے مرتے وقت اپنے بیٹوں سے پوچھا: بچّو، میرے بعد تم کس کی بندگی کرو گے؟ ان سب نے جواب دیا: ہم اسی ایک خدا کی بندگی کریں گے جسے آپ نے اور آپ کے بزرگوں ابراہیمؑ اسماعیل اور اسحاق نے خُدا مانا ہے اور ہم اسی کے مُسلم ہیں"۔

اور اولاد اسرائیلؑ اس خالص توحید، صاف ستھرے دین اور عقیدۂ آخرت پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان سے منحرف ہوگئی۔ اور اپنی اس گمراہی پر قائم رہی حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس از سرِ نو وہ دین و عقیدہ لے کر آئے جس کی تعلیم یہ تھی کہ اللہ ایک ہے اور ہر نقص و عیب سے پاک ہے۔ قرآن نے دینِ موسیٰ کے اصول اور بنی اسرائیل کی روگردانی کا ذکر اس انداز میں کیا ہے :

۱۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ

البقرۃ۔

"یاد کرو اسرائیل کی اولاد سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، ماں باپ کے ساتھ، رشتہ داروں کے ساتھ، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا، لوگوں سے بھلی بات کہنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا مگر تھوڑے آدمیوں کے سوا تم سب اس عہد سے پھر گئے، اور اب تک پھرے ہوئے ہو۔ پھر ذرا یاد کرو ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہانا اور نہ ایک دوسرے کو گھر سے بے گھر کرنا۔ تم نے اس کا اقرار کیا تھا تم خود اس پر گواہ ہو۔ مگر آج وہی تم ہو کہ اپنے بھائی بندوں کو قتل کرتے ہو اپنی برادری کے کچھ لوگوں کو بے خانماں کر دیتے ہو، ظلم و زیادتی کے ساتھ ان کے خلاف جتھے بندیاں کرتے ہو۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۚ وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ البقرۃ

تمھارے پاس موسیٰؑ کیسی کیسی روشن نشانیوں کے ساتھ آیا۔ پھر بھی تم ایسے ظالم تھے کہ اس کے پیٹھ موڑتے ہی بچھڑے کو معبود بنا بیٹھے۔ پھر ذرا اس میثاق کو یاد کرو، جو طور کو تمھارے اُوپر اٹھا کر ہم نے لیا تھا۔ ہم نے تاکید کی تھی کہ جو ہدایات ہم دے رہے ہیں ان کی سختی کے ساتھ پابندی کرو۔ اور کان لگا کر سُنو۔ تمھارے اسلاف نے کہا ہم نے سُن لیا مگر مانیں گے نہیں۔ اور ان کی باطل پرستی کا یہ حال تھا کہ دلوں میں ان کے بچھڑا ہی بسا ہُوا تھا۔ کہو: اگر تم مومن ہو تو یہ عجب ایمان ہے جو ایسی بُری حرکات کا تمھیں حکم دیتا ہے"

بنی اسرائیل کا انحراف موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں ہی شروع ہو گیا تھا، اسی انحراف کی ایک کڑی سونے کے اس بچھڑے کی پرستش تھی جو سامری نے مصری عورتوں کے زیورات پگھلا کر بنایا تھا۔ یہ زیورات بنی اسرائیل مصر سے اپنے ساتھ لائے تھے آیاتِ مذکورہ بالا میں اسی بچھڑے کی طرف اشارہ ہے۔ اس واقعہ سے بھی پہلے جب یہ لوگ ابھی مصر سے نکلے ہی تھے سرِ راہ ایک بُت پرست قبیلہ کو دیکھ کر انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ ہمارے لیے بھی ایک ایسا ہی بُت بنا دو جس کی ہم پوجا کیا کریں۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ الاعراف

"بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر سے گزار دیا پھر وہ چلے اور راستے میں ایک ایسی قوم پر ان کا گزر ہوا جو اپنے چند بتوں کی گرویدہ بنی ہوئی تھی۔ کہنے لگے اے موسیٰؑ ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا تم لوگ بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہو۔ یہ لوگ جس طریقہ کی پیروی کر رہے ہیں وہ تو برباد ہونے والا ہے اور جو عمل وہ کر رہے ہیں وہ سراسر باطل ہے۔

قرآن مجید نے ان کے انحراف، اللہ تعالیٰ کے متعلق ان کے ناروا نظریات اور ان کی بت پرستی اور شرک کو بہت سے مقامات پر بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

۱۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ ۔ ۔ ۔ ۔ ﴿۳۰﴾ التوبۃ

"یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے"۔

۲۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ ۔ ۔ ۔ ۔ ﴿۶۴﴾ المائدۃ

یہودی کہتے ہیں اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں — باندھے گئے ان کے ہاتھ اور لعنت پڑی ان پر اس بکواس کی بدولت جو یہ کرتے ہیں — اللہ کے ہاتھ تو کشادہ ہیں جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے"۔

۳۔ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ آل عمران

"اللہ نے ان لوگوں کا قول سنا جو کہتے ہیں کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں ان کی یہ باتیں بھی ہم لکھ لیں گے اور اس سے پہلے جو وہ پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں وہ بھی ان کے نامۂ اعمال میں ثبت ہے (جب فیصلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا وقت آئے گا اس وقت) ہم ان سے کہیں گے کہ لو اب عذاب
جہنم کا مزا چکھو۔"

۴۔ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ البقرۃ

"اور یاد کرو جب تم نے موسیٰ سے کہا تھا کہ ہم تمہارے کہنے کا ہرگز یقین نہ کریں گے جب تک کہ اپنی آنکھوں سے علانیہ خدا کو (تم سے کلام کرتے) نہ دیکھ لیں۔ اس وقت تمہارے دیکھتے دیکھتے ایک زبردست صاعقے نے تم کو آلیا۔"

قومی عصبیت کی بنا پر ان کے اعتقادات میں جو حماقتیں شامل ہو گئی تھیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ ان کا خدا قومی خدا ہے جو اخلاقی قوانین کی رو سے ان کا محاسبہ صرف اس طرز و روش کے سلسلہ میں کرے گا جو وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رکھیں گے — بہودیوں کے علاوہ دوسرے اجنبی لوگوں سے بدسلوکی پر ان سے محاسبہ نہیں ہوگا۔ اپنی اسی حماقت کی بنا پر جو کچھ یہ لوگ کہا کرتے تھے اسے قرآن حکیم نے بیان کیا ہے:

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ آل عمران

"اہلِ کتاب میں کوئی تو ایسا ہے کہ اگر تم اس کے اعتماد پر مال و دولت کا ایک ڈھیر بھی دے دو تو وہ تمہارا مال تمہیں ادا کر دے گا۔ اور کسی کا حال یہ ہے کہ اگر تم ایک دینار کے معاملہ میں بھی اس پر بھروسہ کرو تو وہ ادا نہ کرے گا اِلّا یہ کہ تم اس کے سر پر سوار ہو جاؤ۔ ان کی اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاقی حالت کا سبب یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اُمّیون (غیر یہودی لوگوں) کے معاملہ میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ اور یہ بات وہ محض جھوٹ گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ انھیں معلوم ہے کہ اللہ نے ایسی بات نہیں فرمائی ہے۔"

ان کی تحریف شُدہ کتابوں میں ان کے خدا کے ایسے بہت سے اوصاف شامل ہیں جو بُت پرست یُونانیوں کے خداؤں کے اوصاف سے کچھ زیادہ ارفع نہیں ہیں۔

کتاب "تکوین" کے تیسرے باب میں مذکور ہے کہ جب آدمؑ سے شجرِ ممنوعہ کا پھل کھانے کی غلطی سرزد ہوگئی (عیسائیوں کے خیال میں شجرِ ممنوعہ نیک و بد کی پہچان کا درخت تھا) تو انھوں نے خداوندِ خدا کی آواز جو ٹھنڈے وقت باغ میں پھرتا تھا سنی اور آدم اور اس کی بیوی نے آپ کو خداوندِ خدا کے حضور سے باغ کے درختوں میں چھپایا۔ تب خُداوندِ خُدا نے آدم کو پکارا اور اس سے کہا کہ تو کہاں ہے؟ اس نے کہا میں نے باغ میں تیری آواز سُنی اور میں ڈرا کیونکہ میں ننگا تھا اور میں نے اپنے آپ کو چھپایا۔ اس نے کہا تجھے کس نے بتایا کہ تو ننگا ہے؟ کیا تُو نے اس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا.....

"اور خداوند خدا نے کہا، دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہوگیا۔ اب کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ لے کر کھائے اور ہمیشہ جیتا رہے۔ اس لیے خداوندِ خدا نے اس کو باغِ عدن سے باہر کر دیا تاکہ وہ اس زمین کی جس میں سے وہ لیا گیا تھا کھیتی کرے۔ چنانچہ اس نے آدم کو نکال دیا اور باغِ عدن کے مشرق کی طرف کرُوبیوں کو اور چوگرد گھومنے والی شعلہ زن تلوار کو رکھا کہ وہ زندگی کی راہ کی حفاظت کریں۔"

طوفان کے سبب کا ذکر کرتے ہوئے اسی سفر (کتاب) میں بیان ہُوا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب رُوئے زمین پر آدمی بہت بڑھنے لگے اور ان کے بیٹیاں پیدا ہُوئیں۔ تو خُدا کے بیٹوں نے آدمی کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وہ خوبصُورت ہیں اور جن کو انھوں نے چنا، ان سے بیاہ کر لیا۔ تب خداوند نے کہا کہ میری رُوح انسان کے ساتھ ہمیشہ مزاحمت نہ کرتی رہے گی کیونکہ وہ بھی تو بشر ہے تو بھی اس کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوگی۔ ان دنوں زمین پر جبّار تھے اور بعد میں جب خدا کے بیٹے انسان کی بیٹیوں کے پاس گئے تو ان کے لیے ان سے اولاد ہُوئی۔ یہی قدیم زمانے کے سُورما ہیں جو بڑے نامور ہُوئے ہیں اور خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی ہے اور اس کے دل کے تصوّر اور خیال سدا بُرے ہی ہوتے ہیں۔ تب خداوند زمین پر انسان کو پیدا کرنے سے ملول ہُوا اور دل میں غم کیا۔ اور خداوند نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا، رُوئے زمین سے مٹا ڈالوں گا۔ انسان سے لے کر حیوان اور رینگنے والے جاندار اور ہَوا کے پرندوں تک کیونکہ میں ان کے بنانے سے ملول ہوں۔ مگر نوح ؑ خداوند کی نظر میں مقبول ہُوا۔

کتابِ پیدائش کے گیارہویں باب میں لکھا ہے (یہ بیان کرنے کے بعد کہ جب زمین اولادِ نوحؑ سے آباد ہوگئی)۔ اور "تمام زمین پر ایک ہی زبان اور ایک ہی بولی تھی۔ اور ایسا ہُوا کہ مشرق کی طرف سفر کرتے کرتے ان کو ملک شِنعار میں ایک میدان ملا اور وہ وہاں بس گئے۔ اور انھوں نے آپس میں کہا، آؤ ہم اینٹیں بنائیں، اور ان کو آگ میں خوب پکائیں۔ سو انھوں نے پتّھر کی جگہ اینٹ سے اور چُونے کی جگہ گارے سے کام لیا پھر وہ کہنے لگے کہ آؤ ہم اپنے واسطے ایک شہر اور ایک بُرج جس کی چوٹی آسمان تک پہنچے بنائیں اور یہاں اپنا نام کریں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم تمام رُوئے زمین پر پراگندہ ہو جائیں اور خداوند اس شہر اور برج کو جسے بنی آدم بنانے لگے دیکھنے کو اُترا۔ اور خداوند نے کہا دیکھو یہ لوگ سب ایک ہیں اور ان سبھوں کی ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی زبان ہے۔ وہ جو یہ کرنے لگے ہیں تو اب کچھ بھی جس کا وہ ارادہ کریں ان سے باقی نہ چھوٹے گا۔ سو آؤ ہم وہاں جا کر ان کی زبان میں اختلاف ڈالیں تاکہ وہ ایک دوسرے کی بات نہ سمجھ سکیں۔ پس خداوند نے ان کو وہاں سے تمام روئے زمین میں پراگندہ کیا سو وہ اس شہر کے بنانے سے باز آئے۔ اس کا نام بابل ہُوا کیونکہ خداوند نے وہاں ساری زمین کی زبان میں اختلاف ڈالا اور وہاں سے خداوند نے ان کو تمام رُوئے زمین پر پراگندہ کیا۔"

کتاب سموئیل ثانی کے چوبیسویں باب میں ہے :

"سو خداوند نے اسرائیل پر وبا بھیجی جو اس صبح سے لے کر وقتِ معینہ تک رہی اور دان سے بیرسبع تک لوگوں میں سے ستر ہزار آدمی مر گئے۔ اور جب فرشتہ نے اپنا ہاتھ بڑھایا کہ یروشلم کو ہلاک کرے تو خداوند اس وبا سے ملول ہُوا اور اس فرشتہ سے جو لوگوں کو ہلاک کر رہا تھا کہا یہ بس ہے۔ اب اپنا ہاتھ روک لے۔"[1]

نصرانیت کی حالت بھی یہودیت سے کچھ زیادہ بہتر نہیں تھی بلکہ اس کی حالت یہودیت سے کہیں زیادہ خستہ و خراب تھی۔ نصرانیت کو روم کی بُت پرست حکومت کے زیرِ سایہ اس حکومت کے شدید بُت پرستی اور بدحالی کے دَور میں سے گزرنا پڑا تھا۔ اس کے بعد نصرانیت پھیلنے لگی یہاں تک کہ وہ وقت آیا جب ۳۰۵ء عیسوی میں قسطنطین شہنشاہ بنا اور اس کی وجہ سے رومی شہنشاہیت نے بھی عیسائیت اختیار کی۔ لیکن حکومت کے نصرانیت میں داخل ہونے کی غرض یہ نہیں تھی کہ دینِ عیسوی کی اطاعت قبول کر لی جائے بلکہ اصل مقصد یہ تھا کہ نصرانیت کو اپنی قدیم وثنیت کے آگے سرنگوں کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں امریکی مصنف ڈریپر اپنی کتاب "الصراع بین الدین والعلم" میں لکھتا ہے :

"منافقوں کے زیرِ اثر نصرانیت میں بھی شرک اور بُت پرستی در آئی تھی۔ یہ منافق

---

[1] کتاب مقدس کے اقتباسات کا ترجمہ "پرانا اور نیا عہد نامہ" شائع کردہ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور۔ مطبوعہ لنڈن ۱۹۵۱ء کے متن سے لیا گیا ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ لوگ تھے جو خود کو عیسائی ظاہر کر کے رومی سلطنت میں بڑے عہدوں پر فائز تھے اور گرانقدر مشاہرے وصول کیا کرتے تھے لیکن دینی احکام کی ذرا پروا نہیں کرتے تھے اور نصرانیت سے کبھی مخلص نہیں ہوئے تھے۔ یہی حال خود قسطنطین کا تھا۔ اس نے بھی اپنی تمام عمر ظلم اور بدکاریاں کرتے گزاری اور کلیسا کے دینی احکام کا اپنی زندگی کے آخری ایام (۳۳۷ء) کے سوا کبھی پابند نہ رہا۔

عیسائی جماعت اگرچہ اتنی طاقت ور ہو چکی تھی کہ اس نے قسطنطین کو حکومت پر فائز کر دیا لیکن اسے یہ قدرت کبھی حاصل نہ ہو سکی کہ بت پرستی کو بیخ و بن سے اکھاڑ دے۔ اور اس کے جراثیم بھی ختم کر دے۔ وثنیت اور نصرانیت کے ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو موجود رہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان دونوں کے اصول باہم خلط ملط ہو گئے جس کی بنا پر ایک نیا مذہب پیدا ہو گیا جس میں وثنیت اور نصرانیت دونوں مساوی طور پر دیکھی جا سکتی تھیں یہی وہ چیز ہے جس میں اسلام نصرانیت سے یکسر مختلف ہے، اسلام نے بت پرستی پیدا ہونے کے تمام راستے مکمل طور پر بند کر دیے۔ اور اپنے خالص عقاید کسی آمیزش کے بغیر ہر طرف پھیلائے۔

اس دنیا پرست بادشاہ نے جس کے دینی عقاید درحقیقت کچھ بھی نہ تھے اپنا ذاتی مفاد اور دونوں باہم دست و گریباں جماعتوں (نصرانیت اور وثنیت) کی مصلحت اس میں دیکھی کہ دونوں کو ملا جلا کر ایک کر دیا جائے۔ جس وقت اس نے یہ اقدام کیا تھا راسخ العقیدہ نصرانیوں نے بھی اس پر ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا۔ غالباً ان کا خیال تھا کہ نیا مذہب اسی وقت چمکے گا جب قدیم بت پرستی کے عقاید کو کھا کر ختم کر دے گا اور صاف ستھرا ہو جائے گا اور بالآخر عیسائیت بت پرستی کی نجاستوں اور غلاظتوں سے خلاصی پا لے گی۔[1]

لیکن نیا مذہب راسخ العقیدہ عیسائیوں کی توقع کے مطابق کبھی بھی بت پرستی

---

[1] یہ اقتباس الاستاذ سید ابوالحسن علی ندوی نے اپنی کتاب "ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین" میں نقل کیا ہے۔ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کی نجاستوں، غلاظتوں اور دیومالائی نظریات سے پاک نہیں ہو سکا بلکہ نیا مذہب سیاسی نسلی اور گروہی اختلافات سے بھی اسی طرح ملوث ہوتا رہا جس طرح بُت پرستی کی دیومالا اور فلسفہ کے نظریات سے خلط ملط ہُوا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ عیسائیت کا نظریہ کئی قسموں میں تقسیم ہو کر رہ گیا۔ اور بہت سے فرقے پیدا ہو گئے۔

ایک فرقے کا خیال تھا کہ حضرت مسیحؑ محض انسان ہیں۔ دُوسرے فرقہ کا قول تھا کہ باپ، بیٹا اور رُوح القدس محض مختلف شکلیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے خود کو ظاہر کیا ہے۔ ان کے خیال کے مطابق اللہ تین اقانیم (شخصیتوں باپ، بیٹا اور رُوح القدس سے مُرکّب ہے (بیٹا حضرت مسیحؑ ہیں) اللہ جو کہ باپ ہے رُوح القدس کی شکل میں اپنے مقام سے نیچے اترا اور حضرت مریم کے جسم میں اس نے انسانی شکل اختیار کی اور حضرت مسیحؑ کی صورت میں جنم لیا۔ ایک فرقہ کا کہنا تھا کہ بیٹا باپ کی مانند ازلی نہیں ہے بلکہ بیٹا دنیا کی تخلیق سے سے پہلے پیدا کیا گیا تھا، اس لحاظ سے وہ باپ سے دوسرے درجہ پر اور اس کا تابع و مطیع ہے۔ ایک فرقہ نے روح القدس کو اقنوم (شخصیت) ماننے سے انکار کر دیا۔ اور ۳۲۵ء کی مجلس اعلےٰ نے اور قسطنطنیہ میں ۳۸۱ء میں منعقد ہونے اجتماع نے طے کیا کہ بیٹا اور رُوح القدس لاہوتی وحدت میں باپ کے برابر ہیں اور بیٹا ازل میں ہی باپ سے پیدا ہو گیا تھا۔ اور رُوح القدس بھی باپ ہی میں سے پھُوٹی ہے۔ اور ۵۸۹ء میں طلیطلہ کی مجلس نے طے کیا کہ رُوح القدس بیٹے میں سے پھُوٹی ہے۔ چنانچہ اس نکتے پر مشرقی کلیسا اور مغربی کلیسا میں اختلاف ہو گیا اور یہ ایک دُوسرے سے مختلف ہو گئے۔ اس طرح عیسائیوں کے ایک گروہ نے حضرت مریمؑ کو بھی حضرت مسیح علیہ السّلام کی مانند خدا بنا دیا۔

ڈاکٹر الفرڈ بٹلر اپنی کتاب "فتح العرب لمصر" میں (جس کا ترجمہ استاذ محمد فرید ابو حدید نے کیا ہے) لکھتے ہیں۔ پانچویں اور چھٹی صدی مصریوں اور رومیوں کے درمیان مسلسل لڑائی جھگڑے کا دور تھا۔ یہ ایک ایسا دَور تھا جس کی نمایاں خصوصیت مذہب اور قومیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نجاستوں، غلاظتوں اور دیومالائی نظریات سے پاک نہیں ہو سکا بلکہ نیا مذہب سیاسی نسلی اور گروہی اختلافات سے بھی اسی طرح ملوث ہوتا رہا جس طرح بُت پرستی کی دیومالا اور فلسفہ کے نظریات سے خلط ملط ہُوا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ عیسائیت کا نظریہ کئی قسموں میں تقسیم ہو کر رہ گیا۔ اور بہت سے فرقے پیدا ہو گئے۔

ایک فرقے کا خیال تھا کہ حضرت مسیحؑ محض انسان ہیں۔ دُوسرے فرقہ کا قول تھا کہ باپ، بیٹا اور رُوح القدس محض مختلف شکلیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے خود کو ظاہر کیا ہے۔ ان کے خیال کے مطابق اللہ تین اقانیم (شخصیتوں باپ، بیٹا اور رُوح القدس سے مُرکّب ہے (بیٹا حضرت مسیحؑ ہیں) اللہ جو کہ باپ ہے رُوح القدس کی شکل میں اپنے مقام سے نیچے اترا اور حضرت مریمؑ کے جسم میں اس نے انسانی شکل اختیار کی اور حضرت مسیحؑ کی صورت میں جنم لیا۔ ایک فرقہ کا کہنا تھا کہ بیٹا باپ کی مانند ازلی نہیں ہے بلکہ بیٹا دنیا کی تخلیق سے سے پہلے پیدا کیا گیا تھا، اس لحاظ سے وہ باپ سے دوسرے درجہ پر اور اس کا تابع و مطیع ہے۔ ایک فرقہ نے روح القدس کو اقنوم (شخصیت) ماننے سے انکار کر دیا۔ اور ۳۲۵ء کی مجلس اعلےٰ نے اور قسطنطنیہ میں ۳۸۱ء میں منعقد ہونے اجتماع نے طے کیا کہ بیٹا اور رُوح القدس لاہوتی وحدت میں باپ کے برابر ہیں اور بیٹا ازل میں ہی باپ سے پیدا ہو گیا تھا۔ اور رُوح القدس بھی باپ ہی میں سے پھُوٹی ہے۔ اور ۵۸۹ء میں طلیطلہ کی مجلس نے طے کیا کہ رُوح القدس بیٹے میں سے پھُوٹی ہے۔ چنانچہ اس نکتے پر مشرقی کلیسا اور مغربی کلیسا میں اختلاف ہو گیا اور یہ ایک دُوسرے سے مختلف ہو گئے۔ اس طرح عیسائیوں کے ایک گروہ نے حضرت مریمؑ کو بھی حضرت مسیح علیہ السّلام کی مانند خدا بنا دیا۔

ڈاکٹر الفرڈ بٹلر اپنی کتاب "فتح العرب لمصر" میں (جس کا ترجمہ استاذ محمد فرید ابو حدید نے کیا ہے) لکھتے ہیں۔ پانچویں اور چھٹی صدی مصریوں اور رومیوں کے درمیان مسلسل لڑائی جھگڑے کا دور تھا۔ یہ ایک ایسا دَور تھا جس کی نمایاں خصوصیت مذہب اور قومیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بنیاد پر اختلاف کرتا تھا جبکہ مذہبی اختلاف قومیت کے اختلاف سے بھی زیادہ شدید تر تھا۔ اس زمانے میں ملکانیوں اور منوفیسیوں کے درمیان دشمنی کی سب سے بڑی وجہ بھی یہی اختلاف تھا۔ پہلی جماعت (ملکانی) جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے شہنشاہ، حکومت اور پورے مُلک کی جماعت تھی جس کا عقیدہ قدیم موروثی عقیدہ تھا یعنی یہ کہ حضرت مسیح کی فطرت اقانیم ثلاثہ سے مُرکب ہے۔ جبکہ دوسری جماعت جو مصر کے منوفیسی قبطیوں کی جماعت تھی، اس عقیدے سے بیزار تھی اور اسے احمقانہ خیال کرتے ہوئے بڑی شدّومد کے ساتھ اس کی مخالفت کرتی تھی۔ ان کے اختلاف نے ایسے پُرجوش دیوانہ وار جنگ کی شکل اختیار کر لی تھی کہ ہمارے لیے بہت مشکل ہے کہ اس جنگ کا تصوّر کر سکیں اور انجیل پر ایمان رکھنے والی کسی ذی شعور قوم کے درمیان ہونے والی اس جنگ کی حقیقت کو سمجھ سکیں۔

سر ٹی ڈبلیو آرنلڈ اپنی کتاب "الدعوۃ الی الاسلام" میں اس اختلاف کا اور اس اختلاف کو ہموار کرنے کے لیے دونوں مسلکوں کے بین بین ایک نیا مسلک اختیار کرنے کی جو کوشش ہرقل نے کی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مسلمانوں کی فتح سے سو سال پہلے جسٹینین "JUSTINIAN" رومی شہنشاہیت کو عیسائیوں کے اتحاد کی علامت بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن اس کی موت کے فوراً بعد اس کی یہ کوششیں جلد ہی ناکارہ ہو کر رہ گئیں۔ اور ایک ایسے مشترکہ قومی شعور کی ضرورت محسوس کی جانے لگی جو موجودہ حکومت اور علاقائی ریاستوں کو باہم مربوط رکھ سکے، لیکن ہرقل اس مقصد کے لیے جو کوششیں بروئے کار لایا وہ نہ صرف یہ کہ شام کو دوبارہ مرکزی حکومت کے ساتھ وابستہ کرنے میں پوری طرح کامیاب ثابت نہ ہو سکیں بلکہ اس نے اتفاق پیدا کرنے کے سلسلے میں جو عامیانہ وسائل اختیار کیے ان کا نتیجہ اختلافات ختم ہونے کی بجائے مزید تقسیم کی صورت میں برآمد ہوا۔ اس موقعہ پر مذہبی جذبات و عواطف کے سوا اور کوئی ایسی چیز موجود نہ تھی جو شعور قومیت کی قائم مقام ہو سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ہرقل نے عقیدے کی ایسی تفسیر پیش کرنے کی کوشش کی جو سب کو مطمئن کر سکے اور جس کے بعد جہاں تک ممکن ہو برسرِ پیکار گروہوں کے درمیان ہونے والی لڑائی موقوف ہو سکے اور اس تفسیر کی وجہ سے مذہب سے بغاوت کرنے والوں آرتھوڈکس کلیسا اور مرکزی حکومت کے درمیان اتفاق و اتحاد پیدا کر سکے۔

۴۵۱ء میں "خلقیدونی" مجلس نے اعلان کیا تھا کہ مسیح علیہ السلام کے سلسلہ میں یہ اعتراف کرنا ضروری ہے کہ وہ دو ایسی فطرتوں کا مثالی مرکب ہیں جن میں نہ باہم اختلاط[1] ہے، نہ تغیر[2] و تجزو[3] اور نہ انفصال[4]۔ اور یہ بھی ممکن نہیں کہ متحد ہونے کی وجہ سے دونوں فطرتوں کا اختلاف ختم ہو جائے بلکہ زیادہ مناسب یہ ہے کہ ہر فطرت اپنی خصوصیات کی حفاظت کرتے ہوئے ایک ہی شخصیت اور ایک ہی جسم میں جمع رہیں۔ مگر اس طرح نہیں جیسے اگر یہ دو شخصیتوں میں تقسیم شدہ ہوتیں یا علحدہ علحدہ ہوتیں۔ بلکہ ایک ہی شخص میں جمع ہو کر۔ اور وہی شخصیت یہ اکلوتا بیٹا، اللہ اور کلمہ ہے۔

لیکن "یعقوبیوں" نے اس قرارداد کو رد کر دیا۔ ان کے خیال میں مسیحؑ کی محض ایک ہی فطرت تھی۔ ان کا قول یہ تھا کہ مسیحؑ اقانیم (شخصیتوں) کا مرکب ضرور ہیں اور انہیں ہر قسم کی بشری اور خدائی صفات حاصل ہیں۔ لیکن وہ مادہ جو ان صفات کا حامل ہے اسے دوسرے مرکب شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ کہیں گے کہ یہ ایک وحدت ہے جو اقانیم سے مرکب ہے۔

"یعقوبیوں" اور آرتھوڈاکس کلیسا والوں کے درمیان تقریباً دو صدیوں تک جنگ و جدل کی آگ بھڑکتی رہی۔ یعقوبی فرقہ مصر و شام اور ان مقامات پر جو بازنطینی شہنشاہیت کے دائرۂ اثر سے باہر تھے بطور خاص مقبول تھا۔ اسی زمانہ میں ہرقل نے

---

[1] اختلاط۔ باہم مل جانا۔ [2] تغیر۔ بدل جانا۔ [3] تجزو۔ ایک دوسرے کا جزو بن جانا۔ [4] انفصال۔ جدا جدا رہنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں فرقوں میں مصالحت کرانے کی غرض سے مسیح ؑ کے "مشیّت واحدہ" ہونے کا مسلک (MONOTHELETISM) پیش کیا۔ یہ مسلک جہاں مسیح ؑ میں دو فطرتیں موجود ہونے کا اعتراف کرتا ہے، دوسری طرف مسیح ؑ کی بشری زندگی میں وحدت اقنوم (شخصیّت) کا سہارا بھی لیتا ہے اور ایک ہی "اقنوم" میں زندگی کی دو مختلف قسموں کے موجود ہونے کا انکار کرتا ہے۔ چنانچہ اس مسلک کی رُو سے خدائی اور انسانی قوۃ کے واحد ہو جانے کی بنا پر ایک ہی مسیحؑ میں جو بیٹا ہے انسانی پہلو بھی حقیقت بن گیا ہے اور خُدائی پہلو بھی ایک حقیقت ہے۔ اس سے ان کی مُراد یہ ہے کہ "کلمہ" جب جسم اختیار کر لے تو اس میں صرف "ارادۂ واحدہ" ہی موجود ہو سکتا ہے۔ لیکن ہرقل کو بھی اسی انجام سے دوچار ہونا پڑا جس سے بہت سے اور افراد جو امن قائم کرنے اور دونوں فرقوں میں صلح کرانے کی کوششیں کرتے رہے تھے، دوچار ہُوئے تھے اور اس کوشش کا نتیجہ صرف یہی نہیں ہُوا کہ جھگڑا پہلے سے بھی زیادہ زور شور سے دوبارہ بھڑک اٹھا بلکہ خود ہرقل پر ملحد ہونے کی تہمت لگائی گئی اور اسے دونوں فرقوں کی ناراضگی مول لینی پڑی۔[1]

قرآن کریم میں عیسائیوں کے انحرافات کی جانب بعض اشارے کیے گئے ہیں اور اہلِ کتاب کو ان سے منع کیا گیا ہے اور غلطیوں کی مکمل اصلاح کر کے عیسائیت کا اصل دین جیسا کہ وہ تحریف و تاویل سے قبل اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا تھا پیش کیا گیا ہے: ملاحظہ کیجیے:

۱۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ

---

[1] یہ اقتباس ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن اور ساتھیوں کے عربی ترجمہ سے ماخوذ ہے۔ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا
يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الْمَسِيْحُ
ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ
كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى
يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ
وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ
الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا
عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾ المآئدہ

"یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنھوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابنِ مریم ہی ہے حالانکہ مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمھارا رب بھی۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنّت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا جہنّم ہے۔ اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنھوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی خُدا نہیں ہے۔ اگر یہ لوگ اپنی ان باتوں سے باز نہ آئے تو ان میں سے جن جن نے کفر کیا ہے اس کو دردناک سزا دی جائے گی۔ پھر کیا یہ اللہ سے توبہ نہ کریں گے اور اس سے معافی نہ مانگیں گے؟ اللہ بہت درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسُول تھا اس سے پہلے بہت سے رسُول گزر چکے تھے اس کی ماں ایک راستباز عورت تھی اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو ہم کس طرح ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے حقیقت کی نشانیاں واضح کرتے ہیں۔ پھر دیکھو یہ کدھر اُلٹے پھرے جاتے ہیں۔

ان سے کہو، کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اس کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمہارے لیے نقصان کا اختیار رکھتا ہے نہ نفع کا؟ حالانکہ سب کی سُننے والا اور سب کچھ جاننے والا تو اللہ ہی ہے۔ کہو اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور ان لوگوں کے تخیّلات کی پیروی نہ کرو جو تم سے پہلے خود گمراہ ہوئے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سواء السبیل سے بھٹک گئے"۔

۲۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ِۨ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾ التوبة

"یہودی کہتے ہیں عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ بے حقیقت باتیں ہیں جو وہ اپنی زبانوں سے نکالتے ہیں، ان لوگوں کی دیکھا دیکھی جو ان سے پہلے کُفر میں مُبتلا ہوئے تھے۔ خدا کی مار ان پر یہ کہاں سے دھوکہ کھا رہے ہیں"۔

۳۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ المائدہ

"غرض جب (یہ احسانات یاد دلاکر) اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰؑ بن مریمؑ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنا لو؟ تو وہ جواب میں عرض کرے گا کہ سبحان اللہ میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا۔ اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا، آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے۔ آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں۔ میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا آپ نے حکم دیا تھا۔ یہ کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا ربّ بھی ہے اور تمھارا ربّ بھی۔ میں اسی وقت تک آپ کا نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا جب آپ نے مجھے واپس بلا لیا تو آپ ان پر نگران تھے اور آپ تو ساری ہی چیزوں پر نگران ہیں۔ آپ اگر انھیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں، اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب و دانا ہیں۔"

یہ تھی صورتِ حال ان انحرافات کی جو تاریخی عوامل کے زیرِ اثر عیسائیت میں داخل ہو گئے تھے اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائیت بھی ایسے بُت پرستانہ دیومالائی نظریات بن کر رہ گئی جن کی بنا پر کئی صدیوں تک اختلاف اور قتل و غارت جاری رہا۔

باقی رہ گیا جزیرۃ العرب (جہاں قرآن حکیم نازل ہوا) اس میں عقائد و نظریات کے تہ بتہ انبار لگے ہوئے تھے ان میں سے کچھ تو وہ تھے جو عربوں نے ایران سے درآمد کیے تھے۔ اور کچھ عیسائیت اور یہودیت کی بگڑی ہوئی شکل و صورت میں سے ان تک سرایت کر آئے تھے۔ ان سب عقاید و نظریات کو عربوں نے اپنی مخصوص وثنیت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے اور بحث وحجّت میں اپنا مُدّعا پوری طرح واضح بھی نہیں کر سکتی۔ انھوں نے فرشتوں کو جو خدائے رحمٰن کے خاص بندے ہیں عورتیں قرار دے لیا۔ کیا ان کے جسم کی ساخت انھوں نے دیکھی ہے؟ ان کی گواہی لکھ لی جائیگی اور انھیں اس کی جوابدہی کرنی ہوگی۔

یہ کہتے ہیں اگر خدائے رحمٰن چاہتا (کہ ہم ان کی عبادت نہ کریں) تو ہم کبھی ان کو نہ پُوجتے۔ یہ اس معاملے کی حقیقت کو قطعی نہیں جانتے محض تیر تکے لڑاتے ہیں۔"

۲۔ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ③ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ④ الزمر

"خبردار دین خالص اللہ کا حق ہے۔ رہے وہ لوگ جنھوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی توجیہہ یہ کرتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں، کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرادیں۔ اللہ یقیناً ان کے درمیان اُن تمام باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور منکرِ حق ہو۔ اگر اللہ کسی کو بیٹا بنانا چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا برگزیدہ کر لیتا، پاک ہے وہ اس سے (کہ کوئی اس کا بیٹا ہو) وہ اللہ اکیلا اور سب پر غالب ہے۔"

محکم دلائل سے مزین·متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ط قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ط سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ : یونس

"یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پرستش کر رہے ہے جو ان کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع۔ اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ اے محمدؐ ان سے کہو کیا تم اللہ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے نہ زمین میں؟ پاک ہے وہ اور بالاتر ہے اس شرک سے جو یہ کرتے ہیں۔"

ان کا ایک مزعومہ عقیدہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اور جنّوں کے درمیان رشتہ داری ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رفیقۂ جنّوں کی نسل سے ہے جس کی اولاد فرشتے ہیں۔ یہ لوگ جنّوں کی پرستش بھی کرتے تھے۔ امام کلبیؒ نے کتاب الاصنام میں لکھا ہے کہ قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنو ملیح جنّوں کی عبادت کرتی تھی۔

قرآن حکیم میں ان کی اس دیومالا کے بارے میں ارشاد ہے:

۱۔ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ - ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ط وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ الصّٰفّٰت -

"پھر ذرا ان لوگوں سے پوچھو کیا (ان کے دل کو یہ بات لگتی ہے کہ) تمہارے رب کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے تو ہوں بیٹیاں اور ان کے لیے ہوں بیٹے! کیا واقعی ہم نے ملائکہ کو عورتیں ہی بنایا ہے اور یہ آنکھوں دیکھی بات کہہ رہے ہیں؟ خوب سُن رکھو دراصل یہ اپنی من گھڑت سے یہ بات کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے اور فی الواقع یہ جھوٹے ہیں۔ کیا اللہ نے بیٹوں کی بجائے اپنے لیے بیٹیاں پسند کر لیں؟ تمھیں کیا ہو گیا ہے کیسے حکم لگا رہے ہو۔ کیا تمھیں ہوش نہیں آتا۔ یا پھر تمھارے پاس اپنی ان باتوں کے لیے کوئی صاف سند ہے تو لاؤ اپنی وہ کتاب اگر تم سچے ہو۔ انھوں نے اللہ اور جنّوں کے درمیان نسب کا رشتہ بنا رکھا ہے حالانکہ جن خُوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ مُجرم کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں۔ اللہ ان صفات سے پاک ہے جو اس کے خالص بندوں کے سوا دوسرے لوگ اس کی طرف منسُوب کرتے ہیں۔"

۲۔ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ السبا

"اور جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا۔ پھر فرشتوں سے پُوچھے گا کیا یہ لوگ تمھاری ہی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے کہ پاک ہے آپ کی ذات؛ ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ کہ ان لوگوں سے۔ دراصل یہ ہماری نہیں بلکہ جنّوں کی عبادت کرتے تھے ان میں سے اکثر انہی پر ایمان لائے ہوئے تھے۔"

اہلِ عرب میں بُت پرستی کا رواج عام تھا جن بُتوں کی یہ لوگ پرستش کرتے تھے ان کے متعلق ان کا خیال تھا کہ یہ فرشتوں کے اور ہمارے آباؤ اجداد کے مجسمے ہیں اور بے سوچے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھے محض پتھر کے بُتوں کو بھی پُوجتے تھے۔ خانہ کعبہ جو اللہ واحد کی عبادت کے لیے بنایا گیا تھا اس زمانے میں بُتوں سے اَٹا ہُوا تھا۔ اس میں تین سو ساٹھ بُت موجود تھے اور مختلف اطراف کے بڑے بڑے بُت ان کے علاوہ تھے۔ ان میں سے چند بتوں کے نام قرآن حکیم میں بھی مذکور ہیں مثلاً "لات، عزّیٰ اور مناۃ"۔ انہی میں "ہُبل" بھی تھا جس کا نعرہ جنگِ اُحد کے دن ابوسفیانؓ نے لگایا تھا اور کہا تھا: اَعْلُ هُبَلُ = "ھبل کا نام بلند ہو"۔

اس بات کا ثبوت کہ لات، عزیٰ اور مناۃ فرشتوں کے مجسمے تھے سورۃ النجم کی یہ آیات ہیں:

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿١٩﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿٢٠﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿٢١﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿٢٢﴾ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿٢٣﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿٢٤﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿٢٥﴾ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿٢٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿٢٧﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴿٢٨﴾ النجم

"اب ذرا بتاؤ تم نے کبھی اس لات اور اس عُزّیٰ اور تیسری ایک اور دیوی منات کی حقیقت پر کچھ غور بھی کیا؟ کیا بیٹے تمھارے لیے ہیں، اور بیٹیاں خدا کے لیے؟ یہ تو بڑی دھاندلی کی تقسیم ہُوئی!۔ دراصل یہ کچھ نہیں ہیں، مگر بس چند نام جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی۔ حقیقت یہ ہے، کہ یہ لوگ محض وہم کی پیروی کر رہے ہیں اور خواہشاتِ نفس کے مُرید بنے ہُوئے ہیں۔ حالانکہ ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے۔ کیا انسان جو کچھ چاہے اس کے لیے وہی حق ہے؟ دُنیا اور آخرت کا مالک تو اللہ ہی ہے۔ آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے موجود ہیں، ان کی شفاعت کچھ بھی کام نہیں آسکتی جب تک کہ اللہ کسی ایسے شخص کے حق میں اس کی اجازت نہ دے جس کے لیے وہ کوئی عرضداشت سُننا چاہے اور اس کو پسند کرے۔ مگر جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے وہ فرشتوں کو دیویوں کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں، حالانکہ اس معاملہ کا کوئی علم انھیں حاصل نہیں ہے وہ محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور گمان حق کی جگہ کچھ بھی کام نہیں دے سکتا۔"

بُتوں اور دیوتاؤں کی پُوجا کے سلسلہ میں عرب پستی کی اس حد کو پہنچ گئے تھے کہ پتھر کی قسم سے جو کچھ مل جاتا اس کو پُوجنے لگتے۔

امام بخاری رح نے ابو رجاء عطاردی رض سے روایت کیا ہے کہ ہم پتھروں کی پرستش کیا کرتے تھے اور جب ہمیں پہلے سے موجود پتھر کے مقابلے میں کوئی اچھی قسم کا پتھر مل جاتا تھا تو اسے لے لیتے اور پہلے پتھر کو پھینک دیتے تھے اور اگر کبھی پتھر نہ ملتا تو مٹی لے کر اسے بکری کے دُودھ میں گوندھ لیتے اور (مٹی کا بُت بنا کر) اس کا طواف (پوجا) کیا کرتے تھے۔[1]

امام کلبی رح کتاب[2] الاصنام میں لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیّت میں جب کوئی مُسافر کسی مقام پر پڑاؤ کرتا تھا تو چار عدد پتھر اُٹھا لاتا جو ان میں سے اچھا ہوتا اسے تو خُدا بنا لیتا اور باقی تین

---

[1] صحیح بخاری رح۔ کتاب المغازی۔ [2] کتاب الاصنام للکلبی رح ص ۳۴ (مصنّف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہنڈیا پکانے کے لیے چولہے کا کام لیتا تھا اور کوچ کرتے وقت ان پتھروں کو اسی جگہ چھوڑ دیتا تھا۔

عربوں میں ایرانیوں کی مانند ستارہ پرستی کا رواج بھی تھا۔ صاعد لکھتے ہیں کہ اہلِ حمیر سورج کی کنانہ والے چاند کی بنو تمیم و بر آن کی قبیلہ لخم اور جذام مشتری کی قبیلہ طے سہیل ستارہ کی بنو قیس شعریٰ عبور کی اور بنو اسد عطارد کی پرستش کیا کرتے تھے[1] اسی کے متعلق سورہ حم سجدہ میں ارشاد ہے:

لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿۳۷﴾ حٰمٓ سجدہ

"سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس خدا کو سجدہ کرو جس نے انھیں پیدا کیا ہے۔ اگر فی الواقع تم اسی کی عبادت کرنے والے ہو۔"

اور سورۂ نجم میں ہے:

وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشِّعْرَىٰ ﴿۴۹﴾ النجم

"اور یہ کہ وہی شعریٰ کا رب ہے۔"

علاوہ ازیں اکثر دوسرے مقامات پر قرآن حکیم نے یہ حقیقت اشارۃً بیان کی ہے کہ نجوم و کواکب بھی باقی مخلوقات کی طرح اللہ کی مخلوق ہیں اور ان کا رب بھی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس اندازِ بیان کا مقصد بھی یہی ہے کہ ان کے خدا ہونے کی نفی ہو اور لوگ ان کی عبادت نہ کریں۔

عام طور پر عربوں کی زندگی میں مشرکانہ عقاید بڑی شدت سے داخل ہو چکے تھے اور ان عقاید کی بنا پر ان میں بہت سی فاسد رسوم و رواج پا چکی تھیں۔ ان رسموں کی طرف قرآن نے بہت سے مقامات پر اشارہ کیا ہے۔ ان میں ایک رسم یہ تھی کہ کھیت کی پیداوار کے کچھ حصے یا پالتو جانوروں کے بعض نوزائیدہ بچے ان نام نہاد خداؤں کے نام پر مخصوص کر دیے جاتے تھے۔ جن میں اللہ تعالیٰ کا حصہ نہیں ہوتا تھا۔ اور بسا اوقات ان کو اپنے لیے بھی حرام کر لیا کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے یا کچھ حصّہ صرف عورتوں پر حرام کر دیا جاتا تھا جبکہ وہ مردوں کے لیے حلال ہوتا تھا۔ یا بعض صورتوں میں ان جانوروں پر سواری کرنا یا ان کا ذبح کرنا ممنوع قرار دے دیا جاتا تھا۔ کبھی نذر پُورا کرنے کے لیے اپنے بچوں کو بتوں کے نام پر قربان کر دیا کرتے تھے، جیسا کہ عبدالمطلب کے بارے میں روایت ہے کہ انھوں نے نذر مانی تھی کہ اگر دس لڑکے پیدا ہوں جوان کی حفاظت کریں تو اپنے ایک بیٹے کی قربانی دیں گے۔ اور قربانی کے لیے قرعۂ فال حضرت عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر ان کی جان بچانے کے لیے سَو اُونٹ بتوں کے نام پر فدیہ دیے گئے۔ ان تمام رسوم میں فتویٰ دینے کا حق صرف کاہنوں کے لیے محفوظ تھا۔

اسی رسم کے متعلق قرآن مجید میں وارد ہُوا ہے :

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ڰ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَاۗءً عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاۗءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَاۗءً عَلَى اللّٰهِ ۭ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ الانعام

"ان لوگوں نے اللہ کے لیے خود اسی کی پیدا کی ہُوئی کھیتیوں اور مویشیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے ایک حصہ مقرر کیا ہے اور کہتے ہیں یہ اللہ کے لیے ہے بزعم خود اور یہ ہمارے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کے لیے۔ پھر جو حصہ ان کے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کے لیے ہے وہ تو اللہ کو نہیں پہنچتا مگر جو اللہ کے لیے ہے وہ ان کے شریکوں کو پہنچ جاتا ہے کیسے برے فیصلے کرتے ہیں یہ لوگ!

اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کے لیے ان کے شریکوں نے اپنی اولاد کے قتل کو خوشنما بنا دیا ہے تاکہ ان کو ہلاکت میں مبتلا کریں اور ان پر ان کے دین کو مشتبہ بنا دیں۔ اگر اللہ چاہتا تو یہ ایسا نہ کرتے لہذا انھیں چھوڑ دو کہ اپنی افترا پردازیوں میں لگے رہیں۔

کہتے ہیں یہ جانور اور کھیت محفوظ ہیں، انھیں صرف وہی لوگ کھا سکتے ہیں جنھیں ہم کھلانا چاہیں۔ حالانکہ یہ پابندی ان کی خود ساختہ ہے۔ پھر کچھ جانور ہیں جن پر سواری اور بار برداری حرام کر دی گئی ہے اور کچھ جانور ہیں جن پر اللہ کا نام نہیں لیتے، اور یہ سب کچھ انھوں نے اللہ پر افترا کیا ہے عنقریب اللہ انھیں ان افترا پردازیوں کا بدلہ دے گا۔

اور کہتے ہیں جو کچھ ان جانوروں کے پیٹ میں ہے یہ ہمارے مَردوں کے لیے مخصوص ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے لیکن اگر وہ مُردہ ہو تو دونوں اس کے کھانے میں شریک ہو سکتے ہیں۔ یہ باتیں جو انھوں نے گھڑی ہیں ان کا بدلہ اللہ انھیں دے کر رہے گا۔ یقیناً وہ حکیم ہے اور سب باتوں کی اسے خبر ہے۔

یقیناً خسارے میں پڑ گئے وہ لوگ جنھوں نے اپنی اولاد کو جہالت اور نادانی کی بنا پر قتل کیا اور اللہ کے دیے ہوئے رزق کو اللہ پر افترا پردازی کر کے حرام ٹھیرا لیا۔ وہ یقیناً بھٹک گئے اور ہرگز وہ راہِ راست پانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں میں سے نہ تھے۔"

ان لوگوں کے لیے سب سے عجیب اور نامانوس عقیدہ توحید خالص اور آخرت کا عقیدہ تھا حالانکہ یہ لوگ وجودِ باری تعالیٰ کا اعتراف کرتے تھے اور یہ بھی تسلیم کرتے تھے کہ اللہ ہی زمین و آسمان اور کائنات کا خالق ہے لیکن وحدانیت جن امور کا تقاضا کرتی ہے ان کو نہیں ماننا چاہتے تھے اور وہ امور یہ ہیں کہ زندگی اور زندگی کے تمام حالات و معاملات میں صرف اللہ واحد کا حکم نافذ ہو اور صرف اسی سے حلال و حرام کے احکام حاصل کیے جائیں اور یہ کہ دنیا و آخرت کے تمام امور میں ہر بات کا منبع و مرجع صرف اللہ کی ذات ہو اور ہر چیز کے بارے میں صرف اسی کی شریعت و منہاج کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ دراصل یہی وہ بنیادی بات ہے جس کو تسلیم کیے بغیر دین و ایمان کا کوئی وجود نہیں ہے اور اسی کو یہ لوگ نہیں ماننا چاہتے تھے۔

مشرکینِ عرب کی اس کیفیت کا پتہ قرآن حکیم کے ان بیانات سے چلتا ہے جو ان کی طرف سے عقیدۂ توحید و آخرت کی شدید مخالفت کے سلسلہ میں قرآن میں وارد ہوئے ہیں:

۱۔ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۖ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝۴ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝۵ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝۶ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝۷

"ان لوگوں کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ ایک ڈرانے والا خود انہی میں سے آگیا۔ منکرین کہنے لگے کہ یہ ساحر ہے، سخت جھوٹا ہے، کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ اور سردارانِ قوم یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ چلو اور ڈٹے رہو اپنے معبودوں کی عبادت پر۔ یہ بات تو کسی اور ہی غرض سے کہی جا رہی ہے۔ یہ بات ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے زمانہ قریب کی ملّت میں کسی سے نہیں سُنی۔ یہ کچھ نہیں مگر ایک من گھڑت بات۔"

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۞ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۞ السبا

منکرین لوگوں سے کہتے ہیں ہم بتائیں تمھیں ایسا شخص جو خبر دیتا ہے کہ جب تمھارے جسم کا ذرّہ ذرّہ منتشر ہو چکا ہوگا اس وقت تم نئے سرے سے پیدا کر دیے جاؤ گے؟ نہ معلوم یہ شخص اللہ کے نام سے جھوٹ گھڑتا ہے یا اسے جنون لاحق ہے؟ بلکہ جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے وہ عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔"

یہ تھی جزیرۃ العرب میں عقائد و نظریات کے بگاڑ کی بدنما شکل و صورت، اس کے ساتھ جب ہم باقی آسمانی ادیان کے تحریف شدہ نظریات کو بھی شامل کر لیں جو اس زمانے میں جب اسلام آیا مشرق و مغرب پر مسلّط تھے تو ان سب کے یکجا ہونے سے گمراہی اور جہالت کے ان تہ بتہ بھاری پردوں کی مکمل تصویر تیار ہوتی ہے جو دُنیا میں ہر مقام پر انسانی ضمیر کو اپنے بوجھ تلے دبائے ہوئے تھے اور جس میں سے ان کے نظام ہائے حکومت، زندگی کے طور طریقے اور آداب و اخلاق کی قدریں جنم لیتی تھیں[1]۔

---

[1] ان کے علاوہ تمام وہ فلسفے، نظریات اور مسالک فکر جو اسلام کے آجانے کے بعد پیدا ہوئے ہیں بالخصوص وہ جو مغربی فکر اور مغربی زندگی کی بنیاد ہیں اور جن کے زیر سایہ آج کل مشرقی اور مغربی یورپ میں انسان زندگی گزار رہا ہے ان کے نتائج بھی گمراہی اور تاریکی کے اس انبار سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہیں جو اسلام سے پہلے کے ادوار میں دنیا میں موجود تھا۔ اس کتاب کے آئندہ ابواب میں ہم ان میں سے بعض کے سلسلہ میں گفتگو کریں گے۔ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ اسلام میں عقیدے کے مسئلہ کو باقاعدہ مُرتّب کر کے اس کی ایک ایسی صحیح اور واضح صُورت متعین کرنے پر بہت زیادہ توجہ مبذول کی گئی ہے جس پر انسانی ضمیر الوہیت کی حقیقت، مخلوق سے خدا کے رابطے اور خدا سے مخلوق کے تعلق کے سلسلہ میں اس عقیدہ پر مطمئن ہو کر جم سکے۔ اور انسانی زندگی کا نظام، انسانوں کے اوضاع واطوار، ان کے اجتماعی، اقتصادی اور سیاسی روابط اور ان کے آداب واخلاق بھی اسی عقیدے کی مستحکم بنیاد پر استوار ہو سکیں۔ اس لیے کہ جب تک خدائی کی حقیقت طے نہ پا جائے اور جب تک خدا کی صفات اور اس کے امتیازات پُوری طرح واضح نہ ہو جائیں۔ مذکورہ بالا اُمور کے طے ہونے کے لیے کوئی محکم بنیاد فراہم نہیں ہو سکتی۔

اسلام نے اللہ تعالیٰ کے ان اوصاف وامتیازات کا مزاج واضح کرنے کی طرف خصُوصی توجہ دی ہے جن کا تعلق اللہ تعالےٰ کی صفاتِ خلق، ارادہ، تدبیر اور مہیمنت (حفاظت و نگرانی) سے ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس رابطے کی حقیقت بھی واضح کی ہے جو خُدا اور انسان کے درمیان ہے کیونکہ جہالت اور گمراہی کے بیش تر پردے انہی چکرا دینے والے مسائل پر پڑے ہُوئے تھے اور وہ تمام مذاہب اور فلسفے جن کا تعلق انسانی ضمیر اور زندگی پر بہت شدت سے اثر انداز ہونے والے ان مسائل سے ہے اسی بھُول بھلیاں میں کھو کر رہ گئے تھے۔

یہ بات خاص طور پر توجّہ کی مستحق ہے کہ اسلام جو کچھ لایا ہے یہ ایک لحاظ سے ان تمام شکوک وشبہات کی اصلاح کا سامان ہے جس میں بگڑے ہُوئے مذاہب اور اندھیروں میں بھٹکنے والے فلسفے مبتلا تھے۔ اور ایک طرح سے ان تمام خرابیوں اور غلطیوں کو جن میں یہ مذاہب اور فلسفے پڑے ہُوئے تھے، دُور کر کے درست سمت دینے کا انتظام ہے خواہ یہ فلسفے اور مذاہب اسلام سے پہلے کے ہوں یا بعد کی پیداوار، چنانچہ اسلام کا یہی عجیب کرشمہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس دین کا اصل منبع ومصدر وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذات ہے جو ہر ایسے اندیشہ و خیال کا احاطہ کر سکتی ہے جو کبھی انسان کے دل و دماغ میں آیا یا مستقبل میں آسکتا ہے اور پھر ان کی تصحیح و اصلاح کر سکتی ہے۔

جو شخص بھی اسلام کی اس مسلسل اور طویل جدوجہد کا جائزہ لے گا جو اس نے ذات و صفاتِ باری تعالیٰ اور مخلوق سے اللہ کے رابطے اور اللہ سے مخلوق کے تعلق کے سلسلے میں قطعی اور آخری بات ذہن نشین کرانے کے لیے کی ہے۔ یعنی وہ بے مثال کوشش جو قرآن کی مکّی سُورتوں میں بطور خاص اور باقی قرآن میں بالعموم واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔

جو شخص اس طویل اور مسلسل جدّوجُہد کو دیکھے گا لیکن جہالت اور گمراہی کے ان ثقیل پردوں کا جائزہ نہ لے گا جو دین و عقیدے کے میدان میں پڑے ہُوئے تھے اور جن کی وجہ سے پُوری انسانیت بھٹک کر رہ گئی تھی بلکہ اب بھی بھٹک رہی ہے اور اس وقت تک بھٹکتی رہے گی جب تک وہ اللہ کے منہج سے منحرف یا دُور رہے گی اور جو مختلف راستوں پر چلتے رہنے کی بنا پر اللہ کا راستہ جو صرف ایک ہی سیدھا راستہ ہے بھُول گئی ہے۔

جو شخص قرآن کی اس جدّوجہد کو تو دیکھے گا لیکن اس کے پیشِ نظر جہالت اور گمراہی کے یہ موٹے موٹے پردے نہ ہوں گے وہ قرآن مجید کے لیے انتہا زور دینے اور بار بار تاکید کرنے کے انداز کی اصل وجہ و غرض نہ سمجھ سکے گا اور نہ اس کی سمجھ میں قرآن کا دقیقہ سنج اور قطعیت کا حامل اندازِ بیان آئے گا جو انسانی ضمیر کی تمام راہوں اور انسانی زندگی کے تمام مسلکوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہوا ہے۔

لیکن جہالت اور گمراہی کے ان انباروں کا جائزہ لینے سے جہاں اس تمام جدّوجہد کی ضرورت و اہمیت واضح ہوگی یہ بھی معلوم ہوگا کہ وہ کردار کتنا عظیم ہے جو انسانی فکر و ضمیر کو آزاد کرانے اور انسانی زندگی کو مصیبتوں سے نجات دلانے کے سلسلے میں اسلام نے ادا کیا۔ کیونکہ زندگی خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو ہر حالت میں اس کے قیام و بقا کا دارومدار صرف اعتقادی نظریہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ہوتا ہے۔

جب ہم ان حالات کو سمجھ جائیں گے تو ہمیں زندگی کو ایک ایسے سیدھے اور محکم راستے پر قائم کرنے کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ ہوگا جس پر چلنے سے انسانی زندگی کے تمام معاملات بھی درست ہو جائیں اور جس کی وجہ سے انسان فساد، گمراہی اور ظلم و ذلت سے نجات پا جائے اور ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی اہمیت کا اندازہ بھی ہوگا کہ یَنْقُضُ الْاِسْلَامَ عُرْوَۃً عُرْوَۃً مَّنْ نَشَاَءَ فِی الْاِسْلَامِ وَلَمْ یَعْرِفِ الْجَاھِلِیَّۃَ۔ جو لوگ اسلامی دور میں پیدا ہوئے اور پلے بڑھے ہیں اور انھوں نے جاہلیت کا زمانہ نہیں دیکھا وہ اسلام کو پارہ پارہ کر کے ختم کر دیں گے۔ گویا جسے جاہلیت کے حالات کا علم ہے وہ اسلام کی صحیح قدر و قیمت کو سمجھ سکتا ہے۔ اور صرف وہی یہ عرفان رکھتا ہے کہ اللہ کی جو رحمت و نعمت اسلام کی شکل میں موجود ہے اس کی رغبت و خواہش کس طرح کی جا سکتی ہے۔

یقیناً اس دین کے جمال و کمال اور توازن و تناسب کا اظہار اور جو بڑی حقیقت اسلام کی شکل میں موجود ہے اس کے حسن و سادگی کا انکشاف انسان کے قلب و شعور پر از خود اتنا نہیں ہوتا جس قدر اسلام سے پہلے اور بعد کی جاہلیت کے ان انباروں کا جائزہ لے کر ہوتا ہے، دراصل اسی وقت یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ دین خدا کی کتنی بڑی رحمت ہے ایک حقیقی رحمت جو نہ صرف قلب و شعور کے لیے رحمت ہے بلکہ زندگی اور زندہ انسانوں کے لیے بھی۔ یہ دین اپنے حسن و سادگی کی بنا پر بھی رحمت ہے اور وضوح و توازن کی بنا پر بھی اور اسے فطرت کے ساتھ جو قرب و محبت اور براہِ راست گہرا تعلق ہے اس کی بنا پر بھی رحمت ہے اور تب ہی اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی کی صداقت واضح ہوتی ہے: اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْھِہٖٓ اَھْدٰٓی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۲﴾ الملک

"بھلا سوچو جو شخص منہ اوندھائے چل رہا ہو وہ زیادہ صحیح راہ پانے والا ہے یا وہ جو سر اٹھائے سیدھا ایک ہموار سڑک پر چل رہا ہو"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظریہ کی خصوصیات

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً [1]

اسلامی نظریہ کی اپنی کچھ نمایاں خصوصیتیں ہیں جو اسے تمام دوسرے نظریات سے منفرد و ممتاز کرتی ہیں۔ اور اس کا ایک ایسا مستقل تشخّص اور مخصوص مزاج بناتی ہیں جو نہ تو کسی دوسرے نظریہ سے مشابہت رکھتا ہے اور نہ کسی اور نظریہ سے ماخوذ ہے۔

یہ خصائص اگرچہ تعداد میں کافی ہیں اور ان کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن یہ سب متنوّع اور متعدّد خصوصیتیں ایک خصوصیت میں ضم ہو جاتی ہیں اور وہی خصوصیت دیگر تمام خصائص کا منبع و مرجع ہے باقی سب خصوصیتیں اسی سے پھوٹتی ہیں اور وہ ہے "ربّانیت"۔

جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ ایک ربّانی نظریہ ہے جو اپنے تمام امتیازات اور اصولوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آیا ہے۔ اور انسان نے یہ نظریہ اللہ تعالیٰ سے اس کی تمام خصوصیتوں اور اصولوں کے ساتھ کامل و مکمل حالت میں لیا ہے لیکن اس لیے نہیں کہ اس میں کوئی اضافہ کرے یا اس میں سے کچھ کم کر سکے بلکہ اس کے حاصل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ خود کو اس کے رنگ میں رنگ لے اور اپنی زندگی کو اس کے تقاضوں کے مطابق بنائے۔

---

[1] کہو: اللہ کا رنگ اختیار کرو۔ اس کے رنگ سے اچھا اور کس کا رنگ ہوگا"۔ البقرہ (۱۳۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ یہ نظریہ فی ذاتہٖ ناقابلِ تبدّل وتغیّر ہے البتہ انسانیت اس کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے بدلتی رہے گی اور اس کو سمجھنے اور قبول کرنے میں ترقی پذیر رہے گی اور انسانیت میں جو بھی تغیّر و تبدّل اور ارتقاء ہوگا اور جتنی بھی نشوونما اور پیش رفت ہوگی تمام حالات میں اس نظریہ کا فریم اس کو اپنے اندر سموتا رہے گا اور اس کی رہنمائی کرتا رہے گا کیونکہ یہ نظریہ اسی ذات کے پاس سے آیا ہے جس نے خود انسان کو پیدا فرمایا ہے اور وہ ایک ایسا صاحبِ تدبیر خالق ہے جو انسان کے مزاج کو بھی بخوبی جانتا ہے اور حالاتِ زمانہ کے مطابق بدلتے رہنے والی انسانی ضروریاتِ زندگی کو بھی۔ اور اسی نے اس نظریہ میں ایسی خاصیتیں رکھ دی ہیں جو انسان کی تغیّر پذیر ضرورتوں کو اس دائرہ کے اندر رکھتے ہوئے پورا کر سکتی ہیں۔

تمام وہ نظریات، مذاہب اور نظام جو انسان نے اللہ تعالےٰ کی ہدایت سے بے نیاز رہتے ہوئے اپنے لیے خود بنائے ہیں، ان کے اصول و قواعد ہمیشہ نہ صرف تغیر و تبدل کے بلکہ بسا اوقات (جب کہ ان کا دائرہ اثر انسانیت کے عملِ ارتقاء اور انسان کی روز افزوں ضرورتوں سے چھوٹا رہ جاتا ہے) مکمل انقلاب کے محتاج رہتے ہیں ان نظریات، مذہبوں اور نظاموں کو جو انسانوں کے خود ساختہ ہیں تبدیلی اور رد و قدح کی ضرورت محض اس لیے پیش آتی رہتی ہے کہ وہ انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ اور انسان کوتاہ نظر ہے جو صرف ان حالات و اوضاع اور ضرورتوں کو دیکھ سکتا ہے جو کسی محدود دَور اور زمین کے کسی مخصوص خطّہ سے وابستہ اور متعلق ہوتی ہیں اور انسانوں کے اس دیکھنے میں بھی انسان کی نارسائی، جہالت، اغراضِ نفس اور ذاتی تاثرات شامل ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس اسلامی نظریہ "ربانی" ہونے کی بنا پر اپنی بناوٹ اور ذاتی خصوصیات کے لحاظ سے ہی ان انسانی نظریات سے مختلف ہے۔ اس لیے تغیر و تبدّل کی ضرورت نہ محسوس کرنا اس کا ذاتی تقاضا ہے، کیونکہ جس ذات نے اسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنایا ہے اس کا دیکھنا زمان و مکان کی پابندیوں سے آزاد ہے، اس کا علم جہل و نارسائی کے نقائص سے پاک ہے۔ اور اس کے انتخاب و اختیار میں اغراضِ نفس اور ذاتی تاثرات کا شائبہ بھی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو اُصول و قوانین وہ ذات وضع کرتی ہے ان میں انسان کی مکمل تکوین و تخلیق کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہ انسانیت کے تمام ادوار اور ہر قسم کے تغیر و تبدل میں کام دیتے ہیں پھر ان کی بنیادیں اتنی محکم ہیں کہ انسانیت ان بنیادوں کے اندر رہتے ہوئے ان سے ٹکرائے بغیر تغیّر پذیر بھی رہتی ہے، ترقی بھی کرتی ہے اور پھلتی پھولتی اور آگے بڑھتی رہتی ہے۔

"حرکت" اس کائنات کا ایک مسلمہ قانون ہے۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے اور چونکہ انسانی زندگی بھی کائنات کی زندگی کا ہی حصّہ ہے اسی لیے "حرکت" انسانی زندگی کا قانون بھی ہے لیکن اس قانون سے مُراد ایسی "حرکت" نہیں ہے جو ہر قید و بند سے آزاد ہو اور جس کا کوئی ضابطہ اور نظام ہی نہ ہو۔ چنانچہ جس طرح ہر ستارے اور سیّارے کا اپنا اپنا فلک و مدار بھی ہے اور ایک ایسا محور بھی جس پر محوِ گردش رہتے ہوئے ہر ثابت و سیار اپنے مدار کے اندر رہتا ہے۔ اسی طرح انسانی زندگی کے لیے بھی یہاں ایک مستقل محور کی ضرورت ہے ایک فلک بھی لازم ہے جس کے مدار میں رہتے ہوئے زندگی محوِ گردش رہے۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو انجام بے راہ روی اور ہلاکت ہوگا۔ جیسے جب کوئی سیارہ اپنے مدار سے بھٹک جائے یا اپنا محور کسی ضابطے اور نظام کے بغیر تبدیل کرنا چاہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کا یہ "ربانی" نظریہ، "ثابت" یعنی غیر متبدّل ہے تاکہ انسانی زندگی اسی کے گرد گھومے اور اسی دائرہ کے اندر رہتے ہوئے حرکت پذیر رہے "اور مصنوع" ہے یعنی اس میں صنعت کا عمل دخل محض اس حیثیت سے ہے کہ زندگی میں جتنا بھی نمو، ترقی اور تغیّر واقع ہو یا وہ جتنی بھی آگے بڑھ جائے ہر حالت میں اس نظریہ کی وسعتیں اس کے لیے کافی ثابت ہوں اور ہمیشہ اس نظریہ کی حدود میں جکڑی رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ نظریہ اسی وجہ سے کہ وہ کامل اور ہر لحاظ سے مکمل نظریہ ہے نہ تو خارجی اجزاء سے اپنی مرمّت کروانا قبول کرتا ہے نہ کسی قسم کی اصلاح و اضافہ۔ وہ اللہ تعالےٰ کی صنّاعی ہے، اس لیے غیر کی بنائی ہوئی کوئی چیز اس کے ساتھ جوڑ میل نہیں کھا سکتی۔ انسان میں یہ قدرت ہی نہیں کہ اس میں کسی قسم کا اضافہ کر سکے یا اسے مزید بہتر بنا سکے۔ اس کے تو آنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ انسان میں کچھ اضافہ کرے اس کی نشوونما کرے، اسے ہموار بنائے اور اس میں تغیّر و تبدّل پیدا کر کے اس کو مسلسل آگے بڑھاتا رہے۔ یہ آیا ہی اس لیے ہے کہ انسان کے قلب و عقل اور اس کی زندگی اور افتادِ طبع میں اضافہ کرے۔ یہ نظریہ آیا ہی اس غرض سے تھا کہ انسان کی تمام قوتیں اور صلاحیتیں بیدار ہو کر پُورے مثبت انداز سے ایک ضابطے اور رہنمائی کے ماتحت کام کرنے کے لیے آزاد ہوں اور غیر متعلّقہ میدانوں میں مُنتشر ہونے، اپنی پوشیدہ خُوبیوں کے مُعطّل ہونے، اپنے مزاج اور رُخ سے منحرف ہونے اور کسی بگاڑ پیدا کرنے والے عامل کے زیرِ اثر بگاڑ میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہتے ہُوئے انتہائی پاکیزہ نتائج پیدا کر سکیں اس نظریہ کو یہ سب کچھ کرنے کے لیے نہ تو باہر سے کچھ مانگنے کی ضرورت ہے اور نہ یہ اپنے رنگ و رُوپ کے سوا کسی رنگ و رُوپ کا محتاج ہے اور نہ اپنے اسلوب کے علاوہ کسی دُوسرے اسلوب کا۔ بلکہ وہ تو اس بات کو حتمی قرار دیتا ہے کہ یہ نظریہ انسانی زندگی میں صرف اپنے مفہومات و الہامات اور اپنے ہی منہج اور اپنے ہی ذرائع و وسائل کے لحاظ سے منفرد رہے۔ تاکہ انسانی زندگی اس کائنات کی زندگی کے ساتھ ہم آہنگ رہے جس کے گھیرے میں انسانی زندگی رہتی ہے اور انسانی زندگی کی حرکت کائنات کی زندگی سے متصادم نہ ہو جس سے اسے نقصان پہنچے یا تباہ ہو۔

یہ نظریہ اسی بنا پر ایک بہت ہی جامع اور متوازن نظریہ ہے جس میں پہلے انسانی تکوین کے تمام پہلوؤں کو مدِ نظر رکھا گیا ہے پھر اس بات کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ یہ تمام پہلو متوازن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور باہم ہم آہنگ رہیں علاوہ بریں اس میں نوع انسانی کے ہر قسم کے تغیرات اور ان تغیرات کے ہر طرح کے توازن کو بھی پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ اور یہ سب اس وجہ سے ممکن ہوا کہ اس نظریہ کا بنانے والا وہی صناع ہے جس نے انسان کو بنایا ہے۔ "جس نے پیدا فرمایا۔ اور جو یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ اس نے کیا اور کسے پیدا کیا ہے' وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے"۔ اس پاک ذات کے سامنے نوع انسانی کی زندگی کا کوئی مجہول گوشہ یا جو حالات انسانی زندگی کا احاطہ کیے ہوئے ہیں ان کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو اس کی نگاہ کے اُفق سے باہر رہ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے انسان کے لیے ایک ایسا صحیح نظریہ وضع کیا ہے جو انسانی تکوین کے تمام پہلوؤں کو زندگی کے تمام تغیرات سمیت محیط ہے۔ انسانی تکوین کے تمام گوشوں اور زندگی کے بدلے ہوئے حالات میں متوازن رہتا ہے جو حقیقی بھی ہے اور انسان کی بناوٹ اور انسانی زندگی کے تمام حالات و ظروف کے مطابق بھی۔

بنابریں صرف یہی ایک ایسی میزان ہے جس کی طرف انسان ہر مقام اور ہر زمانے میں یہ جاننے کے لیے رجوع کر سکتا ہے کہ وہ خود اپنے نظریات و اقدار' اپنے منہجوں اور نظاموں اپنے طور طریقوں اور اخلاق و اعمال کے معاملہ میں حق و صداقت اور اللہ تعالیٰ سے کس مقام پر ہے۔ اس کے سوا کوئی اور ایسا پیمانہ نہیں ہے اور نہ پہلے سے طے شدہ یا بعد میں طے کیے جانے والے کوئی ایسے اصول و قواعد ہیں جن کی طرف اس انداز میں رجوع کیا جا سکے۔ صرف یہی ایک صورت قابلِ عمل ہے کہ انسان اپنے اقدار اور پیمانے اسی نظریہ سے حاصل کرے اور اپنے قلب و نظر کو اسی کے رنگ میں رنگ لے اور اپنے شعور اور طرزِ عمل پر اسی کی چھاپ لگا لے۔ اور ہر پیش آمدہ مسئلہ میں اسی پیمانے کی طرف رجوع کرے:

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ النساء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"پھر اگر تمھارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسُول کی طرف پھیر دو۔ اگر تم واقعی اللہ اور روز جزا پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریقِ کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے"۔

اسلامی نظریہ کی بنیادی خصوصیت (بابنیت میں (جو اس کے مزاج کو متعین کرتی ہے) اور ان تمام خصائص میں جو اس ایک خصوصیت سے از خود اُبھرتے ہیں، ہم نمایاں طور پر اس نظریہ کی اس انفرادیت، ممتاز خدوخال اور اس کے اس واضح تشخص کو دیکھ سکتے ہیں کہ اس کے لیے کسی دُوسرے پیمانہ کو یا رُوئے زمین پر عالمِ انسانیت میں مُروّج مذاہبِ فکر میں سے کسی مسلک کو اس غرض سے عاریتاً لینے کی کوشش کرنا کہ اسے اس مخصوص، مستقل اور اصیل نظریہ کے پہلو بہ پہلو رکھ کر کام لیا جائے یا اس میں سے کسی قدر اخذ کر لیا جائے یا اس کے ذریعہ سے اس کامل اور جامع نظریہ میں کچھ اضافہ کیا جائے ایک بنیادی منہجی غلطی قرار پائے گی۔

جُوں جُوں ہم اس تحقیقی مقالہ میں آگے بڑھیں گے یہ بات از خود واضح ہوتی چلی جائے گی۔ بنا بریں اس وقت ہم صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ اس بنیادی خاصیّت کو ایک ایسا قاعدہ کُلیہ قرار دے دیں جس کو اسلامی منہج یا فکرِ اسلامی کے کسی شعبہ سے بحث کرتے وقت پُوری طرح ملحوظ رکھنا انتہائی ضروری ہو۔ کیونکہ یہی وہ واحد نکتہ ہے جہاں اسلامی نظریہ کا راستہ دُوسرے تمام نظریوں سے جُدا ہو جاتا ہے۔

اور آئیے اب ہم اس بنیادی خصوصیت اور اس میں سے از خود اُبھرنے والے دیگر تمام خصائص پر ذرا تفصیل اور شرح و بسط کے ساتھ نظر ڈالتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربّانیت

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ[1]

اسلامی نظریہ کی خصوصیات میں پہلی اور اہم خصوصیت "ربانیت" ہے۔ اور یہی خصوصیت اس نظریہ کے باقی تمام خصائص و امتیازات کا منبع ہے۔ گویا یہ ایک ایسا اعتقادی نظریہ ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بذریعہ وحی آیا ہے اور صرف اپنے اسی منبع و مصدر یعنی وحی تک محدود رہتا ہے کہیں اور سے کچھ اخذ و قبول نہیں کرتا۔ اور یہی وہ چیز ہے جو اس نظریہ کو فلسفیانہ نظریات سے ممتاز کرتی ہے کیونکہ فلسفیانہ نظریات انسانی فکر کی اختراع ہیں جو اس نے خدا کی حقیقت، کائنات کی حقیقت اور انسان کی حقیقت کے متعلق اور ان حقیقتوں کے درمیان پائے جانے والے رابطوں کے گرد خود تصنیف کر لیے ہیں اور یہی چیز اسے بت پرستانہ اعتقادات سے بھی ممتاز کرتی ہے جو احساس و خیال اور وہم کی پیداوار ہوتے ہیں نیز یہی خصوصیت اسے انسان کے وضع کردہ نظریات سے ممتاز کرتی ہے۔

انسان بڑے اعتماد سے کہہ سکتا ہے کہ محض اسلامی نظریہ ہی وہ واحد اعتقادی نظریہ ہے جو اپنی "ربانی" اصل و حقیقت کے ساتھ دنیا میں باقی رہ گیا ہے کیونکہ جیسا کہ سب جانتے ہیں تمام وہ اعتقادی نظریے جو اسلام سے پہلے آسمان سے آئے تھے اور مختلف مذاہب کے نام سے موجود ہیں ان سب میں کسی نہ کسی شکل میں تحریف ہو چکی

---

[1] اے محمدؐ! کہو، میرے رب نے بالیقین مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے۔" الانعام (۶۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور ان کی آسمانی کتابوں کے متن میں شرح و تاویل کے نام سے انسانی تصوّرات و معلومات کے اضافے اس طرح شامل کر دیے ہیں کہ وہ اصل کتاب کا جزو بن کر رہ گئے ہیں جن کی وجہ سے ان نظریات کا "ربّانی" مزاج ہی بدل گیا ہے اور اب صرف اسلام ہی ایک ایسا دین باقی رہ گیا ہے جس کے اصل منبع میں آمیزش کا کوئی شائبہ نہیں ہے اور جس کا "حق" باطل کے ساتھ گڈمڈ نہیں ہوا۔ اور جس کے حق میں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا کہ:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ⑨ الحجر

"رہا یہ ذکر، تو اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں"۔

وہ مقام جہاں سے عام اعتقادی نظریات اور فلسفانہ نظریات کی راہیں ایک دوسرے سے جُدا ہو جاتی ہیں یہ ہے کہ فلسفانہ نظریہ اس کائنات کی تفسیر اور کائنات سے انسان کے رابطے کی تعبیر پیش کرنے کے سلسلہ میں انسانی فکر کا گھڑا ہوا ہوتا ہے اور انسانی فکر میں ہی پروان چڑھتا ہے لیکن فکری علوم کی مانند بے جان ہونے کی وجہ سے اثر اندازی میں بھی فکر کی حدود سے آگے نہیں بڑھتا۔ جبکہ ایک عام اعتقادی نظریہ بھی ایک ایسا نظریہ ہوتا ہے جو دل سے پھوٹتا ہے اور احساسات و مشاعر کو متاثر کر کے زندگی کے ساتھ گھل مل جاتا ہے۔ گویا یہ انسان اور کائنات کے درمیان یا انسان اور خالقِ کائنات کے درمیان ایک جاندار اور پائیدار رابطہ بن جاتا ہے۔

یہ تو بات تھی عام اعتقادی نظریات کی لیکن اسلامی نظریہ عام اعتقادی نظریات سے بھی اس لحاظ سے ممتاز و منفرد ہے جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ یہ نظریہ "ربانی" ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے انسان کے لیے آیا ہے انسان کا ساختہ پرداختہ نہیں ہے۔ اس نظریہ کو انسان مکمل حالت میں اس کے اور اپنے خالق سے حاصل کرتا ہے انسانی ممکنات کو اس کے بنانے میں اس انداز کا کوئی دخل نہیں ہے۔ جیسا کہ وثنی اور فلسفیانہ نظریات میں ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے مختلف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے باوجود انسانی ذہن کی پیداوار ہیں۔ اسلامی نظریہ میں انسان کا عمل دخل محض اس کو وصول کرنے، سمجھنے اور خود کو اس کے رنگ میں رنگنے اور اس کے مقتضیات کو اپنی زندگی میں نافذ کرنے کی حد تک محدود ہے۔

خود قرآن کریم جس کے ذریعہ یہ نظریہ اللہ نے بھیجا ہے اس بات پر مُہرِ تصدیق ثبت کرتا ہے کہ یہ نظریہ پورے کا پورا اللہ تعالےٰ کی طرف سے آیا ہے اور یہ انسان کے لیے اللہ کی خاص عنایت اور بے پایاں رحمت ہے اور انسانی فکر کی انتہائی متمائی شکل و صورت یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم السّلام کا فکر بھی اس کے ایجاد و اختراع میں قطعاً شریک نہیں ہے جبکہ بُنیادی طور پر یہی حضرات کرام اس نظریہ کو اللہ کی طرف سے لانے والے ہیں۔ ان کا عمل اس سلسلہ میں صرف اتنا ہے کہ انھوں نے اس نظریہ کو اللہ تعالیٰ سے اس انداز میں وصول کیا ہے جیسا کہ وصول کرنے کا حق ہے تاکہ خود بھی اس کے ذریعہ سے ہدایت حاصل کریں اور دوسروں کی بھی رہنمائی کریں۔ اور یہ ہدایت و رہنمائی بھی اللہ کی عطاءِ خاص ہے وہ جسے ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا شرح صدر فرما دیتا ہے۔ انبیاؑ و رُسل علیہم السّلام کا کام اور ذمّہ داری اس نظریہ کے سلسلہ میں محض اتنی ہے کہ انتہائی احتیاط کے ساتھ اسے دُوسروں تک منتقل کر دیں اور دیانت داری سے لوگوں کو پہنچا دیں اور جو وحی اللہ کی طرف سے ان کے پاس آئے اسے کسی انسانی فکر یا "ھویٰ" جیسا کہ اللہ نے اسے نام دیا ہے، کے ساتھ مخلوط نہ ہونے دیں۔ باقی رہا اس کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت دینا اور شرح صدر تو یہ ایک ایسا کام ہے جو رسُولؑ کی حدُودِ اختیار سے باہر ہے اور انجام کار اس کا مرجع محض ذات باری تعالیٰ ہے۔ مُلاحظہ ہو:

۱۔ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾ الشوریٰ

"اور اسی طرح (اے محمدؐ) ہم نے اپنے حکم سے ایک رُوح تمھاری طرف وحی کی ہے۔ تمھیں کچھ پتہ نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے، مگر اس رُوح کو ہم نے ایک روشنی بنا دیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں۔ یقیناً تم سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر رہے ہو، اس خدا کے راستے کی طرف جو زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا مالک ہے۔ خبردار رہو، سارے معاملات اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں"۔

۲۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿۲﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿۴﴾ النجم

"قسم ہے تارے کی جبکہ وہ غروب ہُوا۔ تمھارا رفیق نہ بھٹکا ہے نہ بہکا ہے۔ وہ اپنی خواہشِ نفس سے نہیں بولتا، یہ تو ایک وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے"۔

۳۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ الحاقۃ

"اور اگر اس (نبی) نے خود گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف منسوب کی ہوتی تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے، پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا"۔

۴۔ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ المائدہ (۶۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے پیغمبرؐ! جو کچھ تمھارے ربّ کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے، وہ لوگوں تک پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔"

۵۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾ القصص

"اے نبی، تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے، مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔

۶۔ فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ ﴿۱۲۵﴾ الانعام

"پس (یہ حقیقت ہے کہ) جسے اللہ ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہی میں ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے بھینچتا ہے کہ (اسلام کا تصوّر کرتے ہی) اسے یُوں معلوم ہونے لگتا ہے کہ گویا اس کی رُوح آسمان کی طرف پرواز کر رہی ہے۔"

اس نظریہ کے من جانب اللہ ہونے پر اس قدر اصرار و تاکید ہی دراصل وہ چیز ہے جو اس نظریہ کی قدر و قیمت متعیّن کرتی ہے اور اسے ایک انتہائی بلند مقام عطا کرتی ہے اور محض یہی چیز اس بات کا یقین کر لینے کے لیے کافی ہے کہ یہ نظریہ ان تمام خامیوں سے پاک ہے جو بشر کے کاموں میں ضرور پائے جاتے ہیں مثلاً "نقص" "جہل" اور "ھوٰی"۔ یہ خامیاں ہمیں ان تمام بُت پرستانہ اور فلسفیانہ نظریات میں پُوری طرح نظر آتی ہیں، جن کو یا تو شروع سے ہی انسانوں نے خود گھڑا ہے یا پہلے سے موجود آسمانی عقاید میں اپنی طرف سے بہت کچھ داخل کر کے بنایا ہے۔ اور یہی چیز اس بات کی بھی ضمانت ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ نظریہ انسانی فطرت کے عین مُطابق بھی ہے اور اس کے ہمہ جہت تقاضوں کو بھی پُورا کرتا ہے اور انسانی فطرت کی سب ضرورتوں کا بھی کفیل ہے۔ اور اس بنا پر صرف یہی ایک ایسا نظریہ ہو سکتا ہے کہ زندگی کا محکم تر اور جامع تر منہاج اس کے اندر سے جنم لے اور اسی پر قائم رہے۔

یہ خیال کرنا درست نہیں ہے کہ اس نظریہ کو چونکہ انسانی فکر نے پیدا نہیں کیا اس لیے یہ طاقتِ انسانی سے باہر ہے اور اس پر عمل کرنا مشکل ہے خصوصاً اس صورت میں جبکہ اس کے سلسلہ میں انسان کا عمل صرف اس کو قبول کرنا، سمجھنا اور خود کو اس کے رنگ میں رنگ کر اپنی عملی زندگی اس کے مُطابق گزارنا ہے۔ علاوہ ازیں اخذ و قبول کا صحیح اور اصولی طریقہ بھی یہی ہے (جیسا کہ ہم منہج کی بحث میں بتا چکے ہیں) کہ انسانی ذہن کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس نظریہ کو اس انداز میں قبول کرے کہ کسی دوسرے منبع سے لیے ہوئے یا خود ساختہ باتوں کے مُطابق طے کیے ہوئے کچھ اصُول پہلے سے اپنے سامنے رکھ کر اس نظریہ کے بارے میں ان سے فیصلہ طلب کرے یا ان کے پیمانوں پر اس کا وزن کرے۔ جس طرح اس نظریہ کی بنیادی حقیقتیں صرف اس ربّانی منبع (قرآن) سے جو اسے لایا ہے اخذ کی جاتی ہیں کسی خارجی منبع سے نہیں لی جا سکتیں۔ اسی طرح اس نظریہ کے سلسلہ میں ذہنِ انسانی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ تمام پیمانے اور طے شُدہ اصُول بھی خود اسی نظریہ سے اخذ کرے اور خود کو ان کے رنگ میں رنگ کر اس کے اسلوب پر جمائے۔ نیز وہ تمام افکار و مشاعر اور اقدار و تصوّرات جو انسان کو اپنی عملی زندگی گزارنے کے لیے درکار ہوتے ہیں۔ ان کے صحیح یا غلط اور حق یا باطل قرار دیے جانے کا پیمانہ بھی خود یہی نظریہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۔ النساء (۵۸)

"پھر اگر تمھارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسُول کی طرف پھیر دو۔"

اس کے ساتھ ساتھ اس نظریہ کی میزان میں انسانی فکر کو ایک بہت ہی قیمتی اور قابل احترام "اوزار" کی حیثیت حاصل ہے جس کے سپرد یہ کام ہے کہ وہ اس نظریہ کے خصوصی امتیازات اور بنیادی اصولوں کو قرآن کی روشنی میں سمجھے اور ہر ماحول کی قدروں اور اوضاع و اطوار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان میں کسی قسم کی کمی بیشی کیے بغیر انہیں مرتب و منظم کرے اور ان پر عمل کرائے۔ اور اسلامی نظام تعلیم و تربیت اس قیمتی اوزار (فکرِ انسانی) کو مضبوط بنا کر ہر اس میدان میں جہاں یہ کام دے سکے آمادۂ عمل کرنے کی طرف بہت زیادہ توجّہ اور پوری سہولت مہیّا کرتا ہے۔

علاوہ ازیں اس نظریہ کے اخذ و قبول کا سارا کام صرف ذہنِ انسانی ہی سرانجام نہیں دیتا بلکہ وہ اس کام میں شریک رہتا ہے کیونکہ اس نظریہ کے ربّانی ہونے کی بنا پر اس کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ یہ پورے انسانی وجود کے تمام تقاضوں کو ملحوظ رکھتا ہے، بنا بریں پورے وجودِ انسانی کے دائرۂ ادراک میں آجاتا ہے اور اگر کوئی چیز اس نظریے میں انسانی قوتوں کے دائرہ ادراک سے باہر ہے تو وہ ہے بعض امور کی ماہیت و حقیقت اور علیّت و کیفیت کا ادراک لیکن ان امور کا ادراک نہ کر سکنے کے باوجود وجودِ انسانی کے لیے اس نظریہ کو اطمینانِ قلب کے ساتھ تسلیم کر لینا کچھ مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بات اس نظریہ کی سمجھ میں آنے والی منطق کے مفہوم میں شامل ہے اور یہ منطق اپنی حقیقت کی سادگی کی بنا پر قابلِ تسلیم بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس نظریہ کی وسعتوں میں ذات و صفاتِ باری تعالےٰ کی حقیقت بھی آجاتی ہے اور مشیّتِ الٰہی کا مخلوق سے تعلق اور اس تعلق کی کیفیات بھی اور یہ اتنا وسیع میدان ہے جو قوائے انسانی کے دائرہ کار کی حدود سے باہر اور بہت بڑا ہے۔ اس لیے کہ یہ سرمدیت، ازلیت، ابدیّت، کلیّت اور مطلقیّت کا میدان ہے۔ اور وجودِ انسانی ہر حادث اور مخلوق چیز کی مانند زمان و مکان کی قیود میں مقیّد ہے جو ان حدود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تجاوز کرنے کا اختیار مطلقاً نہیں رکھتا۔ اور جب وہ اپنی حد سے ذرا بھی آگے نہیں بڑھ سکتا تو "کلِ مطلق" (ذاتِ بحت) کا احاطہ تو بدرجہ اُولیٰ کسی صورت میں نہیں کر سکتا۔ آیاتِ مندرجہ ذیل میں یہی بات ارشاد کی گئی ہے :

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ الرحمٰن

"اے گروہِ جن وانس، اگر تم زمین اور آسمان کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ دیکھو۔ نہیں بھاگ سکتے۔ اس کے لیے بڑا زور چاہیے۔"

۲۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ الانعام

"نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے، وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ محض انسانی فکر کو ہی نہیں انسان کے پورے وجود اور اس کی کل کائنات کو اپنی حدود کے دائرہ سے باہر کچھ کرنے کی قدرت حاصل نہیں ہے۔ اس کا کام صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مطلقہ سے جو پوری کائنات کا احاطہ کیے ہوئے ہے اخذ و قبول کرے اور یہ اخذ و قبول کا عمل بھی انسانی فطرت اور انسانی اختیار کی حدود کے اندر رہتے ہوئے سرانجام دے۔

مزید وضاحت کے لیے اس مقام پر ہم یہ آخری کلمات اور اضافہ کرتے ہیں کہ انسان سب سے پہلے اپنی فطرت کا تابع ہے اور اس کی فطرت یہ ہے کہ وہ مخلوق یعنی حادث ہے۔ کل، آزاد اور ازلی و ابدی نہیں ہے۔ ظاہر ہے اس بنا پر اس کا ادراک بھی بہرحال ان حدود کا پابند ہونا چاہیئے، جو اس کی فطرت کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقتضا ہیں۔ پھر انسان اپنی ذمہ داری کے تقاضوں کا بھی پابند ہے اور یہ ذمہ داری ہے خلافتِ ارضی۔ جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ کی زمین میں صرف اللہ کی عبادت کی جائے، اسی بنا پر اسے صرف اسی قدر شعور و ادراک بخشا گیا ہے جو خلافت کی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے مناسب اور ضروری ہے۔ نہ کم اور نہ زیادہ یہی وجہ ہے کہ ان کے علاوہ بھی اور بے شمار ایسی باتیں جن کی انسان کو منصب خلافت کے فرائض بجالانے کے لیے ضرورت نہیں ہے ان کا ادراک انسان کو نہیں بخشا گیا۔ مثلاً ماہیت یا کیفیت کا ادراک اگرچہ فطری طور پر انسان میں ان امور کے ادراک کا امکان ودیعت کیا گیا ہے اور یہ ممکن ہے کہ مشیتِ الٰہی کے فیضان سے ایسے امور کا کوئی پہلو انسان کے عرفان پر عارضی طور پر طاری کر دیا جائے لیکن اس لحاظ سے کہ انسان مخلوق اور حادث ہے کل اور مطلق نہیں ہے اس کے لیے ان امور کے ادراک کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے، یہ صرف اس ازلی اور ابدی ذات کا اختصاص ہے جو ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

قرآن مجید میں بعض ایسے پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن پر حاوی ہونے کی قدرت سے انسان کو آراستہ نہیں کیا گیا، یعنی ان کی ماہیت اور کیفیت کا علم انسان کو نہیں دیا گیا، یا تو اس بنا پر کہ یہ امور انسان کی محدود فطرت کی حد سے ماورا ہیں اور یا اس لیے کہ انسان کو اپنے مختصر فرائض اور ذمہ داریاں ادا کرنے کے سلسلہ میں ان کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی قرآن نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ ایک مومن کی سلیم فطرت ان پہلوؤں کو (جو اس کے ادراک سے باہر ہیں) کس طرح قبول کرتی ہے اور کافر کی شکی فطرت ان امور کے ساتھ کیا برتاؤ کرتی ہے۔

ان پہلوؤں میں سے ہی ایک پہلو ذات باری تعالیٰ کی حقیقت کا ادراک کرنا ہے چنانچہ انسان کا یہ مادی وجود نہ تو اس کا ادراک کر سکتا ہے اور نہ اس کے ذخیرۂ معلومات میں کوئی ایسی چیز موجود ہے جو اس سے مشابہ ہو تاکہ اس پر ذاتِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باری کو قیاس کر سکے۔ ملاحظہ ہو:

۱۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ج ۔ الانعام (۱۰۳)

"نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے۔"

۲۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۔ الشوریٰ (۱۱)

"کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں ہے۔"

۳۔ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ط النحل (۷۴)

"پس اللہ کے لیے مثالیں نہ گھڑو۔"

اللہ کی مشیّت اور مخلوق سے مشیّت کے تعلق کا مسئلہ بھی انہی مسائل میں شامل ہے۔ ملاحظہ ہو:

۱۔ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ط قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ اٰل عمران

"زکریاؑ نے کہا، پروردگار بھلا میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا، میں تو بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ جواب ملا ایسا ہی ہوگا اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔"

۲۔ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ط قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ط اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ اٰلِ عمران

"یہ سُن کر مریمؑ بولی، پروردگار، میرے ہاں بچہ کہاں سے ہوگا مجھے کو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ جواب ملا ایسا ہی ہوگا۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بس کہنا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔"

اور اس طرح "کذالک" کہہ کر کیفیت بیان کرنے کے معاملہ کو طے کر دیا۔ کیوں کہ یہ چیز ادراکِ انسانی سے ماوریٰ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی شخص نے ان امور کی کیفیت بیان کرنے کی کوشش کی ہے وہ بھٹک گیا اور معاملہ مزید اُلجھ کر رہ گیا۔ کیونکہ ایسا شخص ان کیفیتوں کو انسانی کاموں کی کیفیتوں پر قیاس کرتا ہے اور ظاہر ہے دونوں میں بہت ہی زیادہ فرق ہے[1]۔

رُوح کا مسئلہ بھی اسی زمرے میں شامل ہے خواہ رُوح سے زندگی مُراد لی جائے، یا جبرائیلؑ، یا وحی۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ بنی اسرائیل (۸۵)

"یہ لوگ تم سے رُوح کے متعلق پوچھتے ہیں، کہو یہ رُوح میرے ربّ کے حکم سے آتی ہے مگر تم لوگوں نے علم سے کم ہی بہرہ پایا ہے۔"

ان ہی مسائل میں سے وہ غیبی اُمور ہیں جن کو انسان کے دائرۂ ادراک سے باہر رکھا گیا ہے اور ان کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے جس کو جتنا چاہتا ہے علم عطا فرما دیتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

۱۔ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ الانعام (۵۹)

"اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

---

[1] ارسطو اور افلاطون وغیرہ سے یہی غلطی سرزد ہوئی ہے۔ ان لوگوں نے جب مخلوق سے خالق کے عمل کا تعلق اور اس کی کیفیت بیان کرنے کی کوشش کی تو اس سارے معاملے کو اس کیفیت پر قیاس کر لیا جو انسان کے کاموں میں ہوتی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ لیس کمثلہٖ شئ۔ اس کی مانند تو کوئی بھی چیز نہیں ہے۔ (مصنّف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ الجنّ۔ (۲۷)

"وہ عالم الغیب ہے، اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس رسول کے جسے اس نے (غیب کا علم دینے کے لیے) پسند کر لیا ہو۔"

۳۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ۔ الانعام (۵۰)

"اے محمدؐ، ان سے کہو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں۔"

۴۔ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ۔ لقمان۔ (۳۴)

"کوئی متنفّس نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرنے والا ہے اور نہ کسی شخص کو یہ خبر ہے کہ کس سرزمین میں اس کی موت آنی ہے۔"

انہی امور میں سے بطور خاص قیامت برپا ہونے کے وقت کا علم ہے۔

۱۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ج۔ لقمان (۳۴)

"اس گھڑی (قیامت) کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔"

۲۔ يَسْـَٔـلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾ النّٰزعٰت =

"یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ آخر وہ گھڑی کب آ کر ٹھیرے گی؟ تمھارا کیا کام کہ اس کا وقت بتاؤ۔ اس کا علم تو اللہ پر ختم ہے۔ تم صرف خبردار کرنے والے ہو ہر اس شخص کو جو اس کا خوف کرے۔ جس روز یہ لوگ اسے دیکھ لیں گے تو انھیں یوں محسوس ہوگا کہ (یہ دنیا میں یا حالتِ موت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں) بس ایک دن کے پچھلے پہر یا اگلے پہر تک ٹھیرے ہیں۔"

۳۔ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ الانبیاء

وہ بلا اچانک آئے گی اور انھیں اس طرح یک لخت دبوچ لے گی کہ یہ نہ اس کو دفع کر سکیں گے اور نہ ان کو لمحہ بھر مہلت ہی مل سکے گی۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح فرما دیا ہے کہ ان باتوں کو اور اسی قسم کے ان تمام امور کو جو انسانی ممکنات کے دائرہ ادراک سے باہر ہیں کس انداز میں قبول کر لینا چاہیے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۷﴾ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۸﴾ ال عمران

"وہی خدا ہے جس نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے۔ اس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں۔ ایک محکمات جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات۔ جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں، حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بخلاف اس کے جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ان پر ایمان ہے، یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ کسی چیز سے صحیح سبق صرف دانشمند لوگ ہی حاصل کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اللہ سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ پروردگار! جب تو ہمیں سیدھے رستہ پر لگا چکا ہے تو پھر کہیں ہمارے دلوں کو کجی میں مُبتلا نہ کر دیجیو۔ ہمیں اپنے خزانۂ فیض سے رحمت عطا کر، تُو ہی فیّاضِ حقیقی ہے۔"

اور ان پہلوؤں کے علاوہ سب احکام و امور کے سلسلہ میں فکرِ انسانی (یا زیادہ جامع اصطلاح کے طور پر "انسانی قوائے ادراک") کو یہ دعوت دی گئی ہے کہ ان پر تدبر و تفکّر اور غور و خوض کر کے اخذِ نتائج کرے اور اس نظریہ کے مطابق خود کو انہی کے رنگ میں رنگ کر دل کی دُنیا میں بھی اور خارجی دُنیا میں بھی اپنی زندگی ان کے مطابق بنائے اور ہر کام میں مثبت انداز اختیار کر کے اس بڑے اور جامع نظریہ کے مُطابق ہر حکم اور فیصلہ کو نافذ کرے۔

دُنیا کے کسی مذہب نے انسانی ادراک کو اتنی اہمیّت نہیں دی جتنی اسلام نے دی ہے۔ بعینہٖ انسانی ادراک کو بیدار کرنے اور اسلوبِ فکر و نظر کی قدر و قیمت بڑھا کر اس کے مصروفِ عمل رہنے کی جس قدر حوصلہ افزائی اسلام نے کی ہے کسی اور مذہب نے نہیں کی۔ نیز ادراکِ انسانی کو وہم و خرافات سے نجات دلانے اور کہانت اور پُراسرار ڈھکوسلوں کے چکّر سے آزاد کرانے اور اس کے ساتھ ساتھ اسے غیر متعلّقہ اطراف میں بکھر کر تباہ ہونے اور رہنمائی کے بغیر گمراہی میں بھٹکنے سے محفوظ رکھنے میں جتنا کردار اسلام نے ادا کیا ہے کسی دُوسرے مذہب نے ادا نہیں کیا۔

کسی مذہب نے باطن و ظاہر کی دنیا میں جاری و ساری قوانینِ طبیعیہ کی طرف اور کائنات اور انسان کی فطرت کی طرف، نیز اس کائنات اور خود انسان کے اندر پوشیدہ قوتوں کے مزید خواص کی جانب اس قدر اور اس انداز میں انسان کی توجّہ مبذول نہیں کرائی جس قدر اور جس انداز سے اسلام نے مبذول کرائی ہے۔ علاوہ ازیں حیاتِ انسانی سے متعلق قوانینِ الٰہیہ (جن کی روئیداد صفحاتِ تاریخ میں موجود ہے) کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ میں بھی انسانی ادراک کو جو وسعتِ نظر اسلام نے عطا کی ہے کسی اور مذہب نے نہیں کی۔

ادراک انسانی کی تربیت و تقویم اور اسلوبِ فکر و نظر کی قدر افزائی کے سلسلہ میں قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ کیجیے:

۱۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾ بنی اسرائیل

"کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمھیں علم نہ ہو۔ یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔"

۲۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ الحجرات ﴿۱۲﴾

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔"

۳۔ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـــًٔا ۭ یونس ﴿۳۶﴾

"حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ محض قیاس و گمان کے پیچھے چلے جا رہے ہیں، حالانکہ گمان حق کی ضرورت کو کچھ بھی پورا نہیں کرتا۔"

۴۔ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ الزخرف

"یہ اس معاملے کی حقیقت کو قطعی نہیں جانتے محض تیر تکے لڑاتے ہیں۔"

نفسِ انسانی کی دنیا اور خارج کی دنیا میں اللہ کی جو بے شمار نشانیاں بکھری پڑی ہیں ان کو بنظرِ غائر دیکھنے کے متعلق ارشاد ہے:

۱۔ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ یونس ﴿۱۰۱﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے اسے آنکھیں کھول کر دیکھو۔"

۲۔ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ الذٰریٰت

زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کے لیے اور خود تمہارے اپنے وجود میں ہیں، کیا تم کو سوجھتا نہیں؟

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ حٰمٓ سجدہ (۵۳)

"عنقریب ہم اِن کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفس میں بھی، یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھُل جائے گی کہ یہ قرآن واقعی برحق ہے۔"

حیاتِ انسانی میں کارفرما سننِ الٰہیہ پر اور گزشتہ اقوام کے انجام اور ان کے تاریخی شواہد پر غور و فکر کرنے کی طرف توجہ دلانے کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ کیجیے:

۱۔ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ العنکبوت

"ان سے کہو کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح خلق کی ابتدا کی ہے۔ پھر اللہ بار دیگر بھی زندگی بخشے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

۲۔ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْٓآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ الروم

"اور کیا یہ لوگ کبھی زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ انھیں ان لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ ان سے زیادہ طاقت رکھتے تھے، انھوں نے زمین کو خوب ادھیڑا تھا اور اسے اتنا آباد کیا تھا جتنا انھوں نے نہیں کیا ہے۔ ان کے پاس ان کے رسُول روشن نشانیاں لے کر آئے۔ پھر اللہ اُن پر ظلم کرنے والا نہ تھا مگر وہ خود ہی اپنے اُوپر ظلم کر رہے تھے۔ آخر کار جن لوگوں نے بُرائیاں کی تھیں ان کا انجام بہت بُرا ہُوا اس لیے کہ انھوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا تھا اور وہ ان کا مذاق اڑاتے تھے۔"

۳۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَاللّٰهُ یَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ الرعد

"کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم اس سرزمین پر چلے آ رہے ہیں اور اس کا دائرہ ہر طرف سے تنگ کرتے چلے آتے ہیں؟ اللہ حکومت کر رہا ہے کوئی اس کے فیصلوں پر نظرِ ثانی کرنے والا نہیں ہے اور اسے حساب لیتے دیر نہیں لگتی۔"

یہ اور اسی قسم کے راہنما اصُول قرآن مجید میں کثرت سے بیان کیے گئے ہیں جن سے انسانی ادراک کو تربیت دینے، استوار کرنے اور صحیح رُخ پر ڈالنے کے لیے ایک مکمل نصاب تیار ہو جاتا ہے۔ آئندہ ابواب میں اس کی بہت سی مثالیں بیان کی جائیں گی۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ جو انسان کا خالق بھی ہے اور انسان کی قوتوں کی حقیقت سے بھی باخبر ہے، خوب جانتا تھا کہ اس نے قوانینِ طبیعیّہ کے جاننے اور کائنات کی مخفی قوتوں کا عرفان حاصل کرنے کی کتنی قدرت انسان کو عطا فرمائی ہے تاکہ اس کی مدد سے ان قوتوں اور قوانین کو خلیفۃ اللہ ہونے کی حیثیت سے اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام میں لاسکے۔ اور اسے یہ بھی خوب معلوم تھا کہ زندگی کے کون کون سے راز اس سے پوشیدہ رہیں گے مثلاً زندگی کی حقیقت اور اس کے پیدا ہونے اور مصروفِ عمل ہونے کی کیفیت وغیرہ اسی طرح خود انسان کی رُوح اور عقل کی بناوٹ کے راز حتّٰے کہ انسان کی وہ جسمانی بناوٹ بھی جس کا تعلق اس کی رُوحانی اور عقلی زندگی سے ہے اس کا بیشتر حصّہ بھی انسان کے علم و ادراک سے ابھی تک مخفی ہے۔ جیسا کہ آج بیسویں صدی میں عُلمائے متخصّصین میں سے ایک بہت بڑے عالم ڈاکٹر الکیس کارل نے اپنی کتاب "الانسان ذالک المجہول" (HUMAN THE UNKNOWN) میں اس بات کا پورے خلوص سے واضح لفظوں میں اعتراف و انکشاف کیا ہے۔ ڈاکٹر کاریل لکھتے ہیں کہ:

"نوعِ انسانی اپنی ذات کو سمجھنے کے سلسلہ میں شدید جد و جہد بروئے کار لاتی رہی ہے۔ لیکن باوجودیکہ ہمارے پاس سائنس دانوں، فلسفیوں، شاعروں اور بڑے بڑے رُوحانی علماء کی مختلف اَدوار میں کی ہوئی تحقیقات کا قابلِ قدر خزانہ موجود ہے۔ ہم اپنی ذات کے محض چند مخصوص پہلو ہی سمجھ پائے ہیں انسان کو بحیثیت مجموعی نہیں سمجھ سکے ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ انسان مختلف اجزا سے مل کر بنا ہے جبکہ یہ اجزا بھی ہمارے اپنے ذرائع ہی کی اختراع و ایجاد ہیں تو گویا ہم میں سے ہر شخص کا وجود ہیولوں سے بنی ہوئی سواری ہے جس میں نامعلوم حقیقت سفر کر رہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارا یہ جہل، جہل مُرکّب ہے کیونکہ نوعِ انسانی کا مُطالعہ کرنے والے محققین جو سوالات اپنے آپ سے کرتے ہیں ان میں سے اکثر کا جواب انھیں نہیں ملتا۔ کیونکہ ہماری اندر کی دنیا میں لامحدود منطقے نادریافت شُدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ابھی تک بہت سے سوالوں کا جواب نہیں پا سکے۔ مثلاً یہ کہ:—

○ کیمیاوی مادوں کے اجزا کس طرح باہم متحد ہو کر خلیہ کے مُرکّب کی اور خلیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے وقتی اور عارضی اعضا کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

○ نسلی وراثت کی وحدتیں (UNITS) جو بیضۂ بارور کے مرکزہ (NUCLEUS) میں موجود ہوتی ہیں۔ جینز (GENIUS) ان وحدتوں میں سے بیضہ سے پیدا ہونے والے فرد کے لیے اس کی مخصوص صفات کا انتخاب اور تعیّن کس طرح کرتا ہے۔

○ خلیے کس طرح از خود منظم ہو کر گوشت پوست اور مختلف اعضا کا گروپ تشکیل دیتے ہیں۔ گویا خلیے چیونٹی یا شہد کی مکھی کی مانند ہیں اور انہی کی مانند پہلے ہی سے اپنا وہ فریضہ جو انھیں اس مجموعہ (جسم) کی زندگی میں ادا کرنا ہے بخوبی جانتے ہیں اور کچھ نامعلوم میکانکی عملیات جسم کی تشکیل میں (جو بیک وقت سادہ بھی اور پیچیدہ بھی) خلیوں کی مدد کرتے ہیں۔

○ ہماری نفسیاتی اور عضویاتی بناوٹ کا مزاج کیا ہے؟ (ہمیں نہیں معلوم) ہم یہ تو جانتے ہیں کہ ہم بُنتوں، اعضا، سیالوں اور شعور کا مرکّب ہیں لیکن شعور اور دماغ کے آپس کے روابط و تعلقات ابھی تک مُعمّا بنے ہوئے ہیں۔

○ ابھی تک ہم عصبی خلیوں کے وظائف (PHYSILOGY) سے نابلد ہیں اور اس کے بارے میں تقریباً مکمل معلومات کے محتاج ہیں۔ قوۃِ ارادی جسم پر کس حد تک اثر انداز ہوتی ہے؟ اور عقل اعضا کی حالت سے کس طرح اثر قبول کرتی ہے؟ نیز وہ عقلی اور عضوی خصوصیات جو ایک فرد میراث میں حاصل کرتا ہے کس طرح ان کو طرزِ زندگی اور غذا میں موجود کیمیاوی مادوں، کسی خاص مقام پر رہنے اور نفسیاتی اور تربیتی نظم و نسق کی مدد سے بدلا جا سکتا ہے؟

○ اسی طرح ہم ابھی تک ہڈیوں کے ڈھانچے، عضلات اور باقی اعضا کے درمیان رابطہ کی ماہیت جاننے اور عقلی و روحانی سرگرمیوں کے مختلف پہلوؤں کی دریافت سے بہت دُور ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ہمیں نہیں معلوم کہ وہ عوامل کیا ہیں جو عصبی توازن قائم رکھتے ہیں اور تکلیف کا متنا بلہ کرتے اور مدافعت امراض کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں۔

○ ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ کسی شخص کی ادبی حس یا قوتِ فیصلہ اور جرأت وغیرہ میں کیسے اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

○ بعینہٖ ہم نہیں جانتے کہ کسی شخص کی عقلی، ادبی اور مذہبی سرگرمیوں کے سلسلہ میں اس کے نسب کو کیا اہمیّت حاصل ہے۔

○ ہمیں نہیں معلوم کہ خیالات و احساسات کا تبادلہ (TELEPATHY) کس قسم کی سرگرمیوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔

○ یہ درست ہے کہ کچھ مخصوص عضویاتی اور عقلی عوامل و موثرات ایسے ہیں جو کسی کی خوش بختی اور بدبختی یا کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ کرتے ہیں لیکن وہ موثرات و عوامل کیا اور کون سے ہیں، یہ بات ہمیں نہیں معلوم۔

○ ہم ابھی تک یہ قدرت حاصل نہیں کر سکے کہ مصنوعی طریقہ سے کسی شخص کو خوش بختی حاصل کرنے کی صلاحیت عطا کر سکیں کیونکہ ہم ابھی تک یہ بات نہیں جان سکے کہ کون سے اسباب و ظروف تہذیب یافتہ انسان پیدا کرنے اور اسے ترقی دینے کی زیادہ صلاحیّت رکھتے ہیں۔

○ کیا جدّوجہد اور مدافعت کی رُوح کو کچلنا ممکن ہے یا جسمانی اور رُوحانی بناوٹ کی وجہ سے جو مصیبت اور بدبختی لاحق ہوتی ہے اُسے دُور کیا جا سکتا ہے؟

○ کیا کوئی ایسی صورت ممکن ہے کہ انسان اپنے تہذیب و تمدّن کو ہمیشہ ایک حالت پر قائم رکھ سکے اور اس کی عصری تہذیب زوال پذیر نہ ہو؟

○ ان کے علاوہ مزید بے شمار سوالات ایسے ہیں جن کو ان موضوعات میں شمار کیا جا سکتا ہے جو ہمارے لیے بہت زیادہ اہمیّت کے حامل ہیں لیکن ان میں سے کسی کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب موجود نہیں ہے۔

اس سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ علماء نے مطالعہ انسان کے سلسلہ میں اب تک جو بھی پیش رفت حاصل کی ہے وہ قطعاً ناکافی ہے اور اپنی ذات کے بارے میں ہماری معلومات ابھی تک زیادہ تر ادنیٰ درجے کی ہیں۔"

انسان کی حقیقت ان حقائق میں سے ہے جن کے عرفان کی بنیاد ہی پر کوئی جامع اعتقادی نظریہ تشکیل پاتا ہے۔ لیکن انسان کی حقیقت سے ہماری لاعلمی کی کیفیت آپ کے سامنے ہے۔ انسان کی حقیقت کا مکمل عرفان تو دور کی بات ہے ہم تو اس حقیقت کے چھوٹے سے چھوٹے اور بہت ہی واضح پہلوؤں سے بھی ناواقف ہیں۔ اس بات کا اقرار آج بیسویں صدی میں ایک بڑا عالم کر رہا ہے جس کا علم شک و شبہ سے بالاتر ہے اور جس کا علمی مقام علماء قدیم و جدید میں مسلم ہے۔

اب رہ گیا یہ سوال کہ آخر ہم انسان کی حقیقت سے اس قدر ناواقف کیوں رہ گئے؟ تو اس لاعلمی کے وہ اسباب جو ڈاکٹر کاریل نے اپنے نقطہ نگاہ سے (جو یورپ کے سائنسی اسلوب پر مبنی ہے اور ان تاثرات کے مطابق ہے جو انھوں نے اپنے مغربی ماحول، سائنسی تحقیق کی فضا اور سائنسی حدود کے اندر رہتے ہوئے قبول کیے ہیں جیسا کہ وہ خود مقدمۂ کتاب میں اعتراف کرتے ہیں) بیان کیے ہیں اور جن میں سے بعض اسباب سے ہمیں اتفاق ہے اور بعض سے اختلاف وہ درج ذیل ہیں:

"ہماری اس لاعلمی کو بیک وقت ہمارے اجداد کے طرز زندگی، ہماری پیچیدہ فطرت اور ہماری عقل کی بناوٹ کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔"

ڈاکٹر کارل نے پہلے دونوں اسباب کے سلسلہ میں بہت دقیق گفتگو کی ہے لیکن وہ ہمارے موضوع سے غیر متعلق ہے۔ اس لیے ہم صرف ان کی اس گفتگو کی طرف آتے ہیں جو تیسرے سبب کے بارے میں ہے۔ ڈاکٹر کاریل لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اپنی ذات کے عرفان میں سُست روی جو ہمارے علم کا مخصوص نشان بن کر رہ گئی ہے۔ اس کا ایک سبب اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے حواس کی افتاد و تشکیل کچھ اس طرح واقع ہوئی ہے کہ ہم سادہ حقائق پر غور و فکر کرتے وقت خوشی محسوس کرتے ہیں جبکہ اگر کسی پیچیدہ مسئلہ کا حل ہمارے ذمّے آپڑے تو ہم ایک قسم کی کراہت محسوس کرتے ہیں۔ مثلاً جاندار مخلوق اور انسان کی ترکیب و تشکیل کے بارے میں غور کرتے وقت؛ کیونکہ جیسا کہ برگساں نے کہا ہے :

"زندگی کو سمجھنے کے معاملہ میں ہماری عقل کی خصُوصیّت یہ ہے کہ اس سلسلہ میں وہ طبعاً عاجز ہے"۔

اس کے برعکس ہم یہ پسند کرتے ہیں کہ ہر وہ "دنیا" جس کے متعلق غور و فکر کریں اس میں ایسی اقلیدسی اشکال تلاش کرلیں جو ہمارے تحت الشعور میں موجُود ہیں۔ ہمارے فن کے نمونوں میں جو نازک و لطیف تناسب نظر آتا ہے اور ہمارے اوزاروں اور مشینوں میں جو توازن و استحکام پایا جاتا ہے یہ دونوں باتیں یقیناً ہماری عقل کی بنیادی صفت کا مظہر ہیں۔ کیونکہ اقلیدس ہماری دُنیا میں موجود نہ تھی اسے ہم نے خود ایجاد کیا ہے، اس کا ثبوت یہ ہے کہ فطرت کے وسائل کبھی بھی اس قدر لطیف و دقیق نہیں ہوتے جو انسانی وسائل کا خاصہ ہے۔ اور چونکہ ہمیں خارجی دُنیا میں وضاحت اور نفاست کے وہ اوصاف نہیں ملتے جو فکر انسانی کے نتائج میں پائے جاتے ہیں بنا بریں ہم سامنے نظر آنے والی اشیاء کی پیچیدگی سے نجات حاصل کرنے کے لیے اس سادہ نظام کا پتہ چلانے کی کوشش کرتے ہیں جو عناصر میں کارفرما ہے اور ان کے آپس کے مخصوص روابط کا باعث ہے اور جو اقلیدسی اشکال قبول کرسکتا ہے۔ دراصل پیچیدگی سے خلاصی پانے کی اسی قدرت کے سر (جو عقلِ انسانی نے حاصل کرلی ہے اور اس سے فائدہ اٹھا رہی ہے) اس بہترین پیش رفت کا سہرا ہے جو شعبہ ہائے طبعیات (PHYSICS) و کیمیا (CHEMISTRY) کے علماء نے حاصل کی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاندار اشیاء کی دُنیا کے طبعیاتی اور کیمیاوی مُطالعہ نے یکساں کامیابی حاصل کی ہے کیونکہ جانداروں کی دنیا اور جمادات کی دنیا کے طبیعاتی اور کیمیاوی قوانین ایک دوسرے سے مماثل ہیں۔ جیسا کہ یہ خیال ڈاکٹر "کلوڈ برنارڈ" کو بہت پہلے آگیا تھا۔

اور اسی حقیقت کو جان لینے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جدید علم "افعال الاعضاء" نے یہ انکشاف کیونکر کیا ہے کہ خون اور سمندر کے پانی کا ہمیشہ قلوی (ALKALINE) رہنا ایک ہی جیسے قوانین کے تابع ہے یا جو حرارتِ غریزی (VITAL ENERGY) سکڑنے والے عضلات خرچ کرتے ہیں وہ سکڑ کی تخمیر سے دوبارہ پیدا ہو جاتی ہے وغیرہ۔ یقیناً جانداروں کی دُنیا کے طبعیاتی کیمیاوی گوشوں کی تلاش و دریافت تقریباً اتنی ہی آسان ہے جتنی مادی دنیا کی دیگر موجودات کے ان گوشوں کی تلاش و دریافت اور یہی وہ مہم ہے جس کے سر کرنے میں علم "افعال الاعضاء" (PHYSIOLOGY) نے کامیابی حاصل کی ہے۔

علم "افعال الاعضاء" کے ان قوانین کا پتہ لگانا جو کسی زندہ وجود کی ترتیب و تنظیم کے حقیقی مطالعہ سے حاصل ہوتے ہیں، یقیناً ایک ایسا کام ہے جس نے بہت ہی زیادہ اہمیت کے حامل اور ناقابلِ حل مسائل سے دوچار کر دیا ہے۔ کیونکہ جن اشیاء کا تجزیہ ضروری ہوتا ہے وہ انتہائی چھوٹی اور نظر نہ آنے والی ہیں جس کی بنا پر علوم کیمیا و طبعیات کے مروجہ ذرائع اور طریقوں سے ان کا تجزیہ تقریباً ناممکن ہے۔ ظاہر ہے آخر کونسا ایسا طریقہ ہے جس سے خلیہ جنسیہ کے "مرکزے" (NUCLEUS) نیز کروموسومز اور وراثت کو منتقل کرنے والے جینز (GENIUS) (جن سے مل کر یہ کروموسومز بنتے ہیں) کی کیمیاوی ترکیب دریافت کی جا سکتی ہے۔ بہرحال کچھ بھی ہو انتہائی چھوٹے اور نظر نہ آنے والے ان کیمیاوی مادوں کا پورا مجموعہ عظیم اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس کا تعلق فرد اور انسان کے مستقبل سے بہت گہرا ہے[1] بعینہٖ جس طرح جسم کی مخصوص بُنتوں مثلاً عصبی مادے

---

[1] اس میدان میں اس کے بعد بھی مسلسل کوششیں جاری رہی ہیں لیکن ان تمام اطلاعات (باقی اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی صلاحیتوں کا مُطالعہ ان مادوں کے تیزی سے تباہ ہو جانے کی بنا پر اس قدر مشکل ہے کہ بحالتِ حیات ان کا تجزیہ اور مُطالعہ تقریباً ناممکن ہے اور ہمارے پاس ایسا کوئی فن موجود نہیں ہے جس کی مدد سے دماغ کی گہرائی میں اُتر کر اس کے اسرار و رموز دریافت کیے جا سکیں یا اس کے خلیوں کے درمیان باہم جو منظم و مرتب اتحاد ہے اسے سمجھ سکیں اور ہماری عقل جو حسابی مرکّبات کے سادہ حُسن کو پسند کرتی ہے، جب خلیوں، اخلاط اور احساسات کے اس ہولناک انبار کے بارے میں غور کرتی ہے جس سے ایک انسانی فرد تشکیل پاتا ہے تو اس پر حیرت اور دہشت طاری ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ پھر ہم کوشش کرتے ہیں کہ اس الجھے ہُوئے معاملہ پر وہی سوچ منطبق کریں جو طبعیات، کیمیا اور میکانیات (MECHANICS) یا فلسفے اور مذہب کے نظام کو سمجھنے میں مُفید ثابت ہو چکی ہے۔ لیکن اس قسم کی کوشش کچھ زیادہ نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ ہمارے جسم کے لیے یہ بات فطری طور پر ممکن ہی نہیں کہ وہ اپنے حقیقی نظام سے کٹ کر طبیعی کیمیاوی (فزیکل کیمیکل) نظام کے آگے سرنگوں ہو جائے یا رُوحانی فطرت قبول کر لے۔

یہ بات یقیناً درُست ہے کہ انسان کو چاہیے کہ تمام شعبہ ہائے علوم سے پوری طرح استفادہ کرے لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے مخصوص شعبہ علم کے اکتشافات و معلومات میں ترقی کرے اور اسے آگے بڑھائے کیونکہ یہ علم (علم الانسان) جوہری علوم کے قبیل سے ہے جس طرح جزئیات، ذرات اور الیکٹرونکس وغیرہ کے شعبہ ہائے علوم ہیں۔

اور مصنف اس باب کا اختتام اس طرح کرتا ہے کہ :

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نوعِ انسانی سے متعلق اکتشافات کے شعبۂ علم میں پیش رفت

بقیہ فٹ نوٹ : سے علی الرغم جو مادی مذہب کے تبلیغی مراکز سے اپنے مذہب کی دعوت کی غرض سے شائع کی جاتی ہیں منزل تک رسائی ابھی تک موہوم ہے۔ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی سُست روی کا جب طبعیات، کیمیا فلکیات اور میکانیات کے علوم میں شاندار ترقی سے موازنہ کیا جائے تو اس سُست روی کے تین اسباب سامنے آتے ہیں۔ ایک یہ کہ ہمارے اجداد کو فارغ وقت کی ضرورت تھی۔ دوسرے یہ کہ موضوع بہت پیچیدہ ہے اور تیسرے یہ کہ ہماری عقل کی افتاد (ایسی واقع ہُوئی ہے کہ اس موضوع سے اِبا کرتی ہے)۔

یہ بنیادی دشواریاں ہیں اور ان سے عہدہ برآ ہونے کی بظاہر کوئی امید نظر نہیں آتی بلکہ مستقبل میں بھی ان مشکلات پر قابو پانا مشکل ہوگا اور اس سلسلے میں بہت زیادہ کوششیں بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔

"ہمارا اپنی ذات کو دریافت کرنے کا شعبہ علم کبھی سہولت سادگی اور جمال و کمال کے اس مرتبہ کو نہ پہنچ سکے گا جس تک دُوسرے مادی علوم پہنچ گئے ہیں۔ کیونکہ اس بات کا کوئی امکان نہیں ہے کہ اس شعبہ میں پیش رفت نہ ہو سکنے کے اسباب و وجوہ ہماری نظروں سے اوجھل رہ گئے ہوں چنانچہ واضح طور پر یہ بات سمجھ لینا چاہیے کہ علم الانسان تمام دیگر علوم سے مشکل ترین علم ہے۔"[1]

یہ ہیں انسان کی حقیقت سے لاعلمی بلکہ اس حقیقت کے بہت ہی واضح اور نمایاں پہلوؤں سے بھی بے خبری کے وجوہ و اسباب ایک بہت بڑے مغربی عالم کے نقطہ نگاہ سے۔

اس شخص سے اس پورے معاملہ کو دیکھنے کے انداز میں ہمیں کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو۔ تاہم اس کی یہ شہادت ہمارے لیے کافی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی توجیہہ میں بنیادی سبب کے قریب پہنچ گیا ہے۔ اور وہ سبب ہے ہماری عقل کی ساخت کا مزاج۔ دراصل انسانی عقل کی ساخت اس کے ان فرائض سے وابستہ و پیوستہ ہے

---

[1] اقتباس از "انسان ذالک المجہول" مصنفہ ڈاکٹر الیکسس کاریل (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اسے اس زمین میں ادا کرنے ہیں یعنی خلافت فی الارض کے فرائض و وظائف ـــــ انسان کے ان وظائف کا تقاضا ہی یہ تھا کہ اس کے عقل کی ساخت اسی مخصوص انداز کی ہوتی کیونکہ یہی نمونہ مفوّضہ فرائض سے عہدہ برآ ہونے کے لیے زیادہ مناسب تھا البتہ مادی قوانین کے انکشاف اور تسخیر میں انسان ترقی کرتا رہے گا جس طرح خود انسان کی حقیقت کے بعض پہلوؤں کی دریافت میں حاصل شدہ معلومات پر مزید اضافہ کرے گا۔ لیکن تخلیق انسان کا راز، زندگی اور موت کا راز اور رُوح کے اسرار مکمل طور پر انسان کے قوائے ادراک کی رسائی سے باہر رہیں گے کیونکہ ان میں سے کوئی چیز بھی انسان کے بنیادی فرائض کی بجا آوری کے سلسلہ میں اس کے لیے ضروری اور لابدی نہیں ہے۔

ڈاکٹر کارریل کے خیالات کچھ بھی ہوں اس کی اس شہادت سے یقیناً دو بہت ہی واضح حقیقتیں بہرحال ہمارے سامنے آجاتی ہیں۔

اوّلاً: اللہ تعالیٰ کی انسان پر اس عنایت و رحمت کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ چونکہ انسان اپنی حقیقت سے اس قدر لاعلم ہے۔ (جیسا کہ بیسویں صدی کے عُلماء میں سے ایک بہت بڑا عالم گواہی دے رہا ہے) اس نے انسان کو اس مصیبت میں مبتلا نہیں کیا کہ اپنے لیے دین و عقیدہ کا ایسا نظریہ بھی خود بنائے جس میں نہ صرف اس "نادریافت شدہ" انسان کی حقیقت کی جامع تفسیر آجائے بلکہ الوہیتِ کبریٰ کی حقیقت، کائنات کی حقیقت اور زندگی کی حقیقت کی تفسیر کے ساتھ ساتھ ان حقیقتوں کے آپس کے روابط و تعلقات کی تفسیر بھی اس میں سمو جائے۔ اسی طرح اس نے انسان کو اپنی حقیقت سے لاعلمی کے باوصف اس تکلیف میں نہیں ڈالا کہ اپنی زندگی کا منہاج اور اپنا نظامِ حیات خود تشکیل دے اور شریعت اور قوانین بھی خود بنائے جبکہ یہ سب امور اس بات کے متقاضی ہیں کہ ان کو بنانے والا نہ صرف یہ کہ محض انسان کی حقیقت سے پُوری طرح واقف ہو بلکہ ضروری ہے کہ اس کائنات کی حقیقت سے بھی بخوبی واقف ہو جس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ زندگی گزار رہا ہے، علاوہ ازیں اس قوتِ کبریٰ کی حقیقت کو بھی جانتا ہو جو اس کائنات کی اور کائنات میں موجود تمام ذی حیات و ذی شعور مخلوق اور جمادات و نباتات سب کی خالق بھی ہے اور سب کی تدبیر بھی کرتی ہے۔

ثانیاً: یہ حقیقت کھُل کر سامنے آجاتی ہے کہ جن لوگوں نے زمانہ قدیم میں یا دورِ جدید میں اپنی جہالت کے باوجود کائنات، زندگی اور انسان کی جامع اور ہمہ گیر تفسیر بطور خود وضع کرنے اور انسان کے لیے نظام یا انسانی زندگی کے مناہج و قوانین از خود بنانے کی کوششیں کی ہیں وہ سب انتہائی احمقانہ خوش فہمی میں مُبتلا تھے اور اس جاہلانہ اور احمقانہ جسارت کا نتیجہ یہی برآمد ہو سکتا تھا کہ ان کے نظریات میں گمراہی و تضاد ہو۔ مناہج میں نقص و فساد ہو اور ان کی وجہ سے زندگی میں بدبختی اور تباہی پیدا ہو کیونکہ اس قسم کی مکروہ احمقانہ خوش فہمی اور جہلِ عمیق کے فطری نتائج اور تلخ پھل یہی کچھ ہو سکتے ہیں[1]۔

جو "ربانی" نظریہ انسان کو اللہ کی طرف سے ملتا ہے وہ اللہ کی عنایتِ خاص اور انسان پر اس کا احسانِ لدنی ہے کہ اس نے اس کمزور اور جاہل انسان کو اس نظریہ کے لیے جگر کاوی اور اسے بنانے کی پریشانی سے معاف رکھ کر ایک ایسے میدان میں اپنی قوت کو منتشر کرنے سے بچا لیا جس کے لیے اللہ نے انسان کو نہ تو رہنمائی عطا فرمائی ہے اور نہ سازوسامان مہیا کیا ہے۔ اور ایسا اس لیے کیا گیا تاکہ انسان اس عطیہ کو قبول کرنے اور سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے فارغ رہے۔ اور اس کو اپنے منہاجِ حیات کے لیے بنیاد اور اپنی اقدارِ زندگی کے لیے میزان بنائے۔ اللہ کا عطا کردہ یہ نظریہ انسان کا ایسا رہبر و ہادی ہے کہ اس کی مدد سے اور اس کے ساتھ چلتے ہوئے انسان اپنی منزل کو پا لیتا ہے اور جب اس سے جُدا ہو جاتا ہے تو گمراہ ہو کر بھٹک جاتا ہے اور اُلجھ کر اندھا دُھند ایسے ایسے نظریات بنانے لگتا ہے اور ایسے ایسے غلط اقدامات کرتا ہے جن کو دیکھ کر

---

[1] تفصیل کے لیے مصنف کی کتاب "الاسلام و مشکلات الحضارہ" کا مطالعہ کیا جائے (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہنسی آجاتی ہے اور رونے کو بھی جی چاہتا ہے اور اس مخبوط الحواسی اور جہلِ عمیق کی بنیاد پر جو نظام ہائے حیات قائم ہوتے ہیں ان کی وجہ سے انسان بدبختی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ اسی کے متعلق الاستاذ سید ابوالحسن علی ندوی اپنی گراں قدر تصنیف "ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین" میں رقم طراز ہیں :

انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالےٰ کی ذات وصفات اور اس کے افعال کا صحیح اور یقینی علم عطا کیا تھا۔ اس عالم کی ابتدا وانتہا اور موت کے بعد انسان کا جس سے سابقہ پڑنے والا ہے اس سب کا علم انبیا کے ذریعہ انسانوں تک بے منّت ومشقت پہنچا تھا۔ انبیا علیہم السّلام نے ایسے علوم میں ان کی راہنمائی کی جن کے اصول ومبادی بھی ان کو حاصل نہ تھے جن پر یہ انسان اپنی تحقیق کی عمارت قائم کر سکتا، انبیاء علیہم السّلام نے انسانوں کے وقت اور قوت کو بچا لیا اور مابعد الطبیعیات و مسائلِ الٰہیّات کی اس لاحاصل تلاش وتحقیق سے فرصت دی جس میں نہ ان کے حواس کام دے سکتے تھے نہ نظر راستہ پا سکتی تھی نہ ان کے پاس اس کے بنیادی معلومات ہی موجود تھے۔

لیکن لوگوں نے اس نعمت کا شکر ادا نہ کیا۔ ایک بے ضرورت مہم اپنے سر لی، ان حقائق کی جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ان کو بے محنت حاصل ہو گئے تھے از سرِ نو تحقیق شروع کی اور ان نامعلوم خطّوں میں سفر کی ابتدا کی جہاں ان کے ساتھ نہ کوئی رہبر تھا اور نہ کوئی ان راہوں سے باخبر، وہ اس معاملہ میں اس سیّاح سے بھی زیادہ بدقسمت اور فضول پسند ثابت ہوئے جو ان معلومات وتحقیقات پر قانع نہیں جو جغرافیہ اور نقشہ جات کی شکل میں نسلوں اور صدیوں کی محنتوں کا نتیجہ ہے وہ کوشش کرتا ہے کہ پہاڑوں کی بلندی اور سمندروں کی گہرائی کی از سرِ نو پیمائش کرے۔ صحراؤں فاصلوں اور حدود کو اپنی اس مختصر عمر اور محدود وسائل کے ساتھ دوبارہ منضبط کرے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آدمی کی محنت کا انجام اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ تھک کر رہ جائے۔ اس کا عزم جواب دے جائے، اور وہ شخص صرف چند یادداشتوں اور نا تمام اشاروں کا سرمایہ جمع کر سکے اس سے بڑھ کر جن لوگوں نے الٰہیات کے میدان میں بصیرت اور روشنی کے بغیر قدم رکھا ان کو اس علم میں سوائے متضاد آراء، ادھورے معلومات، اتفاقی خیالات اور عجلت کے نظریات کے کچھ ہاتھ نہ لگا، خود راہ کھو بیٹھے اور دوسروں کی بھی منزل کھوٹی کی"۔

جبکہ ان لوگوں کی حالت جنھوں نے کائنات اور اس کے باہمی روابط کے سلسلہ میں خود ساختہ اعتقادی یا فلسفیانہ نظریات وضع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کیفیت سے بھی زیادہ گمراہ کن ہے جس کی منظر کشی جناب استاد ندوی نے کی ہے اور انسانی زندگی کے لیے اس سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ خطرناک جو چیز ہے وہ آسمانی عقاید کی وہ تحریف ہے جو بالخصوص نصرانیت میں کی گئی جس کی بنیاد پر یورپ میں کلیسا قائم ہوا اور پھر اسی نصرانیت کے نام پر کلیسا اقتدار پر قابض ہوگیا اور اس نے اسی تحریف شدہ عیسائیت کے باطل نظریات کو لوگوں پر اسی طرح ٹھونسنا شروع کر دیا جس طرح اس نے مادی کائنات کے بارے میں اپنے غلط اور ناقص معلومات کو لوگوں پر مسلط کیا تھا۔ اور سائنسی تحقیق (جس کا یہ حقیقی میدان تھا) کے اقدام کی ایسی خود ساختہ باتوں کے ذریعہ جن کو مذہب کا رنگ دیا گیا تھا (حالانکہ مذہب ان باتوں سے بیزار تھا) سخت وحشت اور دیوانگی کے عالم میں مزاحمت کی تھی۔

یہ تمام صورت حال محض اس بنا پر پیدا ہوئی کہ نصرانیت کے اصل عقیدہ اور نظریہ میں تحریف و تاویل اور اضافہ کے ذریعہ سے انسانی فکر داخل کر دیا گیا اور اس ملغوبا کو ربانی اصل اور آسمانی دین میں شامل کر دیا گیا۔

جب ہمیں یہ معلوم ہوگیا کہ یورپ کے تمام جھگڑے جو مذہب اور مذہبی فکر کی دشمنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پیدا ہوئے ان کا باعث یہی تحریف تھی اور تمام مسالکِ فکر مثالی عقلیت سے حسی ثبوتیت اور مادی جدلیت تک جو یورپ میں قائم ہوئے ان کی بنیاد یہی دینی انحراف تھا تو یہ بات بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے کہ یہ ساری مصیبت جو آج پورے عالمِ انسانیت کو اپنے گھیرے میں لے چکی ہے، دراصل اس بات کا شاخسانہ ہے کہ اصل ربّانی نظریے میں انسانی فکر داخل کر دیا گیا۔ اور یہ اتنی بڑی مصیبت ہے کہ انسانیت کی طویل تاریخ میں جو مصیبتیں آج تک انسان پر آئیں ان میں سے کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

غالباً اس نکتہ کی اہمیت کی مناسبت سے اس کی پوری وضاحت کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں یورپی فکر کے اس سفر کا مختصر خاکہ پیش کر دیں جو اُسے دینی نظریہ میں انسانی فکر میں داخل ہو جانے کے طبعی اور براہ راست نتیجہ کے طور پر اور سیاسی عوامل اور نسلی اور مذہبی اختلافات کے آگے سرنگوں ہونے کی بنا پر اختیار کرنا پڑا۔

بہت ممکن ہے اس تلخیص سے ہم پر اللہ تعالیٰ کی اس حکمت و عنایت کا راز منکشف ہو جائے جو اسلامی نظریہ کو انسانی تحریف سے محفوظ رکھنے کے سلسلہ میں اس نے اختیار فرمائی ہے اور اس خطرے کا احساس ہو جائے جو تجدید دین یا دینی فکر میں ارتقاء وغیرہ کے نام پر اسلامی نظریہ میں کسی قسم کے انسانی عنصر کو داخل کرنے کی کسی بھی کوشش میں پوشیدہ ہے، کیونکہ یہی ایک ایسا واحد نظریہ دُنیا میں باقی رہ گیا ہے جس پر انسانی جہل و نارسائی نے اپنی عبث کوشی نہیں آزمائی۔ اور صرف یہی ایک نظریہ اب انسانیت کی واحد پناہ گاہ ہے جس کے دامن میں وہ کسی دن لوٹ کر پناہ لے گی اور یہاں اسے ہدایت و سکون اور طمانیت میسّر آئے گی۔

اس مختصر خاکہ میں ہم یورپی فکر کے اس اقدام کے بیان کرنے پر اکتفا کریں گے جو اس نے کلیسا اور کلیسا کے مذہبی افکار کی ضد میں اٹھایا تھا۔ اس مقصد کے لیے ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر "محمد البہی" کی کتاب "الفکر الاسلامی الحدیث وصلتہ بالاستعمار الغربی" کے باب "الدین مخدر" کا اقتباس نقل کرتے ہیں :

"فکرِ مغرب کی تاریخ میں دین، عقل اور حواس کے درمیان کش مکش"

پچودھویں صدی عیسوی سے آج تک فکرِ یورپ کی تاریخ میں چار مرحلے ایسے آئے ہیں جن میں یورپی عقلیت کو فکری کشمکش اور مختلف عقلی رجحانات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور یہ تمام مراحل اس مقصد کے گرد گھومتے ہیں کہ انسانی علم کے ان منابع کو آزاد کرایا جائے جو انسانی تاریخ میں آج تک دریافت ہو سکے ہیں یعنی دین، عقل اور حس یا واقعہ ان تمام مراحل میں انسان کے سامنے ایک ہی سوال رہا ہے کہ ان تینوں منابع میں سے قطعی اور یقینی علم کا منبع ہونے کی حیثیت سے کسی ایک کی قدر و قیمت کیا ہے۔ پھر اس سوال کا مثبت یا منفی جواب حاصل کیا جاتا رہا اور اسی سوال اور اس کی بنا پر پیدا ہونے والے جھگڑے اور ردّ و قبول سے وہ فلسفیانہ مسالک تشکیل پاتے رہے جو اس منبع کی قدر و قیمت متعین کرتے تھے، جسے جانچ پڑتال کے لیے سامنے رکھا جاتا رہا۔

وحی یا مذہب کی بالادستی کا دور

قرونِ وسطیٰ میں طویل زمانہ تک انسان کی طرز و روش کو متعین کرنے، اجتماعی نظام قائم کرنے اور فطرت کو سمجھنے کے سلسلہ میں آسمانی کتاب اور مذہب کی بالادستی قائم رہی، اس دور میں مذہب سے مراد مسیحیت تھی اور مسیحیت سے کیتھولک مسلک مراد لیا جاتا تھا اور کیتھولک مسلک کی تعبیر پاپائیت تھی۔ دراصل یہ ایک ایسا کلیسائی نظام تھا، جس میں اقتدار اعلیٰ اللہ کے نام پر پوپ کے ہاتھوں میں مرتکز ہو کر رہ گیا تھا۔ اس نظام میں کتاب مقدس کی تفسیر کا حق پوپ اور بڑی روحانی مجلس کے اراکین کے لیے مختص تھا۔ کتابِ مقدس کی نصوص اور کیتھولک کلیسا والوں کی تفاسیر کو مساوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیت حاصل تھی۔ تثلیث کو عیسائیت کا بنیادی عقیدہ قرار دے دیا گیا تھا۔ اسی طرح "اعترافِ گناہ" اور "پروانہ بخشش" کو عبادت کے مراسم میں شامل کر لیا گیا تھا۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی ایسی باتیں تھیں جو کیتھولک مسلک میں لاہوتی مذہب اور لاہوتی نظام کی حیثیت اختیار کر گئی تھیں۔

یہ سلسلہ پندرھویں صدی عیسوی تک جاری رہا تا آنکہ جب صلیبی لڑائیاں شروع ہوئیں اور ان کا ایک نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ یورپ کی عقلیت نے مثبت اندازِ فکر اختیار کرنا شروع کیا اور مارٹن لوتھر (۱۴۸۳ء - ۱۵۴۶ء) میدان میں آیا جس نے بقولِ خود اس شیطانی تعلیم (پاپائیت اور کیتھولک کلیسا کی تعلیم) سے مزاحمت شروع کی۔ اس نے "پروانہ ہائے بخشش" کے خلاف جنگ کی اور انھیں کلیسا کی غلامی اور بندگی قرار دیا اسی طرح عقیدۂ تثلیث اور پوپ کے اقتدار کے خلاف جنگ کی اس نے مسیحیت میں اقتدارِ اعلیٰ کا واحد مرکز کتابِ مقدس کو اور آخری سند کلام اللہ کے متن کو قرار دیا اور کتابِ مقدس پر بحث و تحقیق میں آزادی کا مطالبہ کیا لیکن یہ آزادی ہر طرح کی آزادیٔ مطلق نہ تھی کیونکہ اس کے ساتھ ہی اس نے ان تمام حقائق کے سلسلہ میں جن کا تعلق ایمان سے ہے کتابِ مقدس کو ہی حقیقت کا منبع قرار دیا۔ نیز اس نے حیثیت و اہمیت کے لحاظ سے سب چیزوں حتیٰ کہ عقل اور فطرت پر بھی ایمان کو اولیت اور فوقیت دی۔

لوتھر کے بعد اسی کے نقشِ قدم پر کالوین (CALVIN) (۱۵۰۹ء - ۱۵۶۴ء) میدان میں آیا اور اس نے بھی لوتھر کی مانند مسیحیت کی حقیقت کا مصدر و منبع صرف انجیلِ مقدس کو قرار دیا اور اعلان کیا کہ صحیح اور حقیقی مسیحیت عقیدۂ تثلیث کو قبول نہیں کرتی۔

لوتھر اور کالوین کی اصلاحی تحریک کے نتیجہ میں مسیحیت نظری بحثوں، عقلی نکتہ چینیوں اور فلسفیانہ مسالکِ فکر کی طرف سے اعتراضات کا موضوع بن گئی۔ مناظروں اور اعتراضات کے لیے ان لوگوں نے جس مسیحیت کو سامنے رکھا تھا یہ وہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسیحیت تھی جس میں اصلاح کی کوشش لوتھر نے کی تھی یعنی کیتھولک پاپائیت۔ اور فلسفیوں میں سے بھی جن لوگوں نے دین کے اقتدار سے انکار کیا تھا انھوں نے بھی اسی پاپائیت کا انکار کیا تھا اور جن لوگوں نے مذہب اور عقل کو دو برابر کی چیزیں یا ایک دوسرے کی ضد قرار دیا تھا انھوں نے بھی یہ موازنہ کیتھولک مسلک میں پائے جانے والے "عقیدہ تثلیث" اور پروانہ بخشش کی رسوم کو اور عام انسانی عقل کو سامنے رکھ کر کیا تھا اور جن فلسفیوں مثلاً "ہیگل" وغیرہ نے مسیحیت کی حمایت کی ہے انھوں نے ان خالص تعلیمات کی حمایت کی ہے جن کو کیتھولک کلیسا کے بالمقابل "لوتھر" نے مرتب و منضبط کیا ہے۔

گویا وہ مذہب جو یورپ میں عقلی کش مکش کا موضوع بنا رہا دراصل مذہب کی ایک مخصوص نوع تھا۔ اسی طرح اس میں سے جو کچھ فلسفہ کے نام سے قبول کر لیا گیا وہ بھی اس کی تعلیمات کا ایک خاص حصّہ تھا اور جو فلسفہ کے نام پر رد کر دیا گیا وہ بھی اس کی تعلیمات کا ایک مخصوص حصّہ تھا۔

عقل کے اقتدار کا دَور

وحی کی یہ حیثیت کہ علم و عرفان کا آخری منبع و مصدر صرف وحی ہے۔ اس کی تعلیمات کی تعیین میں اختلاف کے باوجود اٹھارویں صدی کے نصف تک قائم رہی۔ پھر جب اسی صدی کے نصف آخر میں یورپی فلسفہ کی تاریخ کا "روشن خیالی" کا دَور شروع ہُوا، تو اس دور کا اپنا ایک مخصوص مزاج تھا جو اسے پہلے اور بعد کے تمام ادوار سے متمیز کرتا ہے روشن خیالی کے مخصوص اور محدُود دَور میں فکر کا ایک خاص انداز ہے جو جرمنوں، فرانسیسیوں، اور انگریزوں میں مشترکہ طور پر پایا جاتا ہے اور اس فکر کے تینوں مکاتب فکر کے علیحدہ علیحدہ فلسفی ہیں جنھوں نے اپنے اپنے مکتب فکر کو مرتب کیا ہے جو اسی کے نام سے موسوم ہیں۔

اس دَور کا فکری انداز یہ تھا کہ:

عقل کے شعور ذات اور احساسِ خودی میں اضافہ کیا جائے تاکہ اسے اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدرت وصلاحیت کا احساس ہو اور میراث میں ملی ہوئی عاجزی اور غلامی کو دُور کر کے انسانیت کا مستقبل اپنے ہاتھ میں لے تاکہ یہ موروثی غلامی مستقبل کے لیے واضح منصوبہ بندی کی راہ میں حائل نہ ہو سکے۔[1]

ب: ایسی جرأت وشجاعت پیدا ہو جو نہ تو تاریخی حوادث کو تجزیہ کے لیے عقل کے سامنے پیش کرنے میں جھجک محسوس کرے اور نہ حکومت ومُعاشرہ معیشت وقانون اور مذہب وتعلیم کو جدید خطوط پر استوار کرنے میں کوئی باک محسوس کرے تاکہ ان سب امور میں سے ہر ایک کی تشکیلِ نو مناسب اور صاف ستھری بنیادوں پر ہو سکے۔

ج: اس بات کا یقین رکھا جائے کہ اس مسلسل ارتقاء پذیر تہذیب کی بنیاد پر تمام مصالح اور فوائد میں تعاون ہوگا اور انسانوں میں بھائی چارہ فروغ پائے گا۔

ان تمام باتوں کا اصل مفہوم یہ تھا کہ منبع علم کی حیثیت سے عقل کو ہر دُوسری چیز پر برتری حاصل ہو۔ اور یہ دُوسری چیز جس کا اقتدار کے معاملہ میں عقل سے جھگڑا تھا وہ مذہب تھی اور مذہب سے مُراد زیادہ تر کیتھولک مسلک لیا جاتا تھا اور کبھی کبھی اس کے ساتھ پروٹسٹنٹ فرقہ کو بھی اس حیثیت سے شامل کر لیا جاتا تھا کہ یہی مسلک یورپ میں اصلاح مذہب کے لیے معروف تھا۔

چنانچہ اس اندازِ فکر کے مُطابق زندگی کی تمام جہتوں مثلاً سیاست، قانون اور مذہب وغیرہ کے جائزہ لینے کا حق عقل کو حاصل ہے اور سب امور میں "انسانیت" زندگی کا آخری ہدف قرار پاتی ہے۔

اسی بنا پر اس دور کا نام جس طرح "روشن خیالی" کا دَور ہے اسی طرح اس کا نام "انسانیت" کا دور بھی ہے اور ڈی ازم (DEISM) کا دور بھی ہے، گویا وہ دَور جس میں

---

[1] ڈاکٹر الیکسس کے اقتباس سے ہمیں محض اٹھارویں صدی ہی نہیں بلکہ بیسویں صدی میں بھی انسان کی حقیقت کو جاننے کے سلسلہ میں عقل کی بساط معلوم ہو چکی ہے۔ (مصنّف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک فلسفی کے خدا یعنی ایک ایسے خدا پر ایمان لایا جائے جو نہ تو خالقِ کائنات ہے اور نہ وحی کے ذریعے انسان سے رابطہ رکھتا ہے۔ دراصل اس دور کے ان تمام ناموں میں نام کے خواص کی مناسبت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ روشن خیالی سے مُراد یہ ہے کہ مذہب کو انسان کی زندگی میں موثر کردار ادا کرنے سے دُور رکھا جائے اور مذہب کے مقام پر عقل کو لا بٹھایا جائے۔ اور "انسانیت" سے مُراد (جس کی یہ دُور تبلیغ کرتا ہے) اس کے سوا کچھ نہیں کہ قربِ الٰہی کی بجائے زندگی کے تمام اعمال و افعال میں "انسانیت" کو اپنے سامنے بطورِ ہدف و مقصد رکھا جائے۔ اور ایک ایسے خدا (جو نہ وحی بھیجتا ہے اور نہ خالق ہے) کے وجود کو تسلیم کرنے کا مفہوم بھی یہی ہے کہ عقل کی حکومت قائم ہو اور زندگی کے تمام معاملات اور جہتوں میں صرف عقل کو اقتدار حاصل ہو جائے۔

اس کے معنی یہ ہوئے کہ اس روشن خیالی کے دُور میں اصل فکری مخاصمت عقل اور مذہب کے درمیان تھی اور فکر کا تمام تر رجحان مذہب کو عقل کے آگے سرنگوں کرنے کی طرف تھا۔ اسی بنا پر اس دُور کو عقل کے اقتدار کا دُور خیال کیا جاتا ہے جس طرح اس سے پہلے دُور کو مذہب کے اقتدار کا دُور شمار کیا جاتا ہے۔

اس سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ عقل اور مذہب میں جو کشمکش تھی اس سے مُراد دراصل وہ کشمکش ہے جو انسانی فکر اور مسیحی کلیسا کے درمیان تھی اور اس کشمکش کے اصل اسباب وہ حالات تھے جو کلیسا نے یورپی زندگی کے ہر شعبہ میں پیدا کر رکھے تھے خواہ وہ فکر و تحقیق کا میدان ہو یا سیاست کا میدان یا عقیدے اور ایمان کا دائرہ۔

حس کی قیادت کا دُور

اٹھارویں صدی کے اختتام کے ساتھ روشن خیالی کا یہ دُور تقریباً ختم ہو گیا اور انیسویں صدی کی ابتدا کے ساتھ ہی یورپی فکر میں ایک نئے دُور کی ابتدا ہوئی اس دُور میں بھی کش مکش و نزاع کا موضوع پہلے دُور سے کچھ زیادہ مختلف نہ تھا۔ اس میں بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل کشمکش مذہب، عقل اور فطرت ہی کے درمیان تھی لیکن یہ انیسویں صدی ایک مخصوص فلسفہ کی وجہ سے پہچانی جاتی ہے۔ اس دور میں فکر کا رُخ مذہب اور عقل پر فطرت کو برتری دینے کی طرف مائل ہو گیا۔ اور واقعات و مشاہدات اور محسوس اشیاء کو عقل اور مذہب کے مقابلے میں یقینی معلومات کے حصول کا مستقل منبع قرار دے دیا گیا۔ اس دور کی مخصوص پہچان یہ ہے کہ یہ وضعیت یا ثبوتیت (POSITIVISM) کا دور ہے۔ "ثبوتیت" ایک فلسفیانہ نظریہ ہے جو علم کے دائرہ میں پیدا ہوا اور ایک مخصوص بنیاد پر ایک خاص فضا میں پروان چڑھا۔ اس کی مخصوص فضا تو بنیادی طور پر اور بطورِ خاص یہ تھی کہ بعض علماء اور فلاسفہ پر کلیسا سے اختلاف کرنے کی شدید خواہش مسلط ہو گئی تھی کیونکہ کلیسا کی تعلیمات ایک خاص نوع کی تھیں جنھیں وہ اختلاف رکھنے والے علماء محققین کی مخاصمت میں اپنے اثر و رسوخ کے زور پر استعمال کرتا تھا اور ان تعلیمات کی بنا پر اسے ایک مدت تک اپنے مخالفین پر اقتدار بھی حاصل رہا۔ اور تعلیمات کی یہ قسم یا تو بطورِ خاص مسیحیت کے کیتھولک مسلک کی تعلیمات تھیں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے یا پھر مطلقاً دینی معلومات اور مابعد الطبعیاتی مباحث تھے۔ اور اس پر مستزاد یہ امر ہو سکتا ہے کہ کلیسا اور کلیسائی تعلیم سے اختلاف کی شدید خواہش نے فلاسفہ "ثبوتیت" کی نظر میں دورِ روشن خیالی کے فلسفہ کو (جو کہ عقلیت اور مثالیت کا فلسفہ تھا) حصولِ مقصد کے نقطہ نگاہ سے دیوالیہ ثابت کر دیا تھا اور وہ مقتدر یہ تھا کہ انسان کی رہنمائی اور انسانی معاشرے کی تنظیم کے عمل سے کلیسا کو کلیتہً خارج کر دیا جائے کیونکہ یہ فلسفہ "ہیگل" کے وقت سے از سرِ نو وحی اور مذہب کی تائید کی طرف مائل ہو گیا تھا۔

تو گویا مسلک ثبوتیت کی منطق کے لحاظ سے اس مسلک کا مقصدِ اولے کلیسا یا کلیسا کی تعلیم سے اختلاف و مزاحمت کرنا تھا اور سائنس کے نام پر مغالطہ دیتے ہوئے مابعد الطبعیات اور عقلی مثالیت کی مخالفت کرنا تھا، ورنہ یہ مسلک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ثبوتیت) جہاں ایک طرف کلیسا کے مذہب کا انکار کرتا ہے ساتھ اس کے بدلے میں ایک نیا مذہب یعنی "انسانیتِ کبریٰ" کا مذہب پیش کر دیتا ہے، اور مسیحیت کی مانند ہی عبادات اور مذہبی رسوم قائم کرتا ہے اور اس مذہب میں تقدس و احترام کا وہی انداز موجود ہے جو کیتھولک مسلک میں ہے۔

"ثبوتیت"، جس خاص بنیاد پر قائم ہے وہ ہے "فطرت" کی قدر و قیمت متعین کرنا علاوہ ازیں ثبوتیوں کی نظر میں فطرت، حقیقت، واقعہ اور حس سب مساوی حیثیت رکھتے ہیں اور فطرت کی قدر و قیمت محض یہ نہیں ہے کہ وہ علم کا مستقل منبع ہے بلکہ یہ ہے کہ وہ حقیقی اور یقینی علم کا بے مثال اور واحد منبع و مصدر ہے اور اس انداز سے فطرت کی قدر و قیمت متعین کرنے کے معنے یہ ہیں کہ فطرت ہی عقلِ انسانی میں حقیقت کا نقش بناتی ہے فطرت ہی بذریعہ الہام حقیقت کا علم عطا کرتی ہے اور فطرت ہی راہِ حقیقت کے واضح نشانات مرتسم کرتی ہے اور وہی انسانی عقل کی تکوین و تشکیل کرتی ہے۔ بنا بریں انسان عقل کو فطرت کے خارج سے کوئی ماورائی بات یا اپنی ذات کی طرف سے کوئی چیز نہیں سکھا سکتا۔ کیونکہ جو کچھ ماورائے فطرت کی طرف سے آئے گا وہ حقیقت کا فریب ہوگا حقیقت نہیں۔ اور جو کچھ عقل خود تصور کرے گی وہ بھی حقیقت کا وہم و تخیل ہوگا حقیقت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ مذہب بھی جو "مابعد الطبیعیت" (ماورائے فطرت) کی وحی ہے دھوکہ اور فریب ہے۔ کیونکہ یہ وحی اس موجود مطلق کی جانب سے ہے جسے کائناتِ فطرت کی کوئی چیز نہ محدود کر سکتی ہے اور نہ اس کی مثال پیش کر سکتی ہے۔ یعنی یہ اس اللہ کی وحی ہے جو اس فطرت کے دائرے سے کلیتہً خارج ہے۔ اسی طرح "عقلی مثالیت" بھی وہم ہے اور اس کا اس طبعی اور فطری کائنات کی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ انسان کے اپنے پیدا کردہ تصورات ہیں۔ ان میں اس فطرت سے الہام طلب نہیں کیا گیا جو ہر طرف پھیلی ہوئی ہے اور جس میں انسان رہتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور جس کے گرد گھومتا ہے۔

اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ جب انسان ایک شخصی وجود کی حیثیت سے انسان کو موضوع بنا کر اس کے اوصاف و خصائص بیان کرتا ہے یا فطرت کو جس میں انسان رہتا ہے موضوع بنا کر اس پر کوئی حکم لگاتا ہے اور انسان اور "فطرت" کے بارے میں وہ یہ تمام باتیں دینی معلومات یا عقلی مثالیت سے اخذ کرتا ہے تو یہ ایسی گفتگو ہوتی ہے جو فرضی چیزوں کے بارے میں محض مفروضات پر مبنی ہو۔ اور یہ ایسی غیر صادق گفتگو ہوتی ہے جس میں بات کرنے والا شخص یا تو تقلیدِ مذہب کی وجہ سے فریبِ مذہب کے سامنے یا اپنے نفس کے دھوکہ میں آکر وہم کے آگے سرنگوں ہو جاتا ہے۔

انسانی عقل یعنی عقل کا علم و عرفان فطرت کا عطیہ ہے۔ یہی فطرت آپ کو وراثت میں، حالات و ظروف میں، زندگی میں، اقتصادیات اور معاشرے میں ہر طرف نظر آتی ہے۔ عقل یقیناً مخلوق ہے لیکن اس کی خالق یہ محسوس کائنات ہے۔ عقل غور و فکر کرتی ہے لیکن اس کائنات کے تعامل سے جو اسے محیط ہے۔ عقل مقید و مجبور ہے اور اس کا قید و جبر یہ مادی زندگی ہے۔ نہ تو انسانی وجود سے پہلے کوئی عقل موجود تھی اور نہ انسان کے پیدا ہونے سے پہلے کسی علم و معرفت کا وجود تھا۔ انسان کی عقل اور انسان کا علم دونوں انسان کے وجود میں آنے کے نتیجہ میں پیدا ہوئے ہیں یہ دونوں انسان کی حسّی اور مادّی زندگی کا پرتو ہیں۔

فطرت خود اپنے بارے میں بتاتی ہے اور انسان پر (اگر وہ اس فطرت کے دائرہ میں زندہ رہنا چاہتا ہے) لازم ہے کہ اس کی باتوں پر اعتماد کرے بلکہ صرف اسی کی بات مانے۔ ژولیدہ خیال لوگوں (علماءِ الٰہیات) عقل پرستوں اور انسان کو سمجھنے کے دعویدار سائیکولوجسٹوں کی باتوں پر دھیان نہ دے۔ فطرت ہی انسانی زندگی کے لیے سیدھے راستے کا تعیّن کرتی ہے اور فطرت ہی دنیا میں انسان کے اغراض و مقاصد متعین کرتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس فطری زندگی میں انسان کا راستہ فرد سے شروع ہو کر معاشرے پر ختم ہو جاتا ہے گویا فرد بذاتِ خود مقصد نہیں ہے اور یہ زندگی جو وہ گزار رہا ہے اس کے سعی و عمل کا ہدف نہیں ہے بلکہ آخری منزل جس کے لیے کوشش کرنا اور اس تک پہنچنا بالکل اسی طرح ضروری ہے جس طرح وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والا صوفی و عابد اپنے الٰہ معبود تک پہنچنا چاہتا ہے، وہ منزل جماعت اور معاشرہ ہے اور اکثر و بیشتر جب جماعت فرد کی آخری منزل قرار پا جاتی ہے تو وہی اس کی معبود بن جاتی ہے اور اپنی آزادی کی خاطر فرد کی آزادی سلب کر لیتی ہے اور اپنی بقا کی غرض سے فرد کی زندگی فنا کر دیتی ہے[1]۔

مارکسیت۔ "یعنی مادی جدلیت"

مارکس کا اپنا ایک مادی نظریہ ہے جس میں وہ کومٹے سے جو کہ "مسلکِ ثبوتیت" کا ایک مشہور فلسفی ہے، متاثر ہے۔ مارکس عقل کے وجود کا اس طرح انکار نہیں کرتا جس طرح "مادی میکانکی" مسلک والے کرتے ہیں لیکن وہ محض یہی دعویٰ نہیں کرتا کہ مادے کا وجود عقل کے وجود سے پہلے ہے بلکہ یہ بھی کہتا ہے کہ مادے کی اہمیت اور قدر و منزلت عقل سے زیادہ ہے، کیونکہ عقل کا وجود مادے کے وجود پر موقوف ہے اور مادے سے جُدا عقل کا کہیں اور کوئی وجود نہیں ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مارکس نہ صرف اس بات کو رد کر دیتا ہے کہ عقل و رُوح اس جسمِ خاکی کے بعد بھی موجود رہتے ہیں۔ جیسا کہ مذہب بتاتا ہے بلکہ وہ مذہبی فکر کی پوری بنیاد کو رد کر دیتا ہے اور یہ بنیاد ہے ایک ایسے خدا پر ایمان لانا جو ازلی ابدی ہے، مستقل بالذات اور مادی آلائشوں سے مکمل طور پر پاک و بے نیاز ہے

---

[1] اس سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس معاشرے میں جو اس مسلک کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے، فرد کتنا ذلیل ہو جاتا ہے اور اس کی ذاتی ضروریات بلکہ انسانیت کی بنیادی ضروریات کتنی حقیر ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اس مبحث کے دوسرے حصّہ میں جب ہم انسان کے متعلق اسلامی نظریہ پر گفتگو کریں گے تو اس موضوع پر تفصیلی گفتگو ہو گی۔ (مصنّف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جس کا موجود ہونا ایک واضح حقیقت ہے ـــــ مارکس کے مطابق ہر مذہب اپنے اصول کے لحاظ سے ہی لعنت ہے وہ کہتا ہے کہ تمام مذاہب انسانی معاشرے کے لیے افیون ہیں۔

اس بات کو کہ عقل مادے کی تابع ہے مارکس اس طرح پیش کرتا ہے کہ عقل مادے کا پرتو ہے وہ ہیگل کی اس بات کو غلط قرار دیتا ہے کہ مادہ عقل کا پرتو ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ عقل ایک آئینے کی مانند ہے جس میں مادی عالم کا عکس نظر آتا ہے۔ مادے کی حقیقت کے بارے میں مارکس کے اس نظریہ کا کہ "مادہ ہی اصل الاشیاء ہے" مارکسی منطق کے عموم کے اعتبار سے تمام فطری عوامل پر اور جو کچھ ان عوامل کے اردگرد ہے سب پر اطلاق ہوتا ہے لیکن مارکسی منطق کی تطبیق کے لحاظ سے اقتصادی عوامل اور معاشروں کو اولیت حاصل ہے متعدد وجوہ کی بنا پر اقتصادی عوامل ہی سب سے بڑی مادی قوت ہیں، باقی سیاسی، معاشرتی اور اخلاقی عوامل ان اقتصادی عوامل کا جو سب کو اپنے جبو میں لیے ہوئے ہیں پرتو ہیں۔ "مارکس" اور "اینگلز" نے اگرچہ تاریخ کا مفہوم بالعموم اجتماعی زندگی کے عوامل و موثرات میں ڈھونڈ نکالا ہے لیکن یہ دونوں حیات اجتماعی کے باقی تمام عوامل میں سے بالخصوص اور بالذات محض اقتصادی پہلو کو سامنے رکھتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک پوری اجتماعی زندگی میں سے صرف اقتصادی حالات ہی فیصلہ کن عامل ہیں۔ اور یہی عامل انسانی معاشرے کی تاریخ میں انسان کے تمام اعمال کے لیے قطعی اور آخری محرکات کی تخلیق و تشکیل کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اقتصادی حالات کا تغیر و تبدل حکومت کی زندگی پر، سیاست پر اور سائنس و مذہب پر اثر انداز ہوتا ہے۔ گویا اس طرح ہر قسم کی تہذیبی اور ذہنی تخلیق اقتصادی زندگی کی فرع ہیں۔ نتیجۃً انسانیت کی تمام تر تاریخ لازمی طور پر اقتصادیات کی تاریخ ہونی چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے انجام ان کوششوں کا جو کلیسا سے اور کلیسا کے تحریف شدہ دینی نظریات سے (جن میں انسانی افکار کی آمیزش ہو چکی تھی) اور کلیسا کی بدترین استحصالی کارروائیوں سے (جو وہ دین کے نام پر روا رکھتا تھا) فرار کے لیے کی گئی تھیں۔ پہلے مرحلہ میں اس فرار کا نتیجہ مثالیت پرست عقلی فلسفے کی صورت میں برآمد ہوا جبکہ اس فلسفہ کے خود کئی مختلف رجحانات ہیں مثلاً فشٹے کے مسلک میں مذہب سے مکمل اختلاف اور عقل کو غلبہ دینے کا اعلان ہے اور ہیگل کے مسلک میں مذہب کی تائید ہے لیکن عقل کو ہی خدا فرض کر لیا گیا ہے۔ اور دوسرے مرحلہ میں اسی فرار کا نتیجہ کومٹ (AUGUSTECOMTE) کے ہاتھوں محسوسات پرست "ثبوتیت" (POSTIVISM) کی صورت میں نکلا۔ اور پھر کارل مارکس اور اینجلز کے ذریعہ "مادی جدلیت" تک پہنچا۔

یورپی فکر میں انحراف کا یہ طویل سفر دینی نظریہ کو انسانی نظریات اور انسانوں کی من گھڑت باتوں کی آمیزش سے بگاڑ دینے کا براہ راست نتیجہ ہے۔ اور یہ کام کلیساؤں نے اور ان مجالس نے کیا تھا جو مذہب کی ٹھیکیدار بنی ہوئی تھیں اور ان ہی من گھڑت باتوں کے ذریعہ کلیسا انسانوں کا انتہائی ناپسندیدہ اور قابلِ نفرت استحصال کرتا تھا۔

وگرنہ ان لڑکھڑاتے ہوئے قدموں اور اندھا دھند اٹھائے ہوئے اقدامات پر ایک نظر ڈالتے ہی ایک ثابت قدم محقق پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ لوگ جنھوں نے اللہ سے اس لیے فرار اختیار کیا تھا کہ کلیسا کے قبضہ و اقتدار سے نجات حاصل کر سکیں کسی ایسی ٹھوس حقیقت تک نہیں پہنچ پائے جس کی بنا پر انھیں یہ کہنے کے لیے کوئی دلیل یا عذر ہاتھ آ سکے کہ ہم ماورائے طبیعیت کی الجھنوں اور چیستانوں سے بھاگ کر اس ٹھوس حقیقت کی پناہ میں آنا چاہتے تھے۔

اگر یہ بات درست نہیں ہے تو آپ مجھے بتائیں کہ مثالی عقلیت (آئیڈیلزم) مثلاً کس ٹھوس حقیقت تک پہنچ سکی تھی؟ آخر وہ عقل جس کے سپرد اللہ یا فطرت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہٹ کر علم و معرفت کا کام سپرد کیا گیا تھا خود کیا ہے؟ آپ عقل کی ماہیت یا خصوصیات کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟ عقل کے طریق کار اور اثر پذیری اور اثر اندازی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ عقل کا محل وقوع کیا ہے؟ کہاں ملتی ہے؟ اس کا مزاج کیسا ہے؟ اس کا قانون کیا ہے؟ یہ سب سوالات ایسے ہیں جن کا جواب آج بیسویں صدی میں بھی نہیں مل سکا۔

پھر یہ "مقولے" جو اس فلسفہ نے اختراع کیے ہیں اور جنھیں حتمی قرار دے کر اپنے تمام "قضیوں" کی بنیاد بنایا ہے ان کی صحت کا معیار کیا ہے؟

مثلاً "کلیۂ نقیض" جس کی بنیاد پر یہ مسلک قائم ہے اور جس پر بعد میں کارل مارکس نے اپنے فلسفہ کی بنیاد رکھی ہے خود کیا ہے؟ اس کی واقعیاتی قدر و قیمت کیا ہے؟ یہ یقیناً ایک خالص عقلی مقولہ ہے جو حقیقی دنیا میں کسی چیز پر منطبق نہیں ہوتا؟

"فیشٹے" نے "کلیۂ نقیض" سے مندرجہ ذیل طریقہ پر کام لیا تھا۔

وہ محض اپنی ذات کو "انسان" فرض کر کے اس قضیہ کی ابتدا کرتا ہے، اور اسے ان منطقی مقدمات سے مشابہ قرار دیتا ہے جو مستلزم نتیجہ ہوتے ہیں (اسی انداز میں اس نے اپنے پورے فلسفہ کی منزل بھی متعین کی ہے) اب وہ کہتا ہے کہ جب انسان اپنی ذات کا تصور کرتا ہے یعنی جب "اَنا" (مَیں) انا (اپنی ذات) کا تصوّر کرتا ہے تو یہ صورت پیدا ہوتی ہے کہ اس وقت ایک تو "اَنا" ہے اور ایک "لیس انا" (انا کی نقیض) "یہ لیس انا" "اَنا" کا غیر ہے گویا اس وقت اَنا بھی موجود ہے اور لیس اَنا بھی۔ لیکن لیس اَنا کا وجود حقیقی اَنا کے اندر پوشیدہ ہے۔ چنانچہ اَنا اس لحاظ سے کہ یہ اپنی ذات میں لیس اَنا کو چھپائے ہوئے ہے "اَنا ولیس" اَنا" ہوا گویا جب انسان نے اپنی ذات کا تصوّر کیا تو نتیجتاً فکر میں تین مرحلے پیدا ہوئے یا ایک ہی مرحلہ سہ گانہ پیدا ہوا (اَنا[1] ۔ لیس[2] انا ۔ انا ولیس[3] انا۔ کا مجموعہ) گویا صورت حال یہ بنی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراصل موجود صرف اَنا ہے جس کے اندر "لیس اَنا" پوشیدہ ہے اور اس لحاظ سے اَنا "انا ولیس اَنا" بھی ہے)۔

لیکن چونکہ جب انسان اپنی ذات کا تصوّر کرتا ہے تو اس وقت حقیقتاً موجود صرف "اَنا" ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ چیزیں جو ہماری ذات سے خارج ہیں یعنی وہ چیزیں "جو لیس اَنا" ہیں ان کا تصور ہم صرف اس طرح کرتے ہیں کہ اَنا اپنے اندر ایک اور حقیقت بھی رکھتا ہے اور وہ حقیقت ہے لیس اَنا۔ اور ہماری ذات سے خارج کی یہ اشیا انا کے اندر صرف پوشیدہ ہی نہیں ہیں بلکہ انا کا عمل اور اس کی تخلیق ہیں"۔

تو اب حقیقتاً کیا ثابت ہوتا ہے۔ یہی کہ فی الواقع موجود صرف "انا" ہے اور یہ کہ ابتدا میں "لیس انا" کا کوئی وجود نہ تھا وہ صرف "انا" کا عمل اور اس کا پیدا کردہ ہے جو دراصل اس کے اندر پوشیدہ تھا۔

قابلِ غور یہ ہے کہ اس مقولہ کا حتمی نتیجہ کیا نکلا؟ کچھ بھی نہیں! یہ صرف ایک عقلی تحکم ہے جو "فیشٹے" نے ایک نئے مسلک کی بنیاد رکھنے کے لیے کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ بنیاد جو محض عقل کا ایک مفروضہ ہے فی الواقع کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرتی۔ اور انسانی زندگی میں اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ مسلک "ثبوتیت" والوں کا فرض تھا کہ اس مفروضہ کا (جس کا واقعی دُنیا میں کوئی اطلاق نہیں ہوتا اور نہ انسانی زندگی میں اس کا کوئی عمل دخل ہے) مذاق اڑاتے اور اگر انھوں نے اس کا مذاق نہیں اڑایا تو کوئی ایسی چیز لاتے جو اس سے بہتر ہوتی لیکن وہ جو کچھ لائے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ بے حقیقت، صحت سے دُور اور از قبیل محالات ہے۔

دراصل فیشٹے مذکورہ بالا اصول سے جس کا واقعیت سے کوئی واسطہ نہیں ہے ایک کلیہ اخذ کرنا چاہتا ہے جس سے یہ ثابت کر سکے کہ محض عقل ہی حقیقتاً موجود ہے اور اس کا وجود کسی دُوسری چیز پر موقوف نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کلیہ کی منطق سے فیشٹے نے اس طرح کام لیا ہے کہ چونکہ عقل کلیتہً مستقل بالذات اور احتیاجِ غیر سے بے نیاز ہے اور اپنی ذات کی وجہ سے موجود ہے۔ اس کے موجود ہونے کے معنی یہ ہیں کہ خود وہی موجود ہے کوئی غیر نہیں۔ اور عقل کی ماہیت بھی خود عقل سے واضح ہے کسی خارج کی چیز سے نہیں۔ کیونکہ اگر عقل کسی ایسی چیز پر موقوف ہوتی جو اس کا غیر اور اس کی ذات سے خارج ہے تو اس کے معنیٰ یہ ہوتے کہ نقطہ آغاز "لیس انا" ہوتا۔ اور اس صورت میں عقل خود موجود نہ ہوتی چہ جائیکہ غیر تک پہنچے، کیونکہ "لیس انا" کے موجود ہونے کے معنی خود "انا" کی نفی ہے۔ یعنی وجود عقل کی نفی۔

تو حتمی طور پر کیا ثابت ہوتا ہے یہی نا کہ "لیس اَنا" کے موجود ہونے کے معنیٰ "اَنا" کے وجود کی نفی ہے۔ پھر آخر یہ اتنا زور کیوں لگایا جا رہا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ صرف تحکم (دھاندلی) ہے جو خود عقل کی رُو سے غلط قرار پاتا ہے بشرطیکہ عقل اس مسلک کی جکڑ بندی سے آزاد ہو۔ کیونکہ فی الواقع از روئے عقل کوئی ایسی وجہ نہیں ہے جو اس بات سے مانع ہو کہ اَنا بھی موجود ہو اور لیس اَنا بھی موجود ہو اور ایک کا وجود دُوسرے پر موقوف نہ ہو۔

لیکن درحقیقت سارا مسئلہ صرف یہ تھا کہ الٰہ کلیسا کے مقابلے میں ایک اور اِلٰہ ایسا لا کھڑا کیا جائے جس کے نہ کاہن ہوں نہ پادری اور نہ پوپ ہو نہ کلیسا۔

اور اس طرح عقل کو الٰہ بنا کر پیش کر دیا گیا جس کے نہ دربان ہیں نہ کاہن۔ دراصل یہی ان لوگوں کا آخری اور انتہائی ہدف تھا۔

"ہیگل" نے اسی کلیہ "نقیض" سے فیشٹے کی اصطلاحات سے مختلف چند دوسری اصطلاحات کی مدد سے کام لیا ہے۔

فیشٹے نے کلیہ نقیض سے یہ کام لیا تھا کہ مذہب یا فطرت کے مقابلے میں منبع علم کی حیثیت سے عقل کی سیادت ثابت کر سکے اور ہیگل نے اسی کلیہ کو اس غرض سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال کیا ہے کہ عقل کی قدر و قیمت مضبوط بنا سکے، از سرِ نو خدا کے تصوّر کو اُجاگر کر سکے اور وحی کو حقیقت کا آخری منبع قرار دے سکے لیکن اس اعتبار سے کہ عقل ہی "خدا" ہے ہیگل نے فیشٹے کی تین مشہور اصطلاحات (جن کو ان کے اطلاق کے وقت فکر کے تین مراحل کہا جاتا ہے) کی بجائے اپنے مخصوص الفاظ استعمال کیے ہیں یہ اصطلاحات دعویٰ (THESIS)۔ جوابِ دعویٰ (ANTI THESIS) اور دعویٰ و جوابِ دعویٰ کا جامع (SYN THESIS) ہیں —

ہیگل نے اپنی جولانیٔ فکر کے دوران یہ فرض کیا ہے کہ ایک "فکرِ مطلق" ہے جس کا نام اس نے "عقلِ مطلق" رکھا ہے۔ اب وہ کہتا ہے کہ "عقلِ مطلق" ازلی، ابدی اور ذاتی وجود ہے جو فطرت اور عقلِ فانی کے پیدا ہونے سے پہلے موجود تھا۔ اور یہی عقل مُطلق "خدا ہے۔ اس عقل میں سے فطرت نے جنم لیا ہے لیکن "فطرت" "عقلِ مطلق" سے متضاد ہے۔ کیونکہ "فطرت" میں بُعد و تباین ہے اور یہ ہر طرف بکھری ہوئی ہے جبکہ عقلِ مطلق ایسی وحدت ہے جو ہر قید سے مطلق آزاد ہے۔ فطرت کے وجود میں آنے کے بعد فکر نے جو عقلِ مطلق و غیر محدود کی شکل میں موجود تھا نیا رُوپ لیا اور عقلِ مطلق و غیر محدود سے اس کی طرف منتقل ہو گیا جس کا وجود مقید و محدود ہے (یعنی فطرت)۔ تو گویا فطرت نام ہے فکر کے اپنے پہلے دائرے سے باہر نکلنے کا۔ اسی بنا پر یہ ایک جبر اور اتفاقی حادثہ ہے اس میں اختیار و آزادی کو دخل نہیں ہے اور اس طرح یہ اس "فکر" کا جو عقلِ مطلق میں موجود تھا نقیض اور مقابل ہے اب اگر عقلِ مطلق "دعویٰ" ہے تو اندریں صورت "فطرت" "مقابلِ دعویٰ" ہے اور اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ "فکر" مطلق سے مقید کی طرف یا نقیض سے اپنی نقیض کی طرف منتقل ہوا لیکن فکر اپنی ذاتی حیثیت میں یعنی اس حیثیت میں کہ وہ فکر ہے اب تک اپنی نقیض کو اپنے اندر چھپائے ہوئے ہے۔ لیکن وہ فکر جو فطرت کی قید میں ہے وہ دوبارہ اکتسابِ وحدت میں سرگرداں ہے، کیونکہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی وحدت کائنات کی کثرت میں گم کر چکا ہے اور اسے دوبارہ حاصل کرنے اور حقیقت بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور اس کی یہ دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش ہی عقل مجرّد یا عقلِ محض ہے اور عقلِ مجرد ہی فطرت کا انجام اور اس کی منزل ہے اور اس طرح عقلِ مجرّد دعویٰ اور مقابلِ دعوی کی جامع (SYNTHESIS) ہے۔[1]

یہ ایک چھوٹا سا نمونہ ہے اس کی مثالیت (IDEALISM) کا جس سے یورپ میں "ثبوتی مسلک" (POSITIVISM) تنگ آگیا تھا اور واقعہ یہ ہے کہ اسے تنگ آنا ہی چاہیے تھا کیونکہ آئیڈیلزم عقلیت مجردہ کے ایسے ہی تصوّرات اور مصطلاحات سے اپنا کام چلاتا ہے جن کا واقعیت کے اعتبار سے کوئی مقصد نہیں ہوتا اور نہ ان کا حقیقی انسان اور حقیقی زندگی سے کوئی تعلق ہے۔

لیکن ثبوتیت (POSITIVISM) والے حضرات بھی جب انھوں نے پہلے الٰہ کلیسا کا انکار کیا اور پھر عقل کے الٰہ ہونے سے منکر ہوئے تو وہ بھی کسی ایسی حقیقت تک نہیں پہنچ سکے جو آئیڈیلزم کے مقابلے میں زیادہ درست اور قرینِ صواب ہوتی۔ انھوں نے بھی فطرت کے نام سے ایک الٰہ گھڑ کر کھڑا کر دیا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فطرت جس کو یہ الٰہ مان رہے ہیں یہ خود کیا ہے؟ وہ فطرت کون سی ہے جس نے عقل کو پیدا کیا اور جس کے متعلق یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہی (فطرت) عقل کے اندر حقیقت کا نقش مرتسم کرتی ہے؟ کیا وہ کوئی محدود وجود ہے؟ یا ذات کلی؟ کیا وہ اس کائنات میں منتشر انہی اجسام و اشکال اور حرکات و ہیولوں سے عبارت ہے جو ہمارے سامنے ہے؟ یا وہ کوئی ایسی چیز ہے جس کی حقیقت اس تصوّر سے جدا اور مستقل وجود رکھتی ہے جو تصور انسانی عقل کا اس کے متعلق ہے؟ یا یہ "فطرت" وہ تصویر ہے جو محسوساتِ مدرکہ سے عقل کے آئینہ میں منعکس ہوتی ہے؟ یا وہ کوئی ایسی چیز ہے جس کی اپنی ذاتی حقیقت ہے اور جو کچھ اس سے عقل میں منعکس ہوتا ہے

---

[1] اقتباس از کتاب "فکر الاسلامی الحدیث وصلتہ بالاستعمار الغربی" ص ۲۹۳-۲۹۵ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال کیا ہے کہ عقل کی قدر و قیمت مضبوط بنا سکے، از سرِ نو خدا کے تصوّر کو اُجاگر کر سکے اور وحی کو حقیقت کا آخری منبع قرار دے سکے لیکن اس اعتبار سے کہ عقل ہی "خدا" ہے ہیگل نے فیشٹے کی تین مشہور اصطلاحات (جن کو ان کے اطلاق کے وقت فکر کے تین مراحل کہا جاتا ہے) کی بجائے اپنے مخصوص الفاظ استعمال کیے ہیں یہ اصطلاحات دعویٰ (THESIS)۔ جواب دعویٰ (ANTI THESIS) اور دعوی و جواب دعویٰ کا جامع (SY N THESIS) ہیں ۔

ہیگل نے اپنی جولانیٔ فکر کے دوران یہ فرض کیا ہے کہ ایک "فکر مطلق" ہے جس کا نام اس نے "عقل مطلق" رکھا ہے۔ اب وہ کہتا ہے کہ "عقلِ مطلق" ازلی، ابدی اور ذاتی وجود ہے جو فطرت اور عقل فانی کے پیدا ہونے سے پہلے موجود تھا۔ اور یہی عقل مُطلق "خدا ہے۔ اس عقل میں سے فطرت نے جنم لیا ہے لیکن "فطرت" "عقل مطلق" سے متضاد ہے۔ کیونکہ "فطرت" میں بُعد و تباین ہے اور یہ ہر طرف بکھری ہوئی ہے جبکہ عقل مطلق ایسی وحدت ہے جو ہر قید سے مطلق آزاد ہے۔ فطرت کے وجود میں آنے کے بعد فکر نے جو عقل مطلق و غیر محدود کی شکل میں موجود تھا نیا رُوپ لیا اور عقلِ مطلق و غیر محدود سے اس کی طرف منتقل ہو گیا جس کا وجود مقید و محدود ہے (یعنی فطرت)۔ تو گویا فطرت نام ہے فکر کے اپنے پہلے دائرے سے باہر نکلنے کا۔ اسی بنا پر یہ ایک جبر اور اتفاقی حادثہ ہے اس میں اختیار و آزادی کو دخل نہیں ہے اور اس طرح یہ اس "فکر" کا جو عقل مطلق میں موجود تھا نقیض اور مقابل ہے اب اگر عقل مطلق "دعویٰ" ہے تو اندریں صورت "فطرت" "مقابلِ دعویٰ" ہے اور اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ "فکر" مطلق سے مقید کی طرف یا نقیض سے اپنی نقیض کی طرف منتقل ہوا لیکن فکر اپنی ذاتی حیثیت میں یعنی اس حیثیت میں کہ وہ فکر ہے اب تک اپنی نقیض کو اپنے اندر چھپائے ہوئے ہے۔ لیکن وہ فکر جو فطرت کی قید میں ہے وہ دوبارہ اکتسابِ وحدت میں سرگرداں ہے، کیونکہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی وحدت کائنات کی کثرت میں گم کر چکا ہے اور اسے دوبارہ حاصل کرنے اور حقیقت بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور اس کی یہ دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش ہی عقل مجرّد یا عقلِ محض ہے اور عقلِ مجرد ہی فطرت کا انجام اور اس کی منزل ہے اور اس طرح عقلِ مجرّد دعویٰ اور مقابلِ دعوی کی جامع (SYNTHESIS) ہے۔[1]

یہ ایک چھوٹا سا نمونہ ہے اس کی مثالیت (IDEALISM) کا جس سے یورپ میں "ثبوتی مسلک" (POSITIVISM) تنگ آگیا تھا اور واقعہ یہ ہے کہ اسے تنگ آنا ہی چاہیے تھا کیونکہ آئیڈیلزم عقلیت مجردہ کے ایسے ہی تصوّرات اور مصطلاحات سے اپنا کام چلاتا ہے جن کا واقعیت کے اعتبار سے کوئی مقصد نہیں ہوتا اور نہ ان کا حقیقی انسان اور حقیقی زندگی سے کوئی تعلق ہے۔

لیکن ثبوتیت (POSITIVISM) والے حضرات بھی جب انھوں نے پہلے الٰہ کلیسا کا انکار کیا اور پھر عقل کے الٰہ ہونے سے منکر ہوئے تو وہ بھی کسی ایسی حقیقت تک نہیں پہنچ سکے جو آئیڈیلزم کے مقابلے میں زیادہ درست اور قرینِ صواب ہوتی۔ انھوں نے بھی فطرت کے نام سے ایک الٰہ گھڑ کر کھڑا کر دیا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فطرت جس کو یہ الٰہ مان رہے ہیں یہ خود کیا ہے؟ وہ فطرت کون سی ہے جس نے عقل کو پیدا کیا اور جس کے متعلق یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہی فطرت عقل کے اندر حقیقت کا نقش مرتسم کرتی ہے؟ کیا وہ کوئی محدود وجود ہے؟ یا ذات کلی؟ کیا وہ اس کائنات میں منتشر انہی اجسام و اشکال اور حرکات و ہیولوں سے عبارت ہے جو ہمارے سامنے ہے؟ یا وہ کوئی ایسی چیز ہے جس کی حقیقت اس تصوّر سے جدا اور مستقل وجود رکھتی ہے جو تصور انسانی عقل کا اس کے متعلق ہے؟ یا یہ "فطرت" وہ تصویر ہے جو محسوساتِ مدرکہ سے عقل کے آئینہ میں منعکس ہوتی ہے؟ یا وہ کوئی ایسی چیز ہے جس کی اپنی ذاتی حقیقت ہے اور جو کچھ اس سے عقل میں منعکس ہوتا ہے

---

[1] اقتباس از کتاب "فکر الاسلامی الحدیث وصلتہ بالاستعمار الغربی" ص ۲۹۳-۲۹۵ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو آپ کے خیال میں ان مختلف تغیر پذیر حالتوں میں سے وہ کون سی حالت ہے جب اس میں وہ قوت پیدا ہوتی ہے جس کے ذریعہ یہ عقلِ انسانی کو پیدا کرتی ہے؟ اور کیا اپنی یکے بعد دیگرے بدلتے رہنے والی اور مسلسل حرکت میں رہنے والی مختلف شکلیں بھی یہ خود ہی پیدا کرتی ہے۔ مثلاً اشعاع کی حالت سے ذرہ کی صورت اختیار کرنا اور ذرّوں کا پھر باہم مل کر بلاک کی شکل اختیار کرنا یا معکوس صورت بلاک سے ذرّہ میں اور ذرّے سے اشعاع کی شکل میں منتقل ہونا، کیا یہ سب حالتیں اور صورتیں فطرت اپنے لیے خود تخلیق کرتی ہے؟ چلیے ہم اس سوال سے صرفِ نظر کرتے ہیں کہ اس نے زندگی، زندہ خلیہ اور ارتقا پذیر حیات کیسے پیدا کیے صرف اتنا بتا دیجیے کہ اس الٰہ (فطرت) میں قوتِ تخلیق کب اور اس کی کون سی حالت میں پیدا ہوتی ہے؟

اس انسان کو کس نے پیدا کیا ہے جس کی عقل کو فطرت نے تخلیق کیا ہے؟ کیا انسان کو بھی ابتدا میں فطرت نے ہی پیدا کیا تھا؟ یا فطرت نے انسان کے وجود میں آجانے کے بعد اس کی عقل کو پیدا کرنے پر ہی اکتفا کر لیا؟

اگر فطرت ہی انسان کی عقل میں حقیقت کا نقش بناتی ہے تو پھر صرف انسان کی عقل ہی میں کیوں؟ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ خود گفتگو کرے اور تمام زندہ وجود اس کو سُنیں؟ پھر یہ فرمایئے کہ فطرت جس طرح حقیقت کا نقش انسانی عقل میں بناتی ہے اسی طرح یہ نقش خچر، گدھے، طوطے اور بندر کی عقل بھی بنا سکتی ہے یا نہیں؟ اور کہیں ایسا تو نہیں کہ جس حقیقت کا نقش اس نے طوطے اور بندر کی عقل میں بنایا تھا، اسی حقیقت کا نقش اس نے "آگسٹ کومٹ" اور کارل مارکس" کی عقل میں بنا دیا۔

اور اگر فطرت ہی حقیقت کا نقش انسانی عقل میں بناتی ہے تو پھر صحیح حقیقت کون سی ہے؟ کیا یہ حقیقت ہے اور عقل کو اس کا یقین ہے کہ زمین اس کائنات کا مرکز ہے؟ یا حقیقت یہ ہے اور عقل کو اس کا یقین ہے کہ زمین سورج کے طفیلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاروں میں سے ایک سیارچہ ہے؟ کیا یہ حقیقت ہے اور عقل کو اس کا یقین ہے، کہ "مادہ" انہی چھُو کر دیکھے جانے والی ٹھوس اشیاء کا نام ہے؟ یا اسے یہ یقین ہے کہ مادہ مجتمع شدہ قوت کے سوا اور کچھ نہیں ہے جو مسلسل شکلیں بدلتی رہتی ہے؟ کیا حقیقت یہ ہے اور عقل کو اس کا یقین ہے کہ خود فطرت عقل کا عمل ہے اس کے سوا اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے؟ یا اسے اس بات کا یقین ہے کہ خود عقل مادی موجودات کا انعکاس ہے اس کے سوا عقل کا کوئی وجود نہیں ہے؟

عقل کے ان متضاد فیصلوں میں سے کون سی بات وہ حقیقت ہے جو فطرت نے انسان کی عقل میں نقش کی ہے۔ کیا آپ کے خیال میں فطرت اس نقش کشی میں غلطی بھی کر سکتی ہے؟ یا عقل خود ان نقوش کو بگاڑ سکتی ہے؟ اندریں صورت کیا عقل کو بھی بطورِ خود کچھ کرنے کا اختیار حاصل ہے اور اس کا (عقل کا) مستقل اور مشخص وجود ہے؟ جبکہ ثبوتی مسلک کے علما تو یہ کہتے ہیں کہ عقل کی حقیقت اس نقش سے زیادہ نہیں جو فطرت بناتی ہے؟

اس وقت ہم جیسا کہ ہم نے ابھی کہا ہے، زندگی، اس کی نشوونما اور دیگر اسرارِ حیات کی بات نہیں کرتے ان امور پر مناقشہ اسلامی نظریہ اور دیگر نظریات سے بحث کرتے وقت کریں گے۔ اس وقت ہم صرف یہ سوال کرتے ہیں کہ آخر وہ الٰہ جو یہ مادہ پرست حضرات ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں ـــــ کون یا کیا ہے؟ ہم اپنے سامنے عقلی اعتبار سے بھی اور واقعیت کے لحاظ سے بھی اس الٰہ میں کوئی معقول اور محکم بات نہیں پاتے پھر آپ خود بتائیں کہ ہم اس کو کیسے تسلیم کر لیں اور اس کی پناہ میں آجائیں؟ اس کی حیثیت غباری ہیولے سے زیادہ نہیں ہے جو چھُوتے ہی نابود ہو جاتا ہے اور جو نہ نگاہ کے سامنے ٹھہر سکتا ہے نہ عقلی استدلال کے آگے۔ اور بحمداللہ ہم کلیسا سے فرار اختیار کرنے والوں میں سے بھی نہیں ہیں پھر ہم اسے ماننے پر کیوں مجبور ہوں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب رہ گئی بات اس بگاڑ اور فساد کی، جو زندگی، زندگی کے تقاضوں اور زندگی کے دائرہ کار کے سلسلہ میں مارکس اور اینگلز کے ذہن کی پیداوار ہے جسے دیکھ کر نفرت سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور جس کی بنا پر انھوں نے پوری انسانی زندگی کو محدود کر کے محض اقتصاد کی گود میں ڈال دیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس نفرت و کراہت کا احساس اس وقت مزید بڑھ جاتا ہے جب انسان اس کائنات کی عظمت پر غور کرتا ہے اور اس کے اندر جو عظیم تناسب و توافق ہے اس کا مشاہدہ کرتا ہے ان سب چیزوں کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب اہتمام و انصرام بطور خاص انسانی زندگی کے لیے کیا گیا ہے۔ جس وقت آدمی ان باتوں کو محسوس کرتا ہے تو اس قسم کے حقیر و نارسا فکر سے نفرت و کراہت کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ یہ ایسا سطحی فکر ہے کہ نہ تو اسے اس کائنات کی عظمت مرعوب و متاثر کر سکی اور نہ اسے وہ انتظامات نظر آئے اور ان سے متاثر ہوا جو انسانی زندگی کے لیے یہاں چھپا کر رکھے گئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس عظمت و حکمت کو دیکھ کر گدھے کی طرح ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ رہے ہیں تاکہ اقتصاد، مشین اور پیداوار کی گود میں چھپ سکیں اور پھر یہ لوگ محض اس حد تک محدود نہیں رہے کہ یہ چیزیں انسان کے مقاصد میں شامل ہیں اور اس کی زندگی کے محرکات میں سے ہیں بلکہ انھوں نے ان چیزوں کو علتِ اولیٰ خدا اور ربِ متصرف اور زندگی میں ہر قسم کا تغیر و تبدل کر سکنے والے الٰہ کی حیثیت دے دی ہے۔

اب ہم پھر اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں اور یہ بات بطورِ خاص یاد دلاتے ہیں کہ یہ ساری مصیبت ابتدا سے آخر تک محض اس بات کا نتیجہ ہے کہ کلیسا اور اکیڈیمیوں نے اصل ربانی نظریہ میں تحریف کی اور یورپی فکر نے یہ کوشش کی کہ کلیسا اور الٰہ کلیسا سے (جو مسلسل دست درازیاں کر رہا تھا) فرار اختیار کرے، چنانچہ ہم اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اسلامی نظریہ اپنی ربانی اصل کے ساتھ محفوظ و مصئون موجود ہے، نہ تو اس کی بنیاد پر کوئی کلیسا قائم ہوا اور نہ کبھی اس کے اور عقل کے درمیان اس قسم کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی تصادم واقع ہوا جس نے یورپی فکر کو گمراہی اور تاریکی کے غار میں دھکیل دیا۔

ہم یہ بات پھر یاد دلاتے ہیں کہ اسلامی نظریہ نے ان سب امور میں جو اصل نظریے اور بنیادی اصولوں کے علاوہ ہیں انسانی عقل اور انسانی علم کے لیے کام کرنے کا مکمل اور وسیع میدان باقی چھوڑا ہے۔ اور یہ نظریہ انسانی عقل کو کائنات کے بارے میں بحث و تحقیق سے ہرگز نہیں روکتا بلکہ یہ نظریہ تو عقل کو اس بات کی دعوت دیتا ہے اور اس کام پر آمادہ کرتا ہے اور پوری کائنات پر غور و فکر کے سلسلہ میں اس نے انسانی علم کے راستے میں کوئی رکاوٹ کھڑی نہیں کی بلکہ اس نے تو ربّانی نظریہ کی حدود کے اندر رہتے ہوئے خلافتِ ارضی کا تمام کام انسان کی عقل و علم کے سپرد کر دیا ہے۔ اور اسی سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ عظمیٰ کا پتہ چلتا ہے کہ اس نے یہ نظریہ عطا فرما کر پھر اسے اصلی حالت میں محفوظ رکھ کر اور اس کی حفاظت فرما کر ہم پر کتنا رحم و کرم اور احسان فرمایا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثبات

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ لا[1]

اسلامی نظریہ کی بنیادی خاصیت "ربانیت" ہے اسی خاصیت میں سے ہی اس نظریہ کی باقی تمام خصوصیات جنم لیتی ہیں اور اس اعتبار سے کہ یہ نظریہ ربانی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے انسانی وجود کا فرض اس کے سلسلہ میں صرف یہ ہے کہ اسے وصول و قبول کرے اور اپنی زندگی اس کے رنگ میں رنگ کر ہر معاملے میں اس کے مطابق عمل کرے۔ اور اس لحاظ سے کہ یہ نظریہ نہ تو انسانی ذہن کی پیداوار ہے اور نہ مخصوص حالات و ظروف کی، نہ کسی خاص دور نے اسے پیدا کیا ہے اور نہ زمین کے عام حالات و عوامل نے۔ بلکہ یہ درحقیقت وہ ہدایت ہے جو انسان کے خالق تعالیٰ نے انسان پر اپنی رحمت و رأفت کی بنا پر اسے بطور خاص اپنی طرف سے عطا فرمائی اور بخشی ہے۔

چونکہ یہ نظریہ مذکورہ بالا خصوصیت کا حامل ہے اس لیے اس کی اسی خصوصیت سے ایک اور خاصیت جنم لیتی ہے اور وہ ہے اس نظریہ کا ایک مستقل فریم کے اندر رہتے

---

[1] پس (اے نبی) یک سو ہو کر اپنا رُخ اس دین کی سمت میں جما دو، قائم ہو جاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جا سکتی یہی بالکل راست اور درست دین ہے۔ (۳۰) الروم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ایک مستقل اور ناقابلِ تبدّل محور کے گرد گردش کرتے رہنا"۔

چنانچہ اس نظریہ کے بنیادی اصول بھی ناقابلِ تبدّل ہیں اور اس کی ذاتی اقدار بھی غیر متغیّر ہیں اور انسانی زندگی کے ظاہری حالات اور عمل کے طور طریقوں کی تبدیلی کے زیرِ اثر تبدیل نہیں ہوتے بلکہ زندگی کے ظواہر و رسوم اور اطوار و اوضاع میں جو بھی تغیر و تبدّل ہوتا ہے وہ اس نظریہ کے مستقل اصولوں اور نہ بدلنے والی اقدار کے ماتحت ہوتا ہے۔

لیکن اس نظریہ کے ثبات و استقلال کا اقتضا یہ ہرگز نہیں ہے کہ انسانی فکر اور زندگی میں جمود پیدا ہو۔ بلکہ یہ نظریہ تو زندگی اور فکر کو محض حرکت عطا ہی نہیں کرتا اس کا تو تقاضا ہی ان دونوں کو متحرک رکھنا ہے لیکن ایسی حرکت جو اسی ناقابلِ تبدل فریم کے اندر رہتے ہوئے اسی مستقل محور کے گرد جاری رہے۔

اور یہ خاصیت یعنی ایک مستقل فریم کے اندر رہتے ہوئے ایک مستقل محور کے گرد محو گردش رہنا صرف اسلامی نظریہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ اس پوری کائنات میں جہاں تک ہم اسے دیکھ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کی صنعت کا خصوصی انداز ہے۔

اس کائنات کے "مادے" کو دیکھ لیجیے خواہ وہ ذرّے (ایٹم) کی شکل میں ہو یا ایٹم کے ٹوٹتے وقت نکلنے والی بسیط شعاعوں کی صورت میں یا کوئی اور مستقل الماہیت شکل ہو، مادّہ ہر حالت میں حرکت کرتا رہتا ہے اور ایسی شکلیں اختیار کرتا رہتا ہے جن میں مسلسل تغیر و تبدّل، گردش اور حالتیں بدلنے کا عمل جاری رہتا ہے۔

ذرّے (ایٹم) کو ہی دیکھ لیجیے اس کا "نیوکلس" غیر متحرک ہے لیکن اس کے "الیکٹرون" ایک مستقل مدار کے اندر رہتے ہوئے اپنے "نیوکلس" کے گرد گردش کرتے رہتے ہیں۔

بعینہٖ ہر "ثابت" و "سیّار" کا اپنا اپنا ایک مدار ہے جس کے اندر رہتے ہوئے وہ اپنے محور کے گرد ایک خاص نظام کے ماتحت باقاعدہ گردش کرتے ہیں۔

اسی طرح انسان کی "انسانیت" جو اس بات کا نتیجہ ہے کہ اللہ نے اس کے مخلوق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے باوصف اس میں اپنی رُوح پھُونکی ہے جس کی بنا پر اسے یہ خصُوصیت حاصل ہے کہ اپنی انسانیت کی بنا پر اپنے اردگرد موجود ہر نوع کی مخلوق سے ممتاز ہوگیا۔ چنانچہ انسان کی یہ "انسانیت" مستقل اور ناقابلِ تبدل ہے[1]۔ اس کے باوجود انسان نُطفہ کی حالت سے بڑھاپے تک کی منازل میں متعدد جسمانی اَدوار کا سفر طے کرتا ہے اور مختلف اور متعدد معاشرتی حالات و اطوار میں سے گزرتا ہے جن میں منبعِ انسانیت سے اپنے قرب و بُعد کی بنا پر ترقی بھی کرتا ہے اور انحطاط پذیر بھی ہوتا ہے۔ لیکن یہ جسمانی یا معاشرتی تبدیلیاں اسے اس کی مستقل حقیقت یعنی "انسانیت" سے خارج نہیں کرتیں اور نہ ان کی وجہ سے وہ ان تقاضوں، قوتوں اور صلاحیتوں سے بے بہرہ ہو جاتا ہے جو اس کے انسان ہونے کی حقیقت سے جنم لیتی ہیں۔

اسی طرح انسان کا ایسے اقدامات کے لیے مشتاق رہنا جن سے اس کرۂ ارض کی موجودہ شکل و صورت کو بدل دے اور نئی وضع قطع میں ڈھال کر ترقی دے سکے ایک حقیقتِ "ثابتہ" (اٹل) ہے جو پہلے مرحلہ میں تو کائنات کی اس عام فطرت سے جنم لیتی ہے جو ہمیں اس کائنات کے تمام "مادوں" کی "حرکت" میں اور اجرامِ فلکی کے حرکت کرتے رہنے میں اپنی مکمل شکل و صورت میں نظر آتی ہے۔ اور دوسرے مرحلہ میں خود انسان کی اپنی فطرت کا تقاضا ہے کیونکہ یہ چیز دراصل انسان کے خلیفۃ الارض ہونے کے فرائض میں شامل ہے۔ خلیفۃ اللہ ہونے کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ انسان زمین کی موجودہ حالت اور شکل و صورت کو بدل کر اسے نشو و ارتقاء

---

[1] جدید ڈارونیت نے قدیم داروینی نظریہ کی اصلاح شروع کر دی ہے۔ چنانچہ اب انھوں نے یہ قرار دیا ہے کہ انسان نہ صرف عقلی اور نفسیاتی لحاظ سے بلکہ حیاتیاتی (بایولوجیکل) اعتبار سے بھی ایک منفرد اور بے مثال مخلوق ہے۔ اور یہ کہ یہ مخلوق (انسان) ان دونوں پہلوؤں میں باقی سب حیوانات سے مکمل طور پر ممتاز و متمیز ہے۔ ان کی اس بات میں اور ہمارے اس نظریہ میں کہ "انسان کی انسانیت ابتدائی تخلیق کے لحاظ سے ہی انسان کی ایسی خصوصیت ہے جو کسی حالت میں نہیں بدل سکتی"، محض ایک قدم کا فاصلہ رہ گیا ہے اگرچہ ڈارونیوں کے لیے یہ قدم اٹھانا ہمیشہ مشکل بنا رہے گا۔ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے البتہ انسان کے اس اقدام کی صورتیں نہ صرف مختلف ہوتی ہیں اور بدلتی رہتی ہیں بلکہ مختلف حالات وظروف کے تابع ہوتی ہیں۔[1]

اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک "مستقل ناقابلِ تبدل فریم کے اندر رہتے ہوئے ایک مستقل محور کے گرد گردش کرتے رہنا" صنعتِ الٰہیہ کی ایک بہت ہی گہری خاصیت ہے اور اسی وجہ سے یہ خاصیت اسلامی نظریہ کے مزاج میں بھی بہت ہی عمیق ہے اور اس کا نمایاں نشان ہے۔

اس بات کی مزید وضاحت کے لیے ہم یہاں اسلامی نظریہ کے ہر حالت میں قائم و دائم رہنے والے اصول و اقدار کے چند نمونے پیش کرتے ہیں (جبکہ اس پر تفصیلی بحث اس کتاب کے دوسرے حصہ میں اس کے لیے مخصوص عنوان کے تحت کی جائے گی) دراصل اسلامی نظریہ میں یہ مستقل بنیادی اصول و اقدار ہی ایک مستقل محور کا ایسا مثالی نمونہ ہیں جن کے گرد اسلامی منہاج اپنے مستقل فریم کے اندر رہتے ہوئے محوِ گردش رہتا ہے۔

ہر وہ بات جس کا تعلق "الوہیت" کی حقیقت سے ہو وہ اسلامی نظریہ میں ایک ثابت الحقیقت اور متعین المفہوم ضابطہ ہے جس میں کسی صورت تبدیلی اور ترمیم و تنسیخ کی گنجائش نہیں ہے۔ مثلاً وجودِ باری تعالیٰ کی حقیقت، اس کی ابدیت و وحدانیت، اپنے تمام روشن پہلوؤں کے ساتھ، پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کی مُہَیْمِنَتْ، تخلیق کے کام میں اس کی تدبیر، اس کے ارادے اور مشیّت کی آزادیٔ مطلق وغیرہ گویا اللہ تعالیٰ کی وہ تمام صفات جو کائنات، زندگی اور انسانوں کے سلسلہ میں اس کے فعل و اختیار کا مظہر ہیں، یہ سب مستقل نوعیّت کے ناقابلِ تبدل اقدار و اصول ہیں۔

اسی طرح یہ حقیقت کہ یہ پوری کائنات، اس کے جمادات و ذی حیات سب

---

[1] اس موضوع پر تفصیلی بحث دیکھنے کے لیے استاذ محمد قطب کی کتاب معرکۃ التقالید صفحات ۸۴ ۸۵ سے رجوع کیا جائے۔ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی تخلیق و ایجاد ہے۔ ان کو اللہ سبحانہٗ نے پیدا فرمانا چاہا اور یہ پیدا ہو گئے۔ اس کائنات کی کسی چیز کو یا کسی ذی حیات کو کائنات کی تخلیق کے معاملہ میں یا تدبیر و حفاظت اور نگرانی کے کام میں کوئی ہلکا سا دخل نہیں اور نہ الوہیت کی خصوصیات و صفات میں اشتراک کا کسی حالت میں کوئی شائبہ ہے۔

اسی طرح اللہ کے معبود برحق ہونے کی حقیقت کہ تمام اشیاء اور سب ذی حیات اللہ کے عبد ہیں اور اس عبدیت میں سب حتیٰ کہ انبیاء و رسل علیہم السلام بھی شامل ہیں اور ان سب کی عبدیت، عبدیتِ مطلقہ ہے جس میں الوھیت کی کسی صفت کا کسی حالت میں ذرا سا بھی شائبہ نہیں ہے اور اس عبدیت میں سب برابر ہیں۔

اور یہ حقیقت کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات پر بالکل اسی طرح ایمان لانا جس طرح اس نے خود اپنی صفات بیان فرمائی ہیں نیز ملائکہ پر اللہ کی کتابوں پر سب رسولوں پر یوم آخرت پر اور تقدیر کے خیر و شر پر ایمان لانا صحت و قبولیت اعمال کی بنیادی شرط ہے۔ اگر ان میں سے کسی چیز پر مکمل ایمان نہ ہو یا کسی ایک کے بارے میں ذرا بھی شک و شبہ ہو تو تمام اعمال یکسر باطل ہو جائیں گے جن کی درستگی کی بھی کوئی صورت نہیں، وہ سب کے سب رد کر دیے جائیں گے کسی شمار میں نہ آئیں گے۔ اور ہرگز قبول نہ ہوں گے۔

بعینہٖ یہ حقیقت کہ اللہ کے نزدیک واحد دین صرف اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ اس دین کے سوا کسی اور دین کو قبول نہ فرمائے گا۔ اور اسلام کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ سبحانہٗ کو کو معبودِ واحد و یکتا اور اس کی تمام صفات کو بے مثل و بے نظیر مانا جائے اور اس کی مشیت کے آگے سرِ تسلیم خم کیا جائے اور اسی کے احکام و منہاج اور اسی کی شریعت سے ہر معاملہ میں فیصلہ طلب کیا جائے اور پھر اس پر راضی رہا جائے اور یہ یقین رکھا جائے کہ صرف یہی وہ دین ہے جو اللہ نے پسند فرمایا ہے۔ اس کے سوا کوئی اور دین اس کا پسندیدہ دین نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ حقیقت کہ انسان (پوری نوعِ انسانی) ایک ایسی مخلوق ہے جسے روئے زمین کی کل مخلوقات پر فضیلت حاصل ہے۔ انسان اس زمین پر اللہ کا نائب ہے اس کرۂ ارض کی سب چیزیں اس کے لیے مسخر کر دی گئی ہیں۔ چنانچہ اس زمین کی کوئی مادی قدر ایسی نہیں ہے جو قیمت اور مرتبہ میں انسان سے برتر ہو یا جس کی وجہ سے انسان کی قدر و قیمت کم ہو جائے۔

نیز یہ حقیقت کہ تمام انسانوں کی اصل ایک ہے جس کی وجہ سے کم از کم اس پہلو کے اعتبار سے سب انسان برابر ہیں اور وہ واحد قدر جس کی بنا پر یہ ایک دوسرے سے برتر ہو سکتے ہیں صرف تقویٰ اور عمل صالح ہے اس کے علاوہ کوئی قدر مثلاً نسب، مال، مرکز، طبقہ یا نسل غرض دنیاوی اقدار میں سے کوئی اور قدر ایسی نہیں ہے جس کو برتری اور فضیلت کی بنیاد بنایا جا سکے۔

بعینہٖ یہ حقیقت کہ انسان کے پیدا کیے جانے کی غرض و غایت اللہ کی عبادت کرنا ہے جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ عبودیتِ مطلقہ اپنے تمام تقاضوں کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ اور عبودیت کے تقاضوں میں سے پہلا تقاضا یہ ہے کہ زندگی کے تمام چھوٹے بڑے معاملات میں صرف اسی کے حکم کی اطاعت کی جائے اور تمام امور میں پورے خلوصِ نیت کے ساتھ ہر اقدام ہر خیال اور ہر کام کا رُخ اللہ کی طرف ہو۔ اور اس زمین میں کاروبارِ خلافت و نیابت اللہ کے منہاج کے مطابق یا قرآن کی ایسی تفسیر کی روشنی میں جو اللہ کے دین سے مطابقت رکھتی ہو سرانجام دیا جائے کیونکہ یہ دونوں ایک ہی حقیقت کی دو مترادف المعنیٰ تعبیریں ہیں۔

اور یہ حقیقت کہ انسانی معاشرے کے اتحاد و ارتباط کا واحد ذریعہ دین ہے اور دین صرف یہ منہج الٰہی (اسلام) ہے۔ رنگ و نسل، قومیت و خطۂ زمین یا فرقہ اور اقتصادی یا سیاسی مصلحتیں یا زمینی حیثیتوں میں سے کوئی اور حیثیت اس قابل نہیں ہے جو معاشرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اجتماعی رابطے کا ذریعہ بن سکے۔

یہ حقیقت کہ دنیا امتحان وعمل کی جگہ ہے اور آخرت حساب وجزا کا گھر۔ اور یہ کہ انسان کو اپنے ہر عمل وحرکت، اپنی ہر نیکی وبدی اور ہر نفع ونقصان کے لیے جو یہاں کمائے گا جواب وحساب دینا ہوگا اور یہ کہ تمام معاملات میں قطعی اور آخری فیصلے کا اختیار صرف اللہ کو ہے۔

یہ اور اسی طرح کے اور اصول واقدار جو ہم اس موضوع کے دوسرے حصّہ میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کریں گے سب کے سب مستقل ودوامی ہیں جو نہ تو بدلتے ہیں اور نہ ان میں عمل ارتقاء واقع ہوتا ہے اور یہ اس لیے ناقابل تبدل ہیں تاکہ زندگی کے تمام ظاہری حالات اور تمام صورتیں اور طور طریقے اس کے فریم کے اندر رہتے ہوئے متحرک رہیں اور ان کے ساتھ اس طرح بندھے رہیں کہ زندگی کی تمام ترقی پذیر اور بدلتی ہوئی حالتوں میں اور معاشرے کے درمیان قائم ہونے والے تمام روابط میں اور انسانی حالات و مسائل کے انتظام وانصرام میں خواہ وہ فرد سے متعلق ہو یا جماعت سے ہر حالت اور ہر صورت میں ان اصول واقدار کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا جائے۔

اور جس قدر حسی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں وسعت پیدا ہوتی جائے گی، جس حد تک انسانی عمل کا دائرہ پھیلتا جائے گا اور جس مقدار میں ایسے مطالب ومفاہیم کی تعداد میں اضافہ ہوگا جن میں ان اصول واقدار کی رُوح نمایاں ہوسکتی ہے اتنا ہی ان اصولوں اور اقدار کے مدلولات میں وسعت پیدا ہوتی جائے گی لیکن یہ اصول واقدار اپنی جگہ قائم و دائم رہیں گے اور یہ مدلولات ومفاہیم ان کے فریم کے اندر رہتے ہوئے حرکت کرینگے۔

یہ حقیقت کہ انسان زمین میں اللہ کا نائب وخلیفہ ہے انسان کی مختلف حیثیتوں میں نظر آتی ہے مثلاً اس حیثیت میں بھی کہ انسان زمین کو کاشت کرتا ہے یہی حقیقت جلوہ فرما ہے کیونکہ انسان کے رہن سہن کے طریقوں اور اس کے طویل تجربات نے یہ بات ثابت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردی ہے کہ انسانی زندگی کی موجودہ شکل وصورت میں انسانی ضرورتوں اور حاجتوں کو زراعت سے ہی پورا کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ زراعت ہی کے ذریعہ سے انسان کا خلیفۃ اللہ ہونا حقیقت بن سکتا ہے اور انسان کی اس حیثیت میں بھی کہ وہ ایٹم کو توڑتا ہے یا فضائے ارضی کے غلاف کا یا زمین کے اطراف میں واقع سیاروں یا طفیلیوں کا مزاج معلوم کرنے کے لیے مصنوعی سیارے فضا میں چھوڑتا ہے۔ یہی حقیقت جھلک رہی ہے۔ یہ دونوں ایک ابتدائی اور دوسری انتہائی اور ان کے درمیان یا ان کے بعد بھی جو جو حیثیتیں انسان کی ہوسکتی ہیں سب اس کے خلیفۃ اللہ ہونے کی ہی مختلف شکلیں ہیں جو ہمیشہ وسعت اور اضافہ قبول کرتی رہیں گی لیکن یہ حقیقت کہ انسان زمین میں اللہ کا نائب ہے بہرحال قائم رہے گی اور اس دائمی حقیقت کے مفہوم کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اور انسان کے اس حق کے درمیان کہ اسے اللہ کا نائب ہونے کی حیثیت سے زمین پر اللہ کے بنائے ہوئے منہاج کے مطابق کاروبارِ خلافت سرانجام دینے کا پورا پورا حق حاصل ہے کوئی چیز حائل نہیں ہونی چاہیے۔ اسی دائمی حقیقت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اس زمین کی کوئی چیز انسان سے برتر اور غالب نہ ہو اور نہ مصنوعی چاند تیار کرنے یا مادی پیداوار میں اضافہ کرنے کی غرض سے انسان کی اصلی قدر و قیمت یعنی انسانیت میں پستی پیدا ہو۔ کیونکہ انسان مصنوعی سیاروں اور مادی پیداوار کا آقا ہے غلام نہیں۔

اسی طرح یہ حقیقت کہ تخلیقِ انسان کی غرض و غایت اللہ کی عبادت ہے انسان کی ہر اُس سرگرمی میں نظر آتی ہے جس کے ذریعہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ انسانی سرگرمیوں کے رنگ اور قسمیں لامحدود ہیں۔ کیونکہ انسانی مشاغل مقتضیاتِ خلافت کے تابع ہیں اور مقتضیاتِ خلافت مسلسل بڑھتے اور نئی نئی شکلیں اختیار کرتے رہتے ہیں اور یہی حقیقت انسان کی اس بندگی میں بھی نظر آتی ہے جو وہ اللہ واحد کی اس طرح کرتا ہے کہ اپنی زندگی کے تمام معاملات میں صرف اللہ کے منہج سے ہی فیصلہ حاصل کرتا ہے اور زندگی کے مسائل و معاملات بھی لامحدود ہیں کیونکہ یہ بھی منصبِ خلافت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روز افزوں اور نئی نئی شکلیں اختیار کرتے رہنے والے مقتضیات کے تابع ہیں۔ لیکن یہ حقیقت کہ مقصدِ تخلیق عبادت ہے اپنی جگہ قائم و دائم ہے جو کسی صورت میں نہیں بدل سکتی۔ چنانچہ اگر انسان اپنے تمام مشاغل میں اللہ کی طرف رُخ نہیں کرتا اور زندگی کے ہر معاملہ میں اللہ کے منہاج سے فیصلہ طلب نہیں کرتا تو وہ اس مستقل اور ابدی حقیقت میں خلل ڈالتا ہے اور اپنے مقصدِ تخلیق کے خلاف عمل کرتا ہے ایسی صورت میں اس کے تمام اعمال باطل ہو جائیں گے جن میں نہ ترمیم و اصلاح ہو سکتی ہے اور نہ اہلِ ایمان انھیں قبول کر سکتے ہیں۔

اور اس طرح ایسے ہی نئے نئے حالات و مسائل پیدا ہونے کی بنا پر ان بنیادی اصولوں کے مدلولات کے دائرہ کار میں وسعت پیدا ہوتی رہتی ہے اور ان صورتوں کی نوعیت جن میں ان اصولوں کی جھلک نظر آتی ہے بدلتی رہتی ہے۔ لیکن اسلامی نظریہ کی یہ بنیادی حقیقت (کہ مقصدِ تخلیق عبادت ہے) اپنی جگہ قائم و دائم رہتی ہے جس میں کسی حالت میں تغیر اور تبدل واقع نہیں ہو سکتا۔

اصول و اقدار کے لیے ایک دوامی نظریہ کے موجود ہونے کی قدر و قیمت یہ ہے کہ اس کی وجہ سے انسان کے اقدامات اور زندگی کے مدارج و حالات ایک ضابطہ کے پابند ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ رہنمائی میسر نہ آنے کی بنا پر بے لگام ہو کر بھٹکتا نہیں جیسا کہ اہلِ یورپ کی زندگی میں ہوا ہے کہ جب وہ دین کے کھونٹے سے چھوٹ کر بھاگے تو اس دردناک انجام سے دوچار ہوئے جس میں پُرفریب اور جھوٹی چمک دمک تو ہے لیکن اس کے اندر بدبختی، سرگشتگی، تباہی اور ہلاکت پوشیدہ ہے۔

نیز ایسے دائمی نظریہ کی قدر و قیمت یہ ہے کہ اس نظریہ کی صورت میں ایک مستقل میزان موجود ہے جس کی طرف انسان ہر نوآمدہ احساس و فکر اور تصوّر کو پرکھنے اور زندگی میں پیدا ہونے والے نئے حالات و ظروف اور روابط کو جانچنے کے لیے رجوع کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے اور اس مستقل میزان پر ان کا وزن کر کے حق و صداقت سے ان کا قرب و بُعد معلوم کر سکتا ہے۔ اور اس طرح انسان ہمیشہ ایک محفوظ دائرہ کے اندر رہتا ہے جس کی وجہ سے کسی ایسے بیابان میں بھٹکنے سے بچا رہتا ہے جہاں نہ رہنمائی کے لیے کوئی روشن ستارہ ہو اور نہ راستہ دکھانے والے نشاناتِ راہ۔

اور ایسے مستقل نظریہ کی قدر و قیمت یہ بھی ہے کہ اس کی شکل میں انسانی فکر کے لیے ایک اصلاح کار (ریکٹی فائر RECTIFIER) میسر آجاتا ہے ایک ایسا بخود منضبط (SELF CONTROLLD) اصلاح کار جس کی موجودگی میں انسانی فکر کو بخوبی کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور وہ خواہشاتِ نفس یا دیگر موثرات کے زیر اثر ڈانواں ڈول نہیں ہو پاتا۔ چنانچہ جس صورت میں یہ جکڑ کر رکھنے والا (CONTROLR) خود مستقل الوجود نہ ہوگا تو کسی چیز کو اس بے اعتدالی سے کہ جدھر فکر انسانی یا واقعاتِ زندگی گھومیں وہ بھی ان کے ساتھ ساتھ اسی رُخ گھوم جائے کیسے کنٹرول کیا جا سکے گا ظاہر ہے جب کسی ضابط ثابت (FIXEDCONTROLR) سے اس کا رابطہ ہی نہ ہو گا جو بھٹکتے رہنے والے فکر اور ہر دم بدلتے رہنے والے واقعات کو سنبھال کر رکھے تو کنٹرول کا عملیہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

یقیناً یہ چیز کہ ایک مستقل فریم کے اندر رہتے ہوئے ایک اٹل محور کے گرد حرکت جاری رہے نفسِ انسانی اور حیاتِ انسانی کو محفوظ رکھنے کی ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ اس صورت میں یہ دونوں (نفس اور زندگی) کائنات کے اس فطری قانون کے مطابق رہیں گے جو پوری کائنات میں ہر طرف نظر آتا ہے اور جو اجرامِ فلکی کے ہر جرم میں مسلسل کارفرما ہے۔

اور حقیقتاً یہ ضرورت جس قدر آج کھل کر سامنے آ رہی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں آئی تھی کیونکہ آج انسانیت نے اپنی اس مستقل بنیاد کو چھوڑ دیا ہے اور ہر اس چیز سے اپنی رسی تڑا لی ہے جو اسے ایک محور سے باندھے ہوئے تھی آج انسانیت اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّارہ فلکی کی مانند ہے جو اپنے مدار سے باہر نکل گیا ہو اور اپنے محور سے جس پر قائم رہتے ہوئے مدار میں محوِ گردش تھا دُور ہٹ گیا ہو اور ہر لحظہ یہ خطرہ ہو کہ کسی دُوسرے جرم سے ٹکرا جائے گا اور نتیجۃً خود بھی تباہ ہوگا اور پوری کائنات کو بھی ہلاکت میں مُبتلا کر دے گا : ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ط (المومنون ۷۱)

"اور حق اگر کہیں اِن (گمراہوں) کی خواہشات کے پیچھے چلتا تو زمین اور آسمان اور ان کی ساری آبادی کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔"

ہر ذی عقل ہوشمند جو اس دورِ ان سر میں مبتلا نہیں جس میں آج پُوری انسانیت گرفتار ہے جب اس مصیبت زدہ انسانیت کو دیکھتا ہے تو اسے ایسا نظر آتا ہے کہ آج انسان کے تمام نظریات، نظاموں، طور طریقوں، رسوم و رواج، عادتوں اور حرکتوں میں بدترین لڑکھڑاہٹ، ناآہنگی اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ انسانیت کسی خبطی کی مانند اپنے کپڑے پھاڑ کر پھینک رہی ہے اس کی باتیں اور حرکتیں بے معنی اور بے ربط ہیں اور کسی آسیب زدہ شخص کی طرح زمین پر پڑی تڑپ رہی ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ انسانیت اپنے عقیدے اور فکر کا فیشن بھی اسی طرح تبدیل کر لیتی ہے جس طرح فیشن گھروں کی خواہش کے مطابق لباس کا فیشن بدل جاتا ہے۔ اسے نظر آتا ہے کہ انسانیت درد سے چیخ رہی ہے، زخمی شکار کی مانند پھڑپھڑا رہی ہے، دیوانے کی طرح قہقہے لگا رہی ہے، بدمست شرابی کی طرح لڑکھڑا رہی ہے اور عبث کوشی میں مصروف بیکار خیالات و تصوّرات کے پیچھے بھاگ رہی ہے اور اپنی سب سے بیش قیمت متاع پھینک کر گندے سنگریزے سنبھال کر رکھ رہی ہے۔ اور آج اس پر وہی لعنت برس رہی ہے جس کا ذکر داستانوں میں ملتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج کی انسانیت نے انسان کو قتل کر دیا ہے اور اسے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی مشین بنا دیا ہے! آج کی انسانیت معدودے چند سُود خواروں، فحاشی کا کاروبار کرنے والوں، فلم سازوں اور فیشن گھروں کے نفع کی خاطر انسانیت کے بُنیادی اصُولوں اور انسان کے حُسن و جمال، اخلاق اور بلند تصورات کے احساس و ذوق کو فنا کر رہی ہے۔

آج لوگوں کے چہروں، نگاہوں، حرکتوں، حُلیوں اور ان کے افکار و تصوّرات اور ان کی "طلب" کو دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سرپٹ دوڑے جا رہے ہیں نہ کسی چیز پر ٹکتے ہیں اور نہ کہیں جمتے ہیں اور نہ اپنے ماحول کو واضح طور پر دیکھنے کے لیے کسی جگہ رُکتے ہیں۔ دراصل وہ واقعتاً بھاگ رہے ہیں اپنے اندر کے انسان سے، فرار اختیار کرنا چاہتے ہیں اور اپنی بھُوک بے چین اور سرگشتہ رُوح سے جس کا نہ کوئی مستقل ٹھکانہ ہے، نہ کسی دائمی محور پر گردش کرتی ہے اور نہ کسی قائم رہنے والے فریم کے اندر حرکت کرتی ہے اس رُوح سے بھاگ رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ نفسِ انسانی اس پُوری کائنات سے کٹ کر تنہا زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ یہ ممکن ہے کہ وہ کسی واقفِ راہ رہبر سے طمانیت حاصل کیے بغیر اور کسی راحت بخش جائے قرار تک پہنچے بغیر اسی طرح بدکا ہُوا اور حیرت زدہ ہوتے ہُوئے خوش رہ سکے۔

اس غم زدہ انسانیت کے گرد نفع اندوزوں اور سُود خواروں کا ایک ٹولہ گھیرا ڈالے ہُوئے ہے جو اس کی حد سے بڑھی ہوئی سرگشتگی اور مہلک انتشار سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ جب بھی انسان اپنی اس حالت سے اکتا کر اپنی غلطی محسوس کرنے لگتا ہے اور کسی باقاعدہ مدار اور مستقل محور کی طرف جھکنے لگتا اور واپس لوٹنا چاہتا ہے یہ ٹولہ اسے پچھاڑنے روندنے اور پھر ابھرنے کے لیے مزید اکساتا ہے۔

جب بھی انسانیت کسی ٹھکانہ پر پہنچنے لگتی ہے یہ ٹولہ اسے ارتقاء، آزادی مطلق اور بے ضابطہ اور بے سروپا جدّت پسندی کا نعرہ دے کر پُورے زور سے دوبارہ آوارگی میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھکیل دیتا ہے۔

یہ جُرم یقیناً ایک بہت گھناؤنا جُرم ہے جس کا ارتکاب پوری انسانیت بالخصوص اس بدنصیب نسل کے خلاف کیا جارہا ہے۔

ارتقاءِ مطلق کی سوچ جس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی قدر اور کوئی وضع پائیدار نہیں حتیٰ کہ کسی نظریہ کی وہ بنیاد بھی جس پر اس کے اقدار و اوضاع قائم ہوں وہ بھی مستقل نہیں ہے ایک ایسی سوچ ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں۔ جو اس اصول سے متناقض ہے جو اس کائنات اور فطرت کی بنیاد میں واضح طور پر نظر آرہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس تناقضِ فکر سے ایسا فساد پیدا ہوتا ہے جس کا کوئی مداوا نہیں ہے۔

یہ فکر ہر نظریہ ہر قدر ہر وضع اور ہر نظام کو پیدا ہونے اور اس وقت تک نہ رہنے کا حق اور جواز مہیا کرتا ہے جب تک وہ اپنے ہنگامی وجود کے ساتھ چل سکے۔ اور یہ ایک انتہائی لچر اور غیر حقیقی جواز ہے جس کی کسی نظریہ یا وضعِ حیات یا قدر یا نظامِ زندگی کا فیصلہ کرنے کے سلسلہ میں کوئی اہمیت نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ درحقیقت اصل اہمیت صرف کسی وضعِ زندگی یا نظامِ حیات کے اپنے مخصوص اصولوں کو حاصل ہونی چاہیے۔

ہم یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ یورپی فکر نے جب کلیسا سے فرار اختیار کیا تو کلیسا کا جُوا اپنی گردن سے اتار پھینکنے کی چھپی یا کھلی رغبت کے ماتحت وہ استقلال و دوامِ نظریات کے تصوّر سے مُطلقاً مُنکر ہوگیا اور اس کی بجائے اس نے ارتقاءِ مطلق کا تصوّر اپنا لیا اور یہ تصور اس انداز میں اپنایا کہ کوئی بنیاد حتیٰ کہ دین و شریعت کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا بلکہ درحقیقت دین و شریعت کے اصولوں کے دوامی ہونے کا تصوّر ہی وہ چیز تھی جس سے یورپی فکر بھاگنا اور خلاصی پانا چاہتا تھا۔

مغربی فکر کے اس راہ پر چل نکلنے کی وجوہات کو ان تفصیلات کی روشنی میں جو پہلے بیان ہوچکی ہیں ہم بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ ان توجیہات سے اگرچہ ان کے مسلک کی وضاحت تو ہوجاتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے لیکن ان سے انھیں اس منطق کو مطلقاً ہر وضع و نظام پر چسپاں کرنے کا کوئی جواز نہیں ہوتا۔ اور اگرچہ ان کا یہ موقف سراسر غلط اور نقائص سے پُر ہے پھر بھی ہم مغربی فکر کو یہ موقف اختیار کرنے پر زیادہ ملامت نہیں کرنا چاہتے کیوں کہ ان بے چاروں کو ابتدا میں ایک ایسے مذہب سے واسطہ پڑا جو نہ صرف تحریف شدہ تھا بلکہ شروع سے ہی وثنیات اور دیومالائی داستانوں کی آمیزش سے اس کا حلیہ بگڑ کر انتہائی بدنما ہو چکا تھا۔ پھر اس کا سامنا ایسے کلیسا سے ہوا جو جابر و ظالم ہونے کے علاوہ ہر قسم کی خرابیوں میں بھی ملوّث تھا اور جو اپنی ان خرافات کے نام پر جن کو اس نے اپنے مستقل مذہب کی بنیاد بنا رکھا تھا فکر و سائنس پر اور لوگوں پر دست درازیاں کیا کرتا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ ہم یورپی فکر کو یہ موقف اختیار کرنے پر زیادہ ملامت نہیں کرنا چاہتے لیکن اس کے باوجود انتہائی ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ان اسباب کی حقیقت کو سمجھیں جن کی بنا پر مغربی فکر ایسے ارتقاءِ مطلق کے تصوّر کو خود پر مسلّط کرنے کی طرف مائل بلکہ بے لگام ہوا جو کسی مستقل اصول، پائیدار قدر یا نہ بدلنے والی حقیقت کا پابند نہ ہو۔ حالانکہ یہ تصوّر کوئی سائنسی حقیقت نہیں تھا بلکہ در حقیقت یہ تصوّر ایک مُنحرف اور بے سروپا خواہش کے نتیجہ میں پیدا ہوا تھا جس کا باعث جابر کلیسا کے بندھن سے نجات حاصل کرنے کی رغبت تھی۔

ڈارون نے "زندگی" کے تدریجی سفر کو اپنے مسلکِ ارتقاء کی بُنیاد بنایا ہے لیکن ڈارون پوری کائنات کی تحقیق نہیں کر رہا تھا۔ اس کا دائرہ تحقیق اس وسیع کائنات کے بے شمار اجزا میں سے صرف ایک سطحی جز تک محدود ہے۔ پھر اس کی یہ تحقیق "زندگی" کے وجود میں آجانے کے بعد سے شروع ہوتی ہے نہ تو منبع حیات تک پہنچتی ہے اور نہ اس ارادۂ مطلق تک جس نے "زندگی" کو تخلیق فرمایا ہے۔ پھر اگر اس کے نظریہ کو صحیح فرض بھی کر لیا جائے (جب کہ اب خود اس نظریہ کی بنیادوں کو اکھاڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھینکنے کا اہتمام ہو رہا ہے[1]) تو ارتقاء کے اس سفر سے تو یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ پس پردہ کوئی محکم ارادہ کار فرما ہے جو اس سارے عمل کو طے شدہ خطوط کے مطابق ایسی باقاعدگی سے مکمل کرنا چاہتا ہے جس میں اتفاقات کو ذرا بھی دخل نہیں ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سارا عمل اس کائنات کے قانونِ حرکت کا جزو ہے اور کائنات کی حرکت علی الحساب اور بے نظم نہیں ہے بلکہ وہ ایک اٹل قانون کے ماتحت ایک مستقل اور مقررہ دائرے کے اندر رہتے ہوئے تکمیل پذیر ہوتی ہے۔

بہرحال یہ تو ممکن نہیں کہ تحقیق کے بلند پایہ اسلوب اور سائنسی حقائق نے ڈارون کو یہ مشورہ دیا ہو کہ جب وہ رازِ حیات تک رسائی نہ پا سکے اور اس کی کوئی سائنسی توجیہہ بھی نہ پیش کر سکے تب بھی وہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے سے گریز کرتا رہے، حالانکہ خود زندگی کا وجود اس بات کو حتمی بناتا ہے کہ اس کے خالق کے وجود کا اعتراف کیا جائے، پھر زندگی کا یہ تدریجی سفر جتنا منظم اور پوری کائنات کے ساتھ جس قدر مربوط و متناسب ہے یہ چیز خود اس اعتراف پر مجبور کرتی ہے کہ اس کا خالق ضرور صاحبِ ارادہ ہے اور یہ کہ اپنے ارادے کو بروئے کار لانے میں مختارِ مطلق ہے ہر بات جانتا ہے اور ہر راز سے باخبر ہے۔ اور اپنے ارادے کو حقیقت بنانے پر پوری طرح قادر ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ ڈارون تو اللہ سے بھاگ رہا تھا کیونکہ وہ کلیسا اور اس الٰہِ کلیسا سے دور چلا جانا چاہتا تھا جس کے نام پر کلیسا ظلم و ستم روا رکھے ہوئے تھا۔ اسی لیے اس نے زندگی کو "فطرت" کی طرف منسوب کیا جس کے متعلق وہ کہتا ہے کہ اس کی قدرت لاانتہا ہے۔ اسی بنا پر اس نے یہ وہم پیدا کرنے کی کوشش بھی کی ہے کہ کسی چیز کو مطلقاً

---

[1] اس موضوع پر تفصیلی بحث دیکھنے کے لیے "جولیان ہکسلے" کی کتاب الانسان والعلم الجدید" اور "گریسی مورلیسن" کی کتاب "الانسان لایقوم وحدہ" کا مطالعہ کیجیے۔ ان دونوں کتابوں کے اقتباسات "محمد صالح فلکی" نے اپنی کتاب "العلم یدعوا الی الایمان" میں نقل کیے ہیں۔ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بل پر قائم ہوئے تھے اس لیے مٹ گئے کہ وہ اپنی ضد کا عنصر اپنے پہلو میں چھپائے ہوئے تھے۔ اسی طرح یہ نیا معاشرہ یعنی سرمایہ دارانہ معاشرہ بھی عنقریب ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔ اور اپنی ضد یعنی اشتراکی معاشرے میں تبدیل ہو جائے گا جس میں صرف ایک طبقہ یعنی مزدوروں کا طبقہ ہوگا۔

اور باوجودیکہ کلیہ نقیض صرف اس حد پر پہنچ کر کہ چیز اپنی ضد یا مقابل میں بدل جاتی ہے، ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے بعد "چیز" اور اس کی "ضد" دونوں کے جامع کی شکل اختیار کر لیتے ہیں پھر یہ دونوں کا جامع (SYN THESIS) ایک ایسی شئ میں بدلتا ہے جو خود بھی اپنی ضد میں اور پھر دونوں کے جامع میں بدل جاتی ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ یعنی اس کے باوجود کہ اس اصول کی منطق تبدیلی کے عمل کا مسلسل جاری رہنا ہے اور باآنکہ مارکسزم کا موقف ہر معاشرے کے بدل جانے کی امید رکھنا ہے۔ یہ لوگ اشتراکی معاشرے کے سقوط و انہدام کی اور خود کو ختم کر کے کسی اپنے متضاد معاشرے میں تبدیل ہو جانے کی بات بھی نہیں کرتے چہ جائیکہ اس کی امید رکھیں حالانکہ اس کلیہ کے مطابق کہ ہر چیز کے اندر اس کی ضد موجود ہے جو خود اپنے آپ کو توڑ پھوڑ دیتی ہے، انھیں یہ توقع بھی رکھنی چاہیے کہ کسی دن اشتراکی معاشرہ بھی خود اپنے آپ کو ختم کر دے گا، لیکن وہ ایسا نہیں سوچتے۔

مارکس نے ہر معاشرے کے ہمیشہ بدلتے رہنے اور اشتراکیت پر پہنچ کر تبدیلی کے عمل کے رک جانے کا جو بلا دلیل دعویٰ اپنی خواہش سے مغلوب ہو کر کیا ہے اس کا نتیجہ کچھ اس انداز سے برآمد ہوتا ہے کہ جو لوگ ازلی ابدی اقدار کا یقین رکھتے ہیں وہ گویا ایسی چیز کا وجود تسلیم کرتے ہیں جو موجود ہی نہیں۔ اور یہ بات آگے بڑھ کر یہ نتیجہ پیدا کرتی ہے کہ وہ لوگ بھی جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ موجودہ زمانہ یا دورِ حاضر کی بعض اقدار کا تحفظ ہونا چاہیے اور انھیں باقی رہنا چاہیے وہ بھی ایسی باتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر یقین رکھتے ہیں جن کا وقوع ممکن نہیں، کیونکہ جب ایک شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ ہر چیز بہر حال بدل جائے گی تو پھر ایسی چیز کی حفاظت کرنا حماقت ہے۔

اور جس طرح ہیگل نے اصولِ نقیض گھڑتے وقت فن کاری دکھائی ہے اسی طرح مارکسزم بھی یہ وضاحت کرتا ہے کہ ہر چیز کے اندر دو بڑی بڑی ایک دوسرے سے متضاد قوتیں موجود ہیں جن میں سے ایک کا نام دعویٰ (THESIS) اور دوسری کا مقابل دعویٰ (ANTI THESIS) ہے اور یہ دونوں قوتیں بتدریج ایک دوسرے کو ختم کر دیتی ہیں۔ لیکن اس تخریب سے ایک نئی صورت حال پیدا ہوتی ہے جسے "دعویٰ اور ضدِ دعویٰ کا جامع (SYN THESIS) کہا جاتا ہے۔ پھر یہ دونوں کا جامع بھی ساقط ہو کر اپنی ضد میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جب عمل کا یہ ایک سلسلہ مکمل ہو جاتا ہے تو دعویٰ اور ضد دعویٰ از سرِ نو پیدا ہو جاتے ہیں اور ان کی کش مکش باہم کے نتیجہ میں ایک نیا جامع الدعویٰ وجود میں آتا ہے اور یہ سلسلہ ابد تک اسی طرح جاری رہتا ہے[1]۔

اصولِ نقیض کو ان الفاظ میں ڈھالنے سے ان کی تطبیق معاشروں کے دائرے پر موزوں ہو گئی ہے اور یہی وہ میدان ہے جس پر مارکس ان کا اطلاق کرنا چاہتا تھا اسی طرح یہ لوگ شئ اور مقابل شئ کے درمیان تقابل کی اصطلاح (CONTRAST) کے بجائے (جو فشٹے اور ہیگل نے اصولِ نقیض کی وضاحت کرتے ہوئے استعمال کی تھی) "صراع" (CONFLICT) بین الطبقات فی الجماعۃ (کسی معاشرے کو دو طبقوں کے درمیان جنگ

---

[1] لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ مارکسزم والے اپنے ہی بنائے ہوئے اس قانون کو اپنی مرضی کے مطابق آگے چلنے سے روک دیتے ہیں۔ ان کا اطلاق صرف ان معاشروں پر کرتے ہیں جو پہلے سے موجود تھے۔ اور جب ان کا مطلب نکل آتا ہے تو اس قانون کو بیکار کر دیتے ہیں۔ اور اس طریق کار کو "سائنسی فکر" کا نام دیتے ہیں یہ بوالعجبی اس نظری تحکم پر مستزاد ہے جو خود اصولِ نقیض میں پایا جاتا ہے جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا کش مکش کی اصطلاح کو موزوں خیال کرتے ہیں اور اسی کو استعمال کرنا پسند کرتے ہیں۔

اصولِ نقیض کو معاشروں کے دائرہ میں استعمال کرنے سے (جیسا کہ مارکسزم نے کیا ہے) ان کو یہ ثابت کرنے کے لیے ایک دلیل ہاتھ آجاتی ہے کہ اشتراکیت ان سب معاشروں سے جو اس سے پہلے موجود تھے قدر و قیمت کے لحاظ سے ارفع و اعلےٰ ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ شاہی نظام والے معاشرے کا سقوط اور اپنی ضد میں تبدیل ہونے کا عمل اس طرح تشکیل پذیر ہوا کہ اس نظام میں دو متضاد عنصر موجود تھے، ایک طرف بادشاہ کے کارندے تھے اور دوسری طرف غلام اور مفلس لوگ، چنانچہ ان دونوں متضاد گروہوں کے باہمی ٹکراؤ سے "شئی" اور "ضد شئی" کا جامع (SYN THESIS) پیدا ہوا اور یہ جاگیر دار معاشرہ تھا اور یہ معاشرہ خود دو متصادم قوتوں کا مجموعہ تھا۔ ایک طرف زمین دار تھے اور دوسری جانب کاشت کار اور پھر جب ان دونوں قوتوں میں ٹکراؤ ہوا تو سرمایہ دارانہ معاشرہ وجود میں آیا۔ اب وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ سرمایہ دارانہ نظام بھی اس صنعتی دور میں اپنے اندر کی دو متضاد قوتوں کے ٹکراؤ کی بنا پر ٹوٹ پھوٹ جائے گا اور وہ متضاد قوتیں ہیں ایک طرف مزدور کی قوۃ اور دوسری طرف کارخانہ داروں کی قوت، اور اس کے نتیجہ میں جو معاشرہ پیدا ہوگا وہ مارکسزم کا اشتراکی معاشرہ ہوگا جس میں صرف ایک ہی طبقہ ہوگا۔

لیکن کیا کلیۂ نقیض اس نئے معاشرے تک پہنچ کر رک جائے گا؟ اور اپنے اس کردار سے جو اسے اپنی ضد کے بالمقابل ادا کرنا تھا اس طرح دست بردار ہو جائے گا جیسے اسی مقصد کے لیے یہ اصول گھڑا گیا تھا اور ایسا اسے ضرور کرنا چاہیے تھا ورنہ اس کے وجود میں آنے کی ضرورت ہی نہ تھی؟

"مارکسی نقطۂ نگاہ سے جب معاشرہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتا ہے تو اس عمل کے ساتھ ساتھ اس کی قدر و قیمت میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے چنانچہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاگیردارانہ معاشرہ شاہی معاشرے سے ارفع تھا۔ اور سرمایہ دارانہ معاشرہ جاگیردارانہ معاشرے سے اعلیٰ ہے۔ اور اشتراکیت تمام سرمایہ دارانہ معاشروں سے ارفع و اعلےٰ ہوگی۔

اشتراکیت کا یہ بلا دلیل دعویٰ کہ بعد میں پیدا ہونے والا ہر معاشرہ پہلے والے معاشرے سے ارفع و اعلیٰ ہوتا ہے ان کے لیے اپنے مسلک کی تبلیغ میں ایک بہت روشن اور لبھانے والے پہلو کا کام دیتا ہے اور بہت سے لوگ محض اس لیے اشتراکی بن جاتے ہیں کہ وہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ ایک ایسی دنیا وجود میں لانے کے لیے سرگرم عمل ہیں جو پہلی سب دنیاؤں سے حسین ہوگی۔"[1]

مارکسزم کے متعلق جو تفصیلات اوپر بیان ہو چکی ہیں ان سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ یہ مسلک ایک ایسے تحکم پر قائم ہے جو مطلوبہ اور پہلے سے مقرر کردہ نتائج حاصل کرنے کی رغبت کی بنا پر پیدا ہوا ہے حقیقت کی بنیاد پر نہیں۔ اور نہ اس کا مقصد حقیقت کی تلاش ہے۔

کلیہ نقیض ابتدا ہی سے جس انداز سے وہ فشٹے اور ہیگل کے فلسفہ میں ہے خود ایک خالص نظری اور فکری تحکم ہے جس کا حقیقت سے کوئی رابطہ اور تعلق نہیں ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد جب کارل مارکس اسے انسانی معاشروں کی تاریخ پر منطبق کرتا ہے تو سب سے پہلے تو وہ ارادۃً انسانی معاشروں کے ان تمام بنیادی اصولوں کو قصداً نظر انداز کر دیتا ہے جن میں کلیہ نقیض (اگر اسے درست تسلیم کر لیا جائے) کے مطابق حالات کی تبدیلی کا عمل واقع ہونا ممکن تھا اور صرف ایک اصول "اقتصاد" کو بنیاد قرار دے کر تبدیلیٔ حالات کی ساری تشریح اسی ایک اصول (اقتصاد) کے مطابق کرتا ہے جبکہ محض اقتصاد اپنی تمام تر اہمیت کے باوجود انسانی زندگی کے دیگر تمام بنیادی اصولوں کا قائم مقام

---

[1] اقتباس از کتاب "الفکر الاسلامی الحدیث وصلتہ بالاستعمار الغربی" تصنیف ڈاکٹر محمد البہی صفحہ ۳۱۱-۳۱۵۔ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوسکتا۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ مارکس صرف ایک معاشرے یعنی یورپی معاشرے کی تاریخ پر اعتماد کرتا ہے اور اس میں بھی مزید تحکم سے کام لیتے ہوئے اس معاشرے کی تاریخ کے صرف چند نکات سامنے رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات قابلِ غور ہے اور وہ یہ کہ کسی ایک نسل کے ایک فرد کا دنیا کی مختلف نسلوں کے بے شمار ادوار میں سے کسی ایک دور کی ایک نسل کے ایک معاشرے کے ان تمام عوامل و موثرات کا جائزہ لینا جو صدیوں تک اس معاشرے کی زندگی میں اپنا کردار ادا کرتے رہے ہیں خود از قبیل محالات ہے۔ اندریں صورت ظاہر ہے وہ کسی ایک معاشرے کے مظاہرِ حیات میں سے بھی صرف کسی ایک مظہر کا انتخاب کر کے صرف اسی کا جائزہ لے گا اور باقی تمام مظاہر کو چھوڑ دے گا۔ پھر یہ شخص چوتھی یا پانچویں یا دسویں مرتبہ تحکم سے کام لیتے ہوئے یہ قرار دیتا ہے کہ (معاشروں کے بننے کے سلسلہ میں) ہر بعد میں پیدا ہونے والی وضع و صورت بہر حال اور مطلقاً پہلی وضع قطع سے بہتر ہو گی اور خود ہی یہ طے کرنے کے بعد یہ نہیں چاہتا کہ ارتقائے معاشرہ کی سواری اشتراکیت سے آگے کی طرف بڑھ کر اس سے بھی بہتر کسی اور وضع و تشکیل تک پہنچے بلکہ نقطۂ اشتراکیت پر پہنچ کر تاریخ کا یہ سفر روک دیتا ہے اور مستقبل کی بھلائی کو اپنی خواہش پر قربان کر دیتا ہے۔

مسلکِ اشتراکیت کی بنیاد خالص دھاندلی اور خواہشاتِ نفسانی پر ہونے کی بے ہودگی کے علاوہ اقدار کا وزن کرتے وقت بھی اس میں ایک حماقت شامل ہو گئی ہے جو صرف اشتراکیت کے پیروکاروں تک محدود نہیں رہی بلکہ اس نے آگے بڑھ کر اپنی لپیٹ میں یورپ اور امریکہ کے ان لوگوں کو بھی لے لیا ہے جو اس مسلک کے شدید مخالف ہیں اور وہ ہے ـــــ پہلا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر تیزی سے ہر نئے کو جھپٹ لینے اور ہر اس قدر سے چھٹکارا حاصل کرنے کی حماقت جو نفسانی شہوتوں کو کھل کھیلنے سے روکے، نیز ہر قسم کی اخلاقی اور غیر اخلاقی اقدار کی پائیداری کا مذاق اڑانے کی حماقت اور یہ وہی حماقت ہے جس کے پسِ پردہ مارکسزم کے سامنے پہلے سے طے کردہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ مخصوص مقاصد اور متعین اغراض تھے جبکہ بذاتِ خود یہ حماقت کسی منطقی یا سائنسی مطالعہ کا نتیجہ نہ تھی۔

ارتقائے مطلق کا تصور دراصل ہر اس شخص کے لیے جو اس سے فائدہ اٹھانا چاہے خود کو بری الذمہ ثابت کرنے کی ایک تدبیر ہے اور یہ سب سے پہلے اور ہر چیز سے بڑھ کر حکومت کے ہاتھ میں افراد سے متعلق اپنی کارروائیوں کو جائز ثابت کرنے کا ایک ہتھیار ہے اور وہ اس طرح کہ نہ کوئی مستقل قاعدہ قانون ہوگا اور نہ کوئی مستقل قدر کہ افراد ان چیزوں کی بنیاد حکومت کے مقابلہ میں حاصل کر سکیں گے۔ اور نہ کوئی بنیادی حق متعین ہوگا جس کا حوالہ لوگ دے سکیں گے اور نہ کوئی مستقل دستور و آئین ہوگا جس کی بنا پر عوام فیصلہ طلب کر سکیں گے۔

افراد کے مقابلے میں حکومت کو من مانی کرنے کی کھلی چھٹی مل جانے کی مثال پیش کر کے خود حکومت افراد کی خواہشاتِ نفسانی کو بھی ہر قسم کی پابندی سے آزاد ہونے کا موقع مہیا کرتی ہے تاکہ وہ اس حیوانی آزادی کو اپنی چھینی ہوئی اقدار کا بدل اور سلب شدہ آزادی و حقوق کا معاوضہ سمجھیں۔

اس مسلک میں حیوانی خواہشات کو کھلی چھٹی دینا دراصل پورا پورا بدلہ ہے اقتدار کو من مانی کرنے کی آزادی مل جانے کا' اور یہ آپس کا معاہدہ دونوں فریقوں (حکومت اور عوام) کے درمیان عرف اور رواج کی خاموش اصطلاح پر قائم ہونے کی بجائے ایک فلسفیانہ اصول اور ایک سائنسی مسلک یعنی "کلیہ نقیض" اور "مادی جدلیت" پر قائم ہے۔

یہ ہے وہ مسلک جو اعلان کرتا ہے کہ دین دار و مے مدہوشی ہے اور یہ کہ دین میں دوامی اقدار کا وجود محض حکومتوں کی خدمت بجا لانے کی غرض سے ہے۔

اسلامی نظریہ کے اصول و اقدار میں ثبات و دوام قطع نظر اس کے کہ یہ کائناتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظام کا تسلسل اور پھیلاؤ ہے یہی وہ چیز ہے جو اسلامی زندگی کو ایک مستقل دائرے میں رکھتے ہوئے ایک مستقل محور کے گرد محو گردش رکھتی ہے اور یہی چیز اس بات کی ضمانت دیتی ہے کہ اسلامی فکر اور اسلامی زندگی اس کائنات کے نظام عام سے مطابق و مربوط ہونے کی خصوصیت کے حامل ہیں۔ یہی خصوصیت اسلامی فکر اور اسلامی زندگی کو اس فساد سے محفوظ رکھتی ہے جو بغیر کسی مستقل قاعدے قانون کے انسانی خواہشات کی پیروی کرنے کی صورت میں پوری کائنات کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔

اور یہی ثبات و استقلال اسلامی فکر اور اسلامی معاشرے کو اس قسم کی حماقت سے محفوظ رکھتا ہے جو مارکسی فکر اور اشتراکی معاشرے میں موجود ہے اور جو مغربی افکار اور مغربی معاشرے میں بھی بالعموم سرایت کر گئی ہے۔ حالانکہ یہ فکر و معاشرہ مذہبی اور سیاسی اعتبار سے مارکسزم سے شدید اختلاف رکھتا ہے لیکن جب سے یہ بدترین حماقت اس معاشرے میں در آئی ہے یہ بھی دین اور عقیدے کے بندھنوں سے چھٹکارا پاتا جا رہا ہے۔

اور یہی وہ چیز جو ایک مسلمان کے دل میں اور مسلم معاشرے میں اطمینان کی لہر دوڑا دیتی ہے۔ اس بات کا اطمینان کہ اس کی زندگی جس فریم کے اندر متحرک ہے وہ ثابت و دائم ہے اور جس محور کے گرد گھوم رہی ہے وہ ناقابل تبدل ہے چنانچہ اسے محسوس ہوتا کہ ثابت قدمی کے ساتھ ایک ایسے خطِ مستقیم پر اس کی پیش رفت جاری ہے جو منزل تک پہنچتا ہے اور جو ماضی حال بلکہ مستقبل پر بھی محیط ہے وہ مسلسل بڑی باقاعدگی سے آگے بڑھ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر محکم کی طرف سے طے شدہ بلندی کی طرف اونچا اٹھتا جا رہا ہے۔

پھر یہی وہ چیز ہے جو اسلامی معاشرے میں رہتے ہوئے ایک مسلمان کو بالآخر ایسے مستقل آئین و قانون کی ضمانت مہیا کرتی ہے جس کی طرف فیصلہ کی غرض سے فرد اور حکومت دونوں مساوی طور پر رجوع کر سکتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حاکم طبقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرے کے بنیادی اصولوں، آزادیوں اور حقوق پر آزادانہ دست درازی نہیں کرتا جس کے بدلے میں اسے ظلم و استبداد کی چکی میں پسے ہوئے عوام کی حیوانی خواہشات کو کھلی چھٹی دینی پڑے۔

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی نظریہ اپنے ثبات و دوام کی بنا پر اس بنیاد پر قائم ہے کہ انسانی زندگی کی دو مختلف حالتیں ہیں اور ان دونوں حالتوں کی قدر و قیمت متعین کرنے میں نہ مانے یا مقام کو کوئی دخل نہیں ہے بلکہ ہر حالت کی یا تو اپنی ذاتی قیمت ہے یا پھر اس کی قیمت اس کا وہ وزن ہے جو اللہ کی ابدی میزان میں ہے جس پر زمان و مکان کی تبدیلی کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

یہ دونوں حالتیں زمانوں اور مقامات کے اختلاف کے باوجود انسانی زندگی کو ہمیشہ لاحق ہوتی رہتی ہیں اور یہ دو حالتیں ہیں: ہدایت کی حالت اور گمراہی کی حالت۔ خواہ گمراہی کی قسمیں کتنی ہی مختلف کیوں نہ ہوں ـــــ حق کی حالت اور باطل کی حالت ـــــ خواہ باطل کے رنگ ایک دوسرے سے کتنے ہی مختلف کیوں نہ ہوں۔ نور کی حالت اور ظلمت کی حالت ـــــ خواہ ظلمت کی کیفیتیں ایک دوسرے سے کتنی ہی مختلف کیوں نہ ہوں ـــــ شریعت و قانون کی حالت اور اتباع شہوات کی حالت ـــــ خواہ خواہشات کی نوعیتیں کتنی ہی مختلف کیوں نہ ہوں ـــــ اسلام کی حالت اور جاہلیت کی حالت ـــــ خواہ جاہلیت کی شکلیں کتنی ہی مختلف کیوں نہ ہوں ـــــ ایمان کی حالت اور کفر کی حالت ـــــ خواہ کفر کسی قسم کا ہو ـــــ اب یا تو لوگ اسلام کو بطور دین یعنی منہج حیات اور نظام زندگی قبول کریں گے ورنہ پھر جو کچھ بھی ہوگا وہ کفر، جاہلیت، خواہشات نفس، ظلمت اور باطل و ضلالت ہوگا۔

ملاحظہ ہوں ارشاداتِ باری تعالیٰ:

۱: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۔ آل عمران-۱۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

۲ : وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ج۔ آلِ عمران ۸۵

اس اسلام (فرمانبرداری) کے سوا جو شخص کوئی اور دین (طریقہ) اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ (دین) ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔

۳ : فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ج يُونس۔ ۳۲

پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا باقی رہ گیا؟

۴ : ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ الجاثیہ

اس کے بعد اب اے نبیؐ ہم نے تم کو دین کے معاملہ میں ایک صاف شاہراہ (شریعت) پر قائم کیا ہے لہذا تم اسی پر چلو اور ان لوگوں کی خواہشات کا اتباع نہ کرو جو علم نہیں رکھتے۔

۵ : وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ط الانعام۔ ۱۵۳

نیز اس کی ہدایت یہ ہے کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے لہذا تم اسی پر چلو، اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس کے راستے سے ہٹا کر تمھیں پراگندہ کر دیں گے۔

۶ : اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ط البقرہ۔ ۲۵۷

جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حامی و مددگار طاغوت ہیں اور وہ انھیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں۔

۷ : وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ المائدۃ

جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔

۸ : اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ المائدۃ

تو کیا پھر جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

۹ : فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ النساء - ۵۹

پھر اگر تمھارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو، اگر تم واقعی اللہ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے ہو۔

چنانچہ جب یہ فریم غیر متبدل ہوگا تو زندگی سے متعلق افکار و نظریات اور واقعات و نظام سب کے سب اس کے اندر آزادی اور سہولت سے متحرک رہتے ہوئے ہر ایسی ترقی کو قبول کرتے رہیں گے جو اس مکمل، نہ بدلنے والے اور محکم نظریہ سے مطابقت رکھتی ہوگی۔

اس خاصیت "ثبات" کی سب سے بڑی قدر و قیمت یہ ہے کہ اس کی بنا پر وہ بنیاد مستحکم ہو جاتی ہے جس پر مسلمان کا فکر و شعور اور تصورات قائم ہوتے ہیں اور نتیجۃً اسلامی زندگی اور اسلامی معاشرہ میں استقلال و استحکام موجود رہتا ہے۔ جبکہ اس کے ساتھ ساتھ فکر و شعور اور وضع و نظام میں فطری نشو و نما کی پوری آزادی حاصل رہتی ہے جس کی وجہ سے یہ سب (فکر و شعور اور وضع و نظامِ حیات) کسی بے جان اور سنگین قالب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں منجمد ہو کر نہیں رہ جاتے جیسا کہ قرونِ وسطیٰ میں کلیسا نے کرنا چاہا تھا اور نہ ہر قاعدے قانون سے آزاد ہو جاتے ہیں جیسے کوئی فنا پذیر سیارہ اپنے فلک و مدار سے جدا ہو کر یا کوئی بے سرا ریوڑ کسی خطرناک لق و دق علاقہ میں بکھر کر ہو جاتا ہے جیسا کہ یورپ نے اپنی جدید تاریخ میں کیا ہے اور جس کا نتیجہ بالآخر مارکس کے مکروہ فکر کی صورت میں برآمد ہوا۔

اور غالباً اس نظریہ کا ثبات و استقلال ہی وہ خصوصیت ہے جو ہر قسم کے دھچکوں اور ضربوں کے علی الرغم اور ان تمام وحشیانہ حملوں کے باوجود جو مسلمانوں کے دشمن ہر علاقہ میں مسلمانوں کو گھیر گھیر کر ان پر کرتے رہے، پورے ایک ہزار سال تک اسلامی معاشرے کے بہم پیوستہ اور طاقت ور رہنے کی ضمانت بنی رہی اور اس معاشرے کی شکست و ریخت اور کمزوری اس وقت تک شروع نہیں ہوئی جب تک مسلمان اپنے نظریہ کی اس خصوصیت سے پوری طرح خالی الذہن نہیں ہو گیا اور جب تک اس کے دشمن دنیائے اسلام میں سے اسلامی تعبیر و تفسیر کو ہٹانے اور مغربی تعبیرات کو اس کی جگہ دینے میں کامیاب نہیں ہو گئے[1]

یہ بات ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ جو معاشرہ سدا ایسے الٹے پلٹے نظریات کے پیچھے بھاگتا رہے گا جو مطلقاً کسی مستقل اصل پر قائم نہ ہوں اور جو انسان کے ظنی اور محدود العلم فکر کی پیداوار ہوں۔ انسان کا علم کتنا ہی کیوں نہ ہو جائے اس کی بنیاد بہرحال ظن و تخمین و جدان، اندازے اور مفروضات پر ہو گی اور پھر وہ اپنی انہی ظنی معلومات یا پیہم بدلتی رہنے والی خواہشات کو ہی اپنا خدا بنا کر ان سے اپنے لیے نظریات اقدار اور پیمانے حاصل کرے گا۔

ہم کہہ رہے تھے کہ یہ بات یقینی ہے کہ ایسا معاشرہ ہمیشہ شدید دھچکوں کا

---

[1] تفصیلی مطالعہ کے لیے استاذ محمد قطب کی کتاب "ھل نحن مسلمون" سے رجوع کیا جائے۔ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکار اور ڈانواں ڈول رہے گا جس کی بنا پر ایسے معاشرے کے افراد کی عقل حیرت زدہ، دل شک کا مریض، اعصاب تھکے ہوئے اور زندگی غیر مطمئن ہو گی اور ایسے معاشرے کی تعمیر و تشکیل تخریب و فساد کی آماجگاہ بنی رہے گی۔

اور یہی حادثہ یورپی معاشرے میں (جو ہر مستقل اصل و بنیاد سے چھٹ کر بے لگام ہو چکا ہے) وقوع پذیر ہوا ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے آج پوری انسانیت بدبختی میں گرفتار ہے کیونکہ وہ یورپ کے بد کے ہوئے معاشروں کے پیچھے لگ کر گمراہی کے صحرا میں بھٹک رہی ہے۔

درحقیقت ایک ایسے نظریہ کا وجود انتہائی ضروری ہے جس کے اقدار و اصول مستقل ہوں اور جو ایسے منبع کی طرف سے آیا ہو جو ازلی ابدی علم و ارادے کا مالک ہو جس کے سامنے پورا ماحول اور سارا راستہ ہو اور جو راستے کے خم و پیچ سے بھی بخوبی باخبر ہو جو کوئی ایسا منصوبہ نہ بنائے جو آج بنے اور کل اس میں غلطی اور نقص ظاہر ہوں۔ نیز اس کے کاموں میں خواہشاتِ نفس اور ذاتی اغراض کی آمیزش بھی نہ ہو جو اس کے پیمانوں اور منصوبوں پر اثر انداز ہوں۔ اگر ایسا ثابت الاصل نظریہ موجود ہو تو اس کے بعد کسی قسم کی حرکت، تغیر، ترقی، نشوونما اور ارتقاء میں کوئی حرج نہیں ہو گا بلکہ یہ سب چیزیں مقصود و مطلوب ہوں گی، اور سب محفوظ طریقے پر انجام پائیں گی اور یہ سب کچھ اس نظریہ کی اس فطرت کا تقاضا بن جائے گا جس کے ماتحت ایک مستقل فریم کے اندر رہتے ہوئے ایک مستقل محور کے گرد حرکت جاری ہے لیکن اس صورت میں یہ حرکت درست سمت میں اور محفوظ طریقہ پر ہو گی اور اس مقررہ منزل تک پہنچائے گی جس کا رُخ کیا گیا ہے ہر قدم متوازن سیدھا اور پختہ اٹھے گا اور یہی چیز ایک منظم و محکم اور طویل زندگی کی ضامن ہے۔

چونکہ ہمیں اسلامی نظریہ کی اس خصوصیت یعنی ایک مستقل فریم کے اندر رہتے ہوئے ایک مستقل محور کے گرد محو گردش رہنے کی خصوصیت کا مضبوط سہارا میسّر ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے ہمیں کوئی ایسی احتیاطی تدبیر اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے جس سے زندگی کسی سنگین ڈھانچے میں جامد ہونے سے محفوظ رہے۔ کیونکہ اس نظریہ کو اور ایسی زندگی کو جو اس نظریہ کے فریم کے اندر رہتے ہوئے متحرک ہوگی، جمود کا کوئی خطرہ نہیں ہے اس لیے کہ ایسی زندگی کا تو قانون ہی حرکت ہے بعینہٖ اسی طرح جس طرح اس کائنات کی تعمیر میں قانونِ حرکت کارفرما ہے۔ اور کائنات نہ تو جامد ہوتی ہے نہ بوسیدہ۔ نہ اس میں فساد پیدا ہوتا ہے اور نہ ساکن ہوتی ہے۔ کائنات میں تو ہر دم حرکت جاری ہے اور مسلسل تغیر و ارتقا واقع ہوتا رہتا ہے اور ہر لحظہ نئی نئی شکلیں اختیار کرتی رہتی ہے لیکن کائنات کی حرکت اس حقیقتِ اصلیہ کو باقی رکھتے ہوئے جاری ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے۔

جب ہم مغربی مسالکِ فکر کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کا غالب مزاج یہ نظر آتا ہے کہ ان میں ایسے ارتقائے مطلق کو ملحوظ رکھا گیا ہے جو کسی مستقل اصل و بنیاد سے وابستہ نہ ہو۔ چنانچہ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ان عوامل کو مدنظر رکھیں جن کی بنا پر یہ فکر اس طرف مائل یا اس طرح خود سر ہو گیا۔ اور یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ یورپی فکر علی الاطلاق ہر دینی طرزِ فکر کے خلاف گہری دشمنی کی کمین گاہ کیسے بن گیا اور وہ اسباب کیا ہیں جو پس پردہ اس دشمنی کے محرک ہیں۔ اور یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ مغربی فکر کے تمام مناہج اس بنا پر کہ ان کی جڑ میں یہ دشمنی گہری اتری ہوئی ہے اس قابل نہیں ہیں کہ ان کو اسلامی مناہج پر منطبق کیا جا سکے اور نہ ہم ان سے اپنی اسلامی بحث و تحقیق میں کوئی مدد لے سکتے ہیں

ہم یورپی فکر میں سے کبھی کسی منہج کا اقتباس لے لیتے ہیں کبھی ان کے حاصل کردہ نتائج کا حوالہ یا دکر لیتے ہیں اور کبھی ان کا کوئی چھٹا ہوا ٹکڑا اٹھا لیتے ہیں پھر جب اسلام یا معاشرے یا مناہجِ فکر و نظر کے موضوعات پر گفتگو کرنے لگتے ہیں تو ان چیزوں کو ان کے ساتھ خلط ملط کر دیتے ہیں اور یہ ایسی جہالت ہے جسے علم کے لباس میں پیش کر کے اس پر فخر کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے اور کبھی کبھی اس جہالت کے ساتھ حماقت اور بدنیتی کا بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

جرمن نومسلم علامہ محمد اسد (سابق لیوپولڈ فائس) اپنی بلند پایہ تصنیف

"الاسلام علی مفترق الطریق" میں رقمطراز ہیں :

"تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ تمام تمدن اور سب تہذیبیں نامیاتی (ORGANIC) اجسام اور ذی حیات مخلوق سے مشابہ ہیں۔ انھیں بھی زندگی کے ان تمام مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جن سے باقی تمام نامیاتی اجسام گزرتے ہیں۔ تہذیبیں پیدا ہوتی ہیں، جوان ہوتی ہیں اور پھر پختہ عمر کو پہنچ کر بالآخر گل سڑ جاتی ہیں، گویا تہذیبیں نباتات کی مانند ہیں جو پہلے مرجھاتی ہے پھر مٹی ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح ہر تہذیب اپنے دورِ آخر میں مر کر دوسری نو خیز تہذیب کے پنپنے کی راہ ہموار کرتی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس کلیہ کا اطلاق اسلام پر بھی ہوتا ہے؟ بسا اوقات سرسری نگاہ سے دیکھنے میں ایسا ہی نظر آتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک یقینی بات ہے کہ اسلامی تہذیب نے بھی شاندار ترقی کا دور اور بہار کا موسم دیکھا ہے۔ اس تہذیب میں وہ قوت تھی جو مردوں کو بڑے بڑے کارناموں اور ہر قسم کی قربانی پر آمادہ کرتی ہے۔ اسلامی تہذیب نے پہلی قوموں کے آثار و نشانات مٹا دیے اور نئی حکومتیں پیدا کیں، پھر اس کی ترقی رک گئی اور بالآخر زوال پذیر ہو گئی اور اب لفظِ بے معنی بن کر رہ گئی۔ اور آج ہم اس کے مکمل زوال و انحطاط کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

لیکن کیا بات صرف اتنی ہی ہے ؟

جب ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اسلام دوسری تہذیبوں کی مانند محض ایک تہذیب نہیں ہے اور نہ یہ محض انسانی سوچ یا کوشش کا کوئی سیدھا سادھا نتیجہ ہے بلکہ یہ تو شریعت کا ایک ایسا قانون ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ اور ہر زمانے کے انسانوں کے لیے اس غرض سے جاری فرمایا ہے کہ وہ اس کے مطابق عمل کریں تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقف یکسر بدل جاتا ہے۔

اور پھر جب ہمارے عقیدے کے مطابق اسلامی تہذیب تو نتیجہ ہی اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی شریعت پر ہمارے عمل کرنے کا ہے تو ہم ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسلامی تہذیب بھی دوسری تہذیبوں کی مانند محض ایک تہذیب ہے جو گردشِ روزگار سے زوال پذیر اور نامیاتی زندگی کے قوانین کی پابند ہے۔ پھر جو چیز اسلام کا زوال نظر آرہی ہے وہ درحقیقت وہ مرگِ آرزو اور بے یقینی ہے جو ہمارے دلوں میں جاگزین ہے جس کی وجہ سے ہمارے دل اس قدر بے حس اور گراں گوش ہو گئے ہیں کہ ازلی آواز پر بھی کان نہیں دھرتے۔ علاوہ ازیں ہمارے سامنے کوئی نمایاں علامت بھی ایسی نہیں ہے جو یہ ثابت کر سکے کہ انسانیت کو اپنی موجودہ نشوونما ارتقاء کے باوجود آج اسلام کی ضرورت نہیں رہی جبکہ وہ ابھی تک اس قابل نہیں ہو سکی کہ عملی بنیاد پر انسانی اخوت کا کوئی جامع تصور پیش کر سکے حالانکہ اسلام بلند تر قومیت (اُمت) کا تصور دے کر یہ کارنامہ انجام دے چکا ہے۔ بعینہٖ آج کی انسانیت ابھی تک کوئی ایسا معاشرہ تعمیر نہیں کر سکی جس میں تصادم اور ٹکراؤ کم سے کم ہو جیسا کہ اسلام کے معاشرتی نظام میں یہ چیز اپنی مکمل شکل میں موجود ہے۔ اسی طرح آج کی انسانیت نہ تو انسان کا مقام و مرتبہ بلند کر سکی نہ اس نے انسان کے شعورِ امن میں اضافہ کیا ہے اور نہ روحانی امید و رجا پیدا کر کے انسان کو خوش بختی عطا کی ہے۔

جب ہمیں صاف نظر آرہا ہے کہ نوعِ انسانی ان تمام امور میں جس مقام تک پہنچ سکی ہے اس کی سطح اس معیار سے بہت نیچی ہے جو اسلام کے منہج میں پایا جاتا ہے۔ اندریں صورت یہ کہنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے کہ اسلام کا زمانہ لد گیا ہے۔ کیا یہ بات محض اس بنا پر کہی جائے کہ اسلامی تہذیب کی تمام بنیادیں دینِ خالص پر استوار ہیں اور دینی رجحان کا فیشن اب نہیں رہا؟ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک نظام جس کی بنیاد تمام تر دین پر ہے زندگی کے لیے ایک ایسا دستور العمل پیش کرتا ہے جو ان تمام منہجوں سے جو انسانی عقل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی اختراع یا اصلاح و ترمیم سے پیش کر سکتی ہے۔ سب سے زیادہ مکمل ٹھوس اور انسان کے نفسیاتی مزاج سے مطابقت رکھتا ہے تو کیا یہ خود اس بات کا قطعی ثبوت نہیں ہے کہ یہ دین باقی تمام ادیان سے اشرف و اعلیٰ ہے۔

انسان نے اپنی سعی و کوشش سے آج تک جس قدر ایجادیں اور اختراعیں کی ہیں اور جن جن دریافتوں تک پہنچا ہے اسلام یقیناً ان سب کی تائید و حمایت کرتا ہے۔ ہمارے پاس یہ بات ثابت کرنے کے لیے ہر قسم کے دلائل موجود ہیں کیونکہ اسلام نے ان ایجادات و اختراعات تک انسان کی رسائی سے بہت عرصہ پہلے ہی ایسی کوششوں کو مستحسن قرار دے کر ان کی طرف اشارہ کر دیا تھا۔

بعینہٖ اسلام نے ان کوتاہیوں، لغزشوں اور غلطیوں کی بھی نشان دہی کر دی تھی جو انسان سے اپنے سفرِ ارتقاء کے دوران سرزد ہوئی ہیں کیونکہ اسلام نے انسانوں کے اس نتیجہ پر پہنچنے سے پہلے ہی کہ اس کے یہ اقدامات غلط ہیں، ایسی باتوں سے بچنے کی بلند آواز اور واضح الفاظ میں تنبیہ کر دی تھی۔ بنا بریں اگر ہم دینی اعتقاد سے صرفِ نظر بھی کر لیں اور خالص عقلی نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو بھی اس ہدایت کا جو اسلام کی صورت میں موجود ہے پورے وثوق و اعتماد کے ساتھ عملاً اتباع کرنے کا اشتیاق بشدت پیدا ہوتا ہے۔

ہمیں اسلام میں کسی اصلاح کی ضرورت کا مفروضہ قائم کرنے کی احتیاج نہیں ہے جیسا کہ بعض مسلمان خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ اسلام تو پہلے ہی از خود مکمل ہے۔ اس وقت ضرورت اس چیز کی ہے کہ ہم دین کے سلسلہ میں اپنا موقف درست کریں اور اپنی سستی، کوتاہ نگاہی اور مغالطوں کو دور کرنے کی تدبیر کریں۔ مختصر لفظوں میں یہ کہ اپنی برائیوں اور خامیوں کو دور کریں۔

اسلام ایک روحانی اور معاشرتی نظام کے لحاظ سے اتنا مکمل و مستحکم ہے کہ ہر قسم کی تحسین و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستائش سے بے نیاز ہے۔ چنانچہ اس کے مفاہیم اور معاشرتی تنظیم میں کسی اجنبی تہذیب کی تقلید کرتے ہوئے جو بھی تبدیلی لائی جائے گی خواہ وہ کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو نتیجہ انتہائی افسوسناک ہوگا۔ اور انجام کار حقیقی خسارہ ہمیں ہوگا۔[1]

اور میں کہتا ہوں کہ یہ خسارہ صرف ہمارا یعنی مسلمانوں کا نہیں ہوگا بلکہ پورے عالم انسانیت کا ہوگا۔ پوری انسانیت کا اس طرح کہ ایک تو ایسا کرنے سے اللہ تعالےٰ کی ہدایت کا واحد سرچشمہ جو دنیا میں باقی رہ گیا ہے اور جس سے اب بھی ہدایتِ الٰہی کا شرابِ ناب پیا جاسکتا ہے تحریف کی وجہ سے بدنما اور بیرونی میل کچیل کی آمیزش سے مکدّر و مسموم ہو جائے گا۔ دوسرے یہ نقصان پوری انسانیت کا نقصان اس بنا پر ہوگا کہ اس طریقِ کار سے انسانیت اس زمین پر (جو طرح طرح کی خواہشات و اغراضِ نفسانی کے بوجھ تلے دبی ہوئی ڈول رہی اور بلبلا رہی ہے اور جس کے بحر و بر میں انسانوں کی بداعمالیوں سے فساد برپا ہے) ایک مستقل اور مستحکم پناہ گاہ سے محروم ہو جائے گی جبکہ اب انسانیت کے پاس اس محفوظ و مستحکم پناہ گاہ کے سوا جسے براہِ راست اللہ تعالےٰ کی سرپرستی حاصل ہے کوئی اور ملجا و ماویٰ نہیں ہے۔

چنانچہ جو لوگ اس پناہ گاہ کو بنیادوں سے ہلانے کی کوشش کر رہے ہیں خواہ وہ تجدید کے نام پر ہو یا اصلاح و ارتقا کے نام پر یا ان الجھنوں سے نجات پانے کے نام پر جو قرونِ وسطیٰ سے میراث میں ملی ہیں یا اس کے علاوہ کسی اور عنوان کے تحت ہو وہ سب لوگ ہمارے حقیقی دشمن ہیں۔ نہیں! بلکہ وہ پوری نوعِ انسانی کے دشمن ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ انھیں جھٹک دیں اور ان کی بات نہ سُنیں بلکہ پوری نوعِ انسانی سے ہمارا مطالبہ ہے کہ ان لوگوں سے دُور رہے اور بچے!

---

[1] اقتباس از کتاب "اسلام علی مفترق الطریق" تالیف علّامہ محمد اسد۔ ترجمہ عمر فروخ صفحات ۱۰۹ تا ۱۱۲ (مصنّف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ لوگ ترقی کے نام پر رجعیت ختم کرنے کی باتیں کرتے ہیں حالانکہ خود ان کا اپنا حال یہ ہے کہ ابھی تک انیسویں بلکہ اٹھارویں صدی کے حاصل کردہ نتائج کے تجزیہ میں مشغول ہیں (اور وہ بھی اپنے نہیں یورپ کے حاصل کردہ نتائج کا) اور ابھی تک بیسویں صدی کے نتائج تک نہیں پہنچ سکے۔ گویا یہ لوگ اپنی سوچ میں کم از کم نصف صدی پیچھے ہیں۔ یہ لوگ ابھی تک یہ نہیں جان سکے کہ یورپ کے عوامی ذہن میں مارکسزم اور ڈارون ازم کی حیوانیت کا مخالف فکر ایک بہت ہی نمایاں علامت کے طور پر ابھرنا شروع ہو گیا ہے جبکہ یہ لوگ ابھی تک مارکسی مادی، جدلیت، اس کے مختلف شعبوں اور ڈارونی فلسفہ نشوو ارتقاء اور اسکی شاخوں کی پرستش کر رہے ہیں۔ حقیقتاً رجعی (پس ماندہ) خود یہ لوگ ہیں اور انھیں گھمنڈ یہ ہے کہ ہم ترقی پسند ہیں۔ حقیقی ترقی پسندی تو خود آج خود کو مذہب کی طرف لوٹنے کے لیے بے تاب پا رہی ہے تاکہ تین صدیوں کی سرگشتگی، بے چینی اور انتشار کے بعد اسے مذہب کی آغوش میں سکون و اطمینان کی دولت اور یقین و ایمان کی راحت نصیب ہو۔

ہم مسلمان جنھیں اللہ تعالیٰ نے ایسے تاریخی حوادث کے شر سے محفوظ رکھا ہے جن کے زیر اثر فکرِ مغرب ضلالت و جہالت کے صحراؤں میں کھو گیا، ہم بھی اگر تاریخی حوادث کے جبر اور کسی عذر و سبب کے بغیر اپنی رضا و رغبت سے اس گمراہی میں مبتلا ہو گئے تو پھر ہم سے بڑا احمق کوئی نہ ہوگا۔

اس صورت میں ہم محض اپنے آپ کو ہی اس بھول بھلیاں میں ضائع نہیں کرینگے بلکہ یہ پوری انسانیت کا زیاں ہوگا، پورا عالم انسانیت تباہ ہوگا۔ کیوں کہ اس صورت میں وہ مستقل پناہ گاہ چھن جائیگی جس میں عالم انسانیت طویل انتشار، بے چینی اور لغزشوں کے بعد کسی دن لوٹ کر پناہ لے سکتا ہے اور وہاں اسے اطمینان و قرار میسر آسکتا ہے۔

بنا بریں ضروری ہے کہ ہم اس عظیم ذمہ داری کو محسوس کریں جو اس سلسلہ میں نہ صرف اپنی ذات کی طرف سے بلکہ پورے عالم انسانیت کی طرف سے ہم پر عاید ہوتی ہے۔ ٭

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمول

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ[1] ﴿۱۲﴾ یٰسین

اسلامی نظریہ کی تیسری خاصیت شمول ہے۔ اس نظریہ میں یہ خاصیت بھی اس کی پہلی خاصیت یعنی اس کے "ربانی" مزاج کی بنا پر پیدا ہوئی ہے۔ ربانی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ یہ نظریہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے انسان کا وضع کردہ نہیں ہے اور شمول" یعنی جامعیت، عموم اور ہمہ گیری اللہ تعالےٰ کی صنعت کا بنیادی انداز و مزاج ہے۔

انسان چونکہ ایک تو زمان و مکان کی حدود کا قیدی ہے۔ عدم سے وجود میں آتا ہے اور پیدا ہونے کے بعد اس کا مادی وجود پھر ختم ہو جاتا ہے اور جگہ کے اندر رہتا ہے خواہ فرد ہو نسل ہو یا قوم جگہ کے بغیر کسی کا وجود ممکن نہیں اور نہ دائرہ مکان سے باہر جا سکتا ہے۔ اسی طرح زمانہ کے اندر پایا جائے گا۔ دائرہ زمان سے باہر نہیں جا سکتا۔ دوسرے انسان علم، تجربہ اور ادراک کے اعتبار سے بھی محدود صلاحیتوں کا مالک ہے۔ انسان کا علم اس کے وجود میں آنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور اس کا مبلغ علم صرف اسی قدر ہے جو اس کے زمانی و مکانی وجود کی بساط اور اس کے فرائض کی حدود کے لیے مناسب ہے (جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں) پھر انسان ان تمام پہلوؤں میں محدود بساط کا مالک ہونے کے علاوہ اپنی کمزوریوں، رجحانات،

---

[1] ہر چیز کو ہم نے ایک کھلی کتاب میں درج کر رکھا ہے۔ (آیت ۱۲۔ یٰسین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہشات اور اغراض کا بھی محکوم ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ اپنی قدرت و صلاحیت کی کمی اور اپنی جہالت کے زیر اثر بھی ہے۔

انسان کے احوال و ظروف یہ ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔ یہ انسان جب بھی کوئی اعتقادی نظریہ یا زندگی کے لیے کوئی منہاج بطور خود بنانے کے متعلق سوچے گا تو اس کی سوچ انہی خصائص کی حامل ہوگی جن کا اس کے پورے وجود پر قبضہ ہے۔ اس کی سوچ ادھوری ہوگی ایک وقت اور ایک جگہ کے لیے کام دے گی، دوسری جگہ اور دوسرے وقت بے مصرف ہو جائے گی۔ ایک حالت کے لیے مناسب ہوگی دوسری حالت کے لیے نہیں۔ ایک سطح تک کام دے گی دوسری کے لیے بے کار ہوگی۔ علاوہ بریں انسان کسی ایک معاملہ پر بھی اس طرح غور و فکر نہیں کر سکتا کہ اس کے تمام پہلو اور جہتیں اس کے تمام حالات، سب کیفیتیں اور صورتیں، اس کے جملہ اصول و اسباب بیک وقت اس کے سامنے ہوں۔ کیوں کہ یہ سب امور زمان و مکان کے لامحدود سلسلہ پر پھیلے ہوئے اور ایسے اسباب و علل کے تحت ہیں جو انسان کی طاقت و صلاحیت سے ماورائے اور ادراک انسانی کی رسائی سے باہر ہیں۔ اور اس پر مستزاد دو مزید عیب ایسے ہیں جو انسانی فکر کی خامی اور نارسائی کو ثابت کرتے ہیں اور وہ ہیں ضعف[1] اور خواہش نفس[2]۔ جو کہ انسان کی بنیادی خاصیتیں ہیں۔

بنا بریں یہ بات ممکن ہی نہیں کہ انسانی فکر کوئی ایسا نظریہ بنا سکے یا انسان کا بنایا ہوا کوئی منہج ایسا ہو جس میں جامعیت و شمول کی صفت بہ تمام و کمال موجود ہو۔ انسانی سوچ ہمیشہ جزوی اور وقتی ہوگی۔

جزوی ہونے کی وجہ سے اس میں نقائص ہوں گے اور وقتی ہونے کی بنا پر غیر متوازن اور غیر مستقل ہوگی اور اس کو تبدیل کرتے رہنا ضروری ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تمام مکاتب فکر جو انسان نے مستقل طور پر خود بنائے ہیں۔ اور وہ تمام منہج جو انسان نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازخود وضع کیے ہیں ان میں ہمیشہ اور مسلسل شکست وریخت ہوتی رہتی ہے اور نہ ختم ہونے والے مناقشے اور جھگڑے اپنی مثالی شکل میں جاری رہتے ہیں اور یہی چیز ہے جو آج یورپ کی تاریخ میں اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی نظر آرہی ہے۔

لیکن یہی کام جب اللہ تعالیٰ سرانجام دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا اعتقادی نظریہ اور اس نظریہ میں سے جنم لینے والا منہج حیات دونوں ہر اس خامی، عیب، کمزوری اور بے ترتیبی سے پاک ہوتے ہیں جو انسانی کاموں کا خاصا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلامی نظریہ جو اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے اس میں عموم وجامعیت کی خصوصیت بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔

خاصیتِ شمول (جامعیت وہمہ گیری) جو اس نظریہ کی مخصوص علامت بھی ہے، متعدد صورتوں میں نظر آتی ہے۔

ان صورتوں میں سے پہلی اور سب سے بڑی صورت یہ ہے کہ اس نظریہ میں کائنات کے وجود کا مصدر ومنبع ذات باری تعالیٰ کو قرار دیا گیا ہے جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ کائنات کی ابتدائی تخلیق، اور وجود میں آنے کے بعد اس میں ہونے والی ہر حرکت نیز جو نئی چیز یہاں جنم لیتی ہے اور جو نئے حالات پیدا ہوتے ہیں، جو تبدیلی اور ارتقاء ہوتا ہے پھر ان سب امور کی نگرانی، ان کی تدبیر، ان میں تصرّف، ان کا انتظام سب کا سب اللہ تعالےٰ کی ازلی ابدی، سرمدی ذات کے ارادۂ مطلقہ کے تابع ہے۔ اور یہ ذات جو ارادے کی مالک بھی ہے، قادر بھی ہے اور اپنی مشیّت میں مطلقاً آزاد ہے، یہی ذات اس کائنات کی خالق بھی ہے اور اسی نے یہاں کی ہر چیز کو ہر جاندار کو یہاں ہونے والی ہر حرکت کو اور پیدا ہونے والی ہر چیز اور حالت کو ہر تحوّر وتغیر اور ارتقاء کو ایک خاص اندازے کے مطابق اور محض اپنے ارادے کے اشارے سے پیدا فرمایا ہے۔

گویا اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے اس کائنات کو ابتداءً بھی پیدا فرمایا ہے اور یہاں کا ہر تغیر اور ہر نئی صورتِ حال بھی اسی کی مشیّت کے ماتحت وقوع پذیر ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراصل یہی حقیقت اسلامی نظریہ کا پہلا اور بنیادی اصول ہے یعنی "توحیدِ کبریٰ"۔

قرآن حکیم کا کافی ضخیم حصہ اسی حقیقت کے اثبات وضاحت پر مشتمل ہے جو سب کا سب یہاں پیش کرنا مشکل ہے اس میں سے کچھ اس کتاب کے اسی حصہ میں خاصیتِ "ایجابیۃ" کے زیرِعنوان پیش کیا جائے اور کچھ کا بیان اسی حصہ کے آخر میں "توحید" کے عنوان کے تحت ہوگا۔ باقی ماندہ مکمل تفصیل اسلامی اصولوں میں سے پہلے اصول کے طور پر اس موضوع کے دوسرے حصہ میں آئے گی جو اصولوں کے بیان کے لیے مخصوص ہے۔ چنانچہ یہاں ہم صرف اس خاصیّت کی قیمت (VALUE) کا اندازہ قائم کرنے پر اکتفا کرتے۔

اسلامی نظریہ اپنی خاصیتِ شمول (جامعیت) کی اس صورت یعنی توحید کی بنا پر یقیناً اس قابل ہے کہ یہ ہمیں پہلے تو اس کائنات کے وجود کی قابلِ فہم تفسیر مہیّا کرتا ہے اس کے بعد یہاں ہونے والی ہر حرکت اور جنم لینے والی ہر نئی کیفیت کی تعبیر پیش کرتا ہے۔ بالخصوص یہی نظریہ ہے جو بے جان مادہ میں سے ظہورِ حیات کے عجیب کرشمہ (PHENOMENON) کی قابلِ فہم تفسیر عطا کرتا ہے۔ زندگی بلاشبہ بے جان مادے سے مختلف کوئی اور چیز ہے کوئی حیران کن اور عجیب چیز جو مقصود بالذات بھی ہے اور اس کے خواص اور بے جان مادے کے خواص کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا وجود اور عدم کے درمیان۔

یقیناً یہ کائنات سب سے پہلے انسان کے سامنے اپنا وجود پیش کر کے اس سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس کو سمجھے اور اس کے وجود کی تعبیر و تفسیر پیش کرے پھر انسان کا سابقہ کائنات کے نظم و ترتیب، اس کے توازن اور عجیب و غریب موزون و مناسب حالات سے پڑتا ہے (جن کے بارے میں وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ ایسے موزون حالات کا اتفاقاً پیدا ہو جانا محال ہے۔ کیونکہ اتفاقات بھی ایک خاص قانون کے تابع ہیں جس کے ساتھ ساتھ ان موزوں حالات کا بھی اتفاقاً پیدا ہو جانا ناممکن بات ہے) اور کائنات انسان سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس عجیب نظم و ترتیب اور توازن و توافق کو سمجھے اور ان کی توجیہ و تعبیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کرے۔

اسی طرح خود زندگی بھی انسان کے سامنے بہت سے سوالیہ نشانات اُبھارتی ہے جو خواہ اتنے گہرے نہ ہوں لیکن تعداد میں کسی صورت ان سوالات سے کم نہ ہوں گے جو کائنات اپنے وجود اور اپنی نظم و ترتیب کی بنا پر انسان کے دل میں اٹھاتی ہے۔

آخر بے جان مادے میں زندگی کیسے پیدا ہوگی؟ اور زندگی نے اپنا یہ عجیب و غریب کردار جو ہزاروں قسم کے مناسب و موافق حالات کا مرہونِ منت اور انتہائی باریک بینی و نفاست سے بنائے گئے تخمینوں اور جانچے ہوئے میزانیوں پر محیط ہے زندگی نے اپنا یہ کردار آخر کس طرح ادا کیا اور مسلسل ادا کرتی چلی جا رہی ہے؟

صرف اسلامی نظریہ ہی واحد نظریہ ہے جو ہمارے سامنے تعمیرِ کائنات میں کارفرما ان تمام مناسب و موزون حالات کی قابلِ فہم توجیہ پیش کر سکتا ہے اور یہی نظریہ ہمیں وجودِ کائنات کی ایسی تفسیر بتا سکتا ہے جس سے ہم کائنات کے بارے میں تمام سوالات کا سامنا کرتے ہوئے سمجھ سکیں کہ شروع میں یہ کائنات کیسے وجود میں آئی اور پیدائش کے بعد اس میں مزید نشو و نما کیسے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اسی طرح صرف یہی نظریہ بے جان مادے میں سے زندگی کے پیدا ہونے کے راز اور زندگی کے عجیب کردار اور رویہ کے بھید سے اس انداز میں پردہ اٹھا سکتا ہے کہ نہ تو ہمیں کسی سوال سے فرار اختیار کرنا پڑے اور نہ بے معنی اور لغو جوابات دینے یا ایسے پہلوؤں پر محمول کر کے ٹالنے پر مجبور ہونا پڑے جن کا مفہوم ہی متعین نہ ہو مثلاً فطرت وغیرہ کا نام لے کر۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ وجود اور عدم کے درمیان جو طویل فاصلہ ہے اسے انسانی عقل از خود طے نہیں کر سکتی۔ آخر یہ دنیا پیدا کیسے ہو گئی؟ اگر آپ کہتے ہیں کہ فطرت نے پیدا کی اور فطرت سے مُراد کوئی مادی وجود لیتے ہیں تو پھر یہ فطرت کیسے پیدا ہوئی؟ عقل انسانی کے پاس اس ہولناک فاصلہ کو طے کرنے کا صرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی طریقہ ہے کہ ایک ایسے صاحبِ اختیار وارادہ خالق کا حوالہ دے جو کسی چیز کو پیدا ہونے کا حکم دے اور وہ چیز وجود میں آجائے۔ عقل جب تک ایسے صاحبِ ارادہ خلاق کا اعتراف نہیں کرے گی اس وقت تک تخلیقِ کائنات کا سبب بتانے اور اس کی توجیہہ کرنے میں یا تو قطعاً ناکام رہے گی اور یا فلسفیوں کی مانند ٹامک ٹوئیاں مارتی رہے گی جس طرح وہ مختلف اَدوار میں بھٹکتے رہے ہیں۔

بے جان مادہ اور ذی حیات خلیہ کے درمیان بھی تقریباً اتنا ہی فاصلہ ہے جس قدر فاصلہ وجود اور عدم کے درمیان ہے۔ یہ ہولناک فاصلہ بھی عقلِ انسانی عبور نہیں کر سکتی۔ اسے طے کرنے کا بھی صرف یہی طریقہ ہے کہ ایک ایسے ارادے کی طرف منسوب کر دیا جائے جو ہر چیز پیدا فرما سکتا ہے اور بغیر کسی سابق مثال کے پیدا فرماتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ارادے کی طرف۔ "جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور اسے رہنمائی بھی عطا فرمائی"۔

انسان کی عقل اور انسان کا وجود دونوں ہی صرف اسی جواب سے اطمینان کی راحت حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ یہ مانے بغیر چارہ کار نہیں ہے کہ بے جان مادّے میں زندگی کسی ایسے منبع کی طرف سے آئی ہے جو اُن مادی اشیا کے علاوہ ہے جن میں زندگی کا وجود ہے ہی نہیں۔ ظاہر ہے کہ جس کے پاس جو چیز موجود ہی نہ ہو وہ وہی چیز کسی دوسرے کو نہیں دے سکتا۔ اور یہ کہنا بھی ممکن نہیں ہے کہ حیات مادے کے اندر پوشیدہ خاصیتوں میں سے ایک خاصیت ہے کیونکہ اگر یہ مادے کی ذاتی خاصیت تھی تو بغیر کسی مدبّر کے اور بغیر کسی طے شدہ مقصد کے جو پسِ پردہ کارفرما ہو، یہ خاصیت مادے کے اندر لامحدود سالوں تک ایک مقررہ وقت پر ظاہر ہونے کیلیے چھپی کیسے رہی۔

اس موقعہ پر کائنات اور زندگی کے بارے میں یہ مختصر گفتگو ہی کافی ہے اس موضوع پر تفصیلی گفتگو اس کتاب کے دوسرے حصہ میں اس کے مخصوص مقام پر ہوگی۔ اب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم پھر خاصیتِ شمول کی طرف آتے ہیں جس پر بات ہو رہی تھی۔ ہم نے کہا تھا کہ شمول کی یہ خاصیت اسلامی نظریہ کے اس انداز میں بخوبی جلوہ فرما ہے کہ اس نظریہ میں کائنات کی ہر چیز کو اللہ کی طرف اور اس کے ہمہ گیر ارادے، تدبیر، نگرانی کی طرف اور ہر چیز پر اللہ کے مکمل اقتدار کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم چند آیات قرآنیہ پیش کرتے ہیں جو اس خاصیت کی واضح تصویر کشی کرتی ہیں:

۱۔ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ القمر

ہم نے ہر چیز ایک "تقدیر (اندازے)" کے ساتھ پیدا کی ہے۔

۲۔ وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ﴿۲﴾ الفرقان

جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی ایک "تقدیر" مقرر کی۔

۳۔ وَ كُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿۸﴾ الرعد

ہر چیز کے لیے اس کے ہاں ایک مقدار مقرر ہے۔

۴۔ اَلَّذِیْۤ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ طٰہٰ

جس نے ہر چیز کو اس کی ساخت بخشی پھر اس کو راستہ بتایا۔

۵۔ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ النحل

ہمیں کسی چیز کو وجود میں لانے کیلیے اس سے زیادہ کچھ کرنا نہیں ہوتا کہ اسے حکم دیں کہ "ہو جا" اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

۶۔ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا ۙ وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۴﴾ الاعراف

درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پیدا کیا۔ پھر اپنے تختِ سلطنت پر جلوہ فرما ہوا۔ جو رات کو دن پر ڈھانپ دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کیے۔ سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔ خبردار رہو! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔

۷۔ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ یٰسین

ان کے لیے ایک اور نشانی رات ہے ہم اس کے اُوپر سے دن ہٹا دیتے ہیں تو ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اور سورج وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے۔ اور چاند اس کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ ان میں سے گزرتا ہوا وہ پھر کھجور کی سوکھی شاخ کے مانند رہ جاتا ہے۔ نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

۸۔ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ النور

اور اللہ نے ہر جاندار ایک طرح کے پانی سے پیدا کیا۔ کوئی پیٹ کے بل چل رہا ہے تو کوئی دو ٹانگوں پر اور کوئی چار ٹانگوں پر۔ جو کچھ وہ چاہتا ہے پیدا کرتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۹۔ : وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ۔ الانبیاء (۳۰)

اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔

۱۰۔ : اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ الانعام

دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا اللہ ہے۔ وہی زندہ کو مُردہ سے نکالتا ہے اور وہی مُردہ کو زندہ سے خارج کرتا ہے۔ یہ سارے کام کرنے والا تو اللہ ہے پھر تم کدھر بہکے چلے جا رہے ہو؟ پردۂ شب کو چاک کر کے وہی صبح نکالتا ہے۔ اسی نے رات کو سکون کا وقت بنایا ہے۔ اسی نے چاند اور سورج کے طلوع و غروب کا حساب مقرر کیا ہے۔ یہ سب اسی زبردست قدرت اور علم رکھنے والے کے ٹھیرائے ہوئے اندازے ہیں۔ اور وہی ہے جس نے تمھارے لیے تاروں کو صحرا اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا۔ دیکھو ہم نے نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں اُن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔ اور وہی ہے جس نے ایک متنفس سے تم کو پیدا کیا۔ پھر ہر ایک کے لیے ایک جائے قرار ہے اور ایک اس کو سونپے جانے کی جگہ۔ یہ نشانیاں ہم نے واضح کر دی ہیں ان لوگوں کے لیے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ اور وہی ہے جس نے آسمانوں سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات اگائی پھر اس سے ہرے ہرے کھیت اور درخت پیدا کیے پھر ان سے تہ برتہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پیدا کیے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں اور انگور، زیتون اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیات جدا جدا بھی ہیں ۔ یہ درخت جب پھلتے ہیں تو ان میں پھل آنے اور پھر ان کے پکنے کی کیفیت ذرا غور کی نظر سے دیکھو، ان چیزوں میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔

اسلامی نظریہ میں اس بات کا اس قدر اہتمام کیا گیا ہے کہ ایسے امور و واقعات کو بھی جن کا ظاہری اور قریبی سبب سامنے نظر آ رہا ہو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے منسوب کر دیا جاتا ہے جو اسباب قریبہ کے پس پردہ کار فرما ہے۔ ملاحظہ ہو :

۱۔ اَفَرَءَيْتُم مَّا تُمْنُونَ ﴿٥٨﴾ ءَاَنتُمْ تَخْلُقُونَهُۥٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُونَ ﴿٥٩﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٦٠﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنشِئَكُمْ فِى مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُولٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾ اَفَرَءَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ﴿٦٣﴾ ءَاَنتُمْ تَزْرَعُونَهُۥٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُونَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ﴿٦٥﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُونَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٦٧﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِى تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾ ءَاَنتُمْ اَنزَلْتُمُوهُ مِنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ
النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ
جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ الواقعه

کبھی تم نے غور کیا یہ نطفہ جو تم ڈالتے ہو اس سے بچہ تم بناتے ہو یا اس
کے بنانے والے ہم ہیں؟ ہم نے تمھارے درمیان موت کو تقسیم کیا ہے
اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمھاری شکلیں بدل دیں اور کسی ایسی شکل
میں تمھیں پیدا کر دیں جس کو تم نہیں جانتے۔ اپنی پہلی پیدائش کو تو تم جانتے
ہو پھر کیوں سبق نہیں لیتے؟ کبھی تم نے سوچا یہ بیج جو تم بوتے ہو، ان سے
کھیتیاں تم اُگاتے ہو یا ان کے اگانے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو ان
کھیتیوں کو بھُس بنا کر رکھ دیں اور تم طرح طرح کی باتیں بناتے رہ جاؤ کہ
ہم پر تو اُلٹی چٹّی پڑ گئی، بلکہ ہمارے تو نصیب ہی پھُوٹے ہوئے ہیں۔ کبھی تم
نے آنکھیں کھول کر دیکھا یہ پانی جو تم پیتے ہو اسے تم نے بادل سے برسایا ہے
یا اس کے برسانے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری بنا کر
رکھ دیں پھر کیوں تم شکر گزار نہیں ہوتے؟ کبھی تم نے خیال کیا یہ آگ جو تم سُلگاتے
ہو اس کا درخت تم نے پیدا کیا ہے یا اس کے پیدا کرنے والے ہم ہیں؟ ہم
نے اس کو یاددہانی کا ذریعہ اور حاجت مندوں کے لیے سامانِ زیست بنایا
ہے۔ پس اے نبیؐ اپنے ربِ عظیم کے نام کی تسبیح کرو۔

۲۔ : فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
رَمٰى وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ (۱۷) انفال

پس حقیقت یہ ہے کہ تم نے انھیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو
قتل کیا اور تو نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا (اور مومنوں کے ہاتھ جو
اس کام میں استعمال کیے گئے) تو یہ اس لیے تھا کہ اللہ مومنوں کو ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہترین آزمائش سے کامیابی کے ساتھ گزار دے۔

اسلامی نظریہ کی ہمہ گیری (شمول) کی خاصیت توحید کے اصول میں جس طرح جلوہ فرما ہے اس کی منظر کشی اس مقام پر اس سے زیادہ نہیں کی جا سکتی۔ اس پر مفصل گفتگو اس کتاب کے دوسرے حصہ میں اسلامی نظریہ کے اصولوں سے بحث کرتے وقت کی جائیگی اس جگہ پر یہ مختصر بیان کافی ہے۔

یہاں اتنا بتا دینا کافی ہے کہ اسلامی نظریہ اپنی اس خاصیت (شمول) کی اس صورت (توحید) کے ذریعہ سے انسان کے عقل و دل کو راحت و طمانیت بخشتا ہے اور کائنات کے حقیقی موثرات و عوامل کی حقیقت سے بعینہٖ وہی ربط و تعلق پیدا کر دیتا ہے جو عالم حقیقت میں اور فی الواقع ہے اور انسان کے فکر کو رہنما کے بغیر گمراہی میں بھٹکنے، غیر حقیقی اسباب مثلاً قسمت یا عقل کا حوالہ دینے یا بسا اوقات ایسے اسباب کی طرف منسوب کرنے سے جن کا وجود دراصل ہے ہی نہیں (مثلاً دیومالائی مخلوق جس کو وثنیات نے گھڑا تھا اور بعد میں تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ مفروضات فلسفہ میں بھی شامل ہو گئے) بچا لیتا ہے۔

اور یہ سب اس اخلاقی عنصر پر مستزاد ہے جو یہ نظریہ پیدا کرتا ہے اور جسے انسان کے دل اور زندگی میں اپنے اس رویے سے راسخ کر دیتا ہے کہ کائنات اور زندگی کی پوری باگ ڈور اللہ کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور اس کائنات کی حفاظت و نگرانی اور اس کا اقتدار بھی اللہ کے سپرد کر دیتا ہے۔ اس نکتہ پر تفصیلی بحث خاصیت "ایجابیہ" کے زیر عنوان آئے گی۔

اسلامی نظریہ میں خاصیت شمول (ہمہ گیری) کی جو مختلف صورتیں ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ خاصیت جس طرح الوہیت (خدائی) کو اور الوہیت کے آثار و صفات اور خصائص کو اس نظریہ میں سب سے پہلی، سب سے بڑی اور بنیادی حقیقت قرار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے کر حقیقتِ الوہیت کی تفسیر و تعبیر کرتی ہے اسی طرح یہ خاصیتِ عبودیت (بندگی) کی حقیقت اور عبودیت کے خصائص و صفات کو بھی واضح کرتی ہے۔ اور عبودیت کی حقیقت کو اس طرح واضح کرتی ہے کہ یہی حقیقت کائنات، زندگی اور انسان میں اپنی مکمل مثالی شکل میں موجود ہے اور پھر کائنات، زندگی اور انسان کی حقیقتوں کے تفصیلی بیان میں ان حقیقتوں کا مزاج ان کی پیدائش ان کے صفات و احوال اور ان کے آپس کے روابط بھی آجاتے ہیں اور وہ رابطہ بھی آجاتا ہے جو ان حقیقتوں کا حقیقت الوہیت کے ساتھ ہے جو حقیقتِ کبریٰ ہے۔

نیز یہ خاصیت ان سب حقیقتوں کو ان کے تمام پہلوؤں سمیت ایک واحد فطری اور منطقی نظریہ میں پوری طرح سمو دیتی ہے جس سے ان کا سمجھنا انسان کے عقل و فکر اور وجدان بلکہ وجودِ انسان کی کل کائنات کے لیے آسان ہو جاتا ہے اور اسے تسلیم کر لینے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔

اور اس طرح ان تمام حقیقتوں کے پوری جامعیت و وسعت اور دقت و تفصیل کے ساتھ ایک نظریہ میں جمع ہو جانے سے ایک ایسے جامع اور کامل نظریہ کی تصویر تیار ہوتی ہے جن میں ان سب حقائق کی مکمل تفسیر اپنی تمام تفصیلات اور جزئیات کے ساتھ آجاتی ہے جس کے بعد کسی دوسرے منبع سے مزید کسی اضافہ کی نہ صرف ضرورت نہیں رہتی بلکہ یہ نظریہ کسی دوسرے مصدر سے کسی قسم کا اضافہ قبول ہی نہیں کرتا کیونکہ وہ تو خود ہی بے حد وسعت و جامعیت اور گہرائی و گیرائی کا حامل ہے اور دوسرے ہر منبع و مصدر سے زیادہ منظم و مرتب اور کامل و مکمل ہے۔

دراصل اسلامی نظریہ میں خرابی، گڑبڑ اور پیچیدگی اس وقت پیدا ہوئی جب ایک گروہ نے جو تاریخ میں "فلاسفۂ اسلام" کے نام سے معروف ہے یونانی فلسفے بالخصوص ارسطو اور افلاطون کی بعض اصطلاحات اور مسیحی لاہوتیوں کی بعض اصطلاحات مستعار لے کر اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظریہ کے جسم میں داخل کرنے کی کوشش کی۔

یہ نظریہ اپنی جامعیت و وسعت، لطافت و نزاکت، گیرائی و گہرائی اور خالص و منظم ہونے کے اعتبار سے اتنا بلند ہے کہ ہر نامانوس اور اجنبی عنصر کو یکسر رد کر دیتا ہے خواہ یہ عنصر محض اظہار و بیان کی غرض سے مستعار لی گئی کوئی ایسی اصطلاح ہی کیوں نہ ہو جو کسی اجنبی فکر کی مخصوص ہیئت کا تقاضا کرتی ہو۔ ہر اصطلاح کی اپنی مخصوص تاریخ اور مقررہ اشارات ہیں جو اس کی تاریخ سے ماخوذ و مربوط ہوتے ہیں اور ان اصطلاحات کو ان کے لوازمات سے جدا کر کے دوسرے ماحول میں جو اس کی تاریخ سے منقطع ہو ٹھونسا نہیں جا سکتا۔ علاوہ ازیں اسلامی نظریہ کی اپنی مخصوص اصطلاحات موجود ہیں جو اشتقاقِ لغوی کے مزاج کے اعتبار سے اور تاریخ اور موضوعات سے مناسبت کے لحاظ سے اس نظریہ کی طبیعت کے مطابق و موافق ہیں۔ یہ ایک بہت ہی باریک نکتہ ہے جسے سمجھنے کے لیے ایسی حسِ لطیف کی ضرورت ہے جو شعوری طور پر اسلامی نظریہ کے تقاضوں کا ادراک بھی رکھتی ہو اور اس کی تفسیر و تعبیر کے تقاضوں کو بھی سمجھتی ہو۔

اسلامی نظریہ جن بنیادوں پر استوار ہے ان میں پہلی بنیاد یہ ہے کہ انسان کو اس کے ربّ کی ایسی لطیف، جامع اور مکمل تعریف سمجھائی جائے جو ذات و صفاتِ باری تعالیٰ کا پورا پورا تعارف انسان کے ذہن نشین کرا دے تاکہ انسان الوہیت کی ان خصوصیات سے پوری طرح واقف ہو جائے جو بے مثال ہونے کے علاوہ عبودیت (بندگی) کی خصوصیات سے مکمل طور پر ممتاز ہیں۔ نیز انسان کو الوہیت کے ان آثار کا جو کائنات میں، انسانوں میں اور تمام عالموں میں بالخصوص جاندار مخلوقات میں نظر آتے ہیں مکمل عرفان عطا کرے۔

اس تعارف و عرفان کو بیان کرنے کا اہتمام قرآن مجید نے اتنے وسیع پیمانے پر کیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں ذاتِ باری تعالیٰ کا وجود نفسِ انسانی میں انتہائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راسخ، واضح اور بولتے چالتے مؤثر وجود کی شکل وصورت اختیار کر لیتا ہے جو انسان کی رُوح کو ہر طرف سے اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسے مضبوط بندھنوں میں جکڑا رہتا ہے کہ نہ تو چھُٹ سکتا ہے نہ اسے بھُول سکتا ہے اور نہ اس سے غافل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ رشتہ اتنا طاقت ور، واضح اور فعال ہوتا ہے کہ ہر وقت انسان کی رُوح کے سامنے رہتا ہے، نظر آتا رہتا ہے اور ہر وقت اس پر اثر انداز ہوتا رہتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

۱: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ① الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ② مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ③ الفاتحہ

"تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے۔ رحمان اور رحیم ہے، روزِ جزا کا مالک ہے۔"

۲: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝۲۵۵ البقرہ

اللہ وہ زندہ جاوید ہستی ہے جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ نہ سوتا ہے اور نہ اُسے اُونگھ لگتی ہے۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اسی کا ہے کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اس سے بھی وہ واقف ہے۔ اور اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان کی گرفت ادراک میں نہیں آسکتی اِلّا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو دینا چاہے۔ اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور ان کی نگہبانی اس کے
لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے۔

۳: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝۲ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ۝۳ مِنْ قَبْلُ هُدًى
لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ
وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝۴ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰى عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا
فِی السَّمَآءِ ۝۵ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۶ آل عمران

اللہ وہ زندہ جاوید ہستی ہے نظامِ کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے حقیقت
میں اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ اس نے تم پر یہ کتاب نازل کی جو حق
لے کر آئی ہے اور ان کتابوں کی تصدیق کر رہی ہے جو پہلے سے آئی ہوئی
تھیں۔ اس سے پہلے وہ انسانوں کی ہدایت کے لیے توریت اور
انجیل نازل کر چکا ہے۔ اور اس نے وہ کسوٹی اتاری ہے (جو حق و باطل
کا فرق دکھانے والی ہے) اب جو لوگ اللہ کے فرامین کو قبول کرنے
سے انکار کریں ان کو یقیناً سزا ملے گی۔ اللہ بے پناہ طاقت کا مالک
ہے اور برائی کا بدلہ دینے والا ہے۔ زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ
سے پوشیدہ نہیں۔ وہی تو ہے جو ماؤں کے پیٹ میں تمھاری صورتیں جیسی
چاہتا ہے بناتا ہے۔ اس زبردست حکمت والے کے سوا کوئی اور خدا
نہیں ہے۔

۴: قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ
تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِیَدِكَ الْخَیْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ آل عمران

کہو خدایا ملک کے مالک تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے۔ جسے چاہے عزّت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔ بھلائی تیرے اختیار میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں بے جان میں سے جاندار کو نکالتا ہے اور جاندار میں سے بے جان کو۔ اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

۵: قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ ؕ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِی الَّیْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ یَوْمَىٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۸﴾ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ۫ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾ الانعام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ان سے پوچھو آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے؟ کہو سب کچھ اللہ ہی کا ہے۔ اس نے رحم و کرم کا شیوہ اپنے اوپر لازم کر لیا ہے (اسی لیے وہ نافرمانیوں اور سرکشیوں پر تمھیں جلدی سے نہیں پکڑ لیتا) قیامت کے روز تم سب کو ضرور جمع کرے گا یہ بالکل ایک غیر مشتبہ حقیقت ہے مگر جن لوگوں نے اپنے آپ کو خود تباہی کے خطرے میں مبتلا کر لیا ہے وہ اسے نہیں مانتے رات کے اندھیروں اور دن کے اُجالے میں جو کچھ ٹھہرا ہُوا ہے سب اللہ کا ہے اور وہ سب کچھ سُنتا اور جانتا ہے۔ کہو اللہ کو چھوڑ کر کیا میں کسی اور کو اپنا سرپرست بنا لوں؟ اس خُدا کو چھوڑ کر جو زمین و آسمان کا خالق ہے؟ کہو مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں اس کے آگے سرِ تسلیم خم کروں (اور تاکید کی گئی ہے کہ کوئی شرک کرتا ہے تو کرے) تو بہرحال مُشرکوں میں شامل نہ ہو۔ کہو میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں تو ڈرتا ہوں کہ ایک بڑے (خوفناک) دن مجھے سزا بھگتنی پڑے گی۔ اس دن جو سزا سے بچ گیا اس پر اللہ نے بڑا ہی رحم کیا اور یہی نمایاں کامیابی ہے اگر اللہ تمھیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو تمھیں اس نقصان سے بچا سکے اور وہ تمھیں کسی بھلائی سے بہرہ مند کرے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ اپنے بندوں پر کامل اختیارات رکھتا ہے اور دانا اور باخبر ہے۔ ان سے پوچھو کس کی گواہی سب سے بڑھ کر ہے؟ کہو میرے اور تمھارے درمیان اللہ گواہ ہے اور یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تاکہ تمھیں اور جس جس کو یہ پہنچے سب کو متنبہ کر دوں۔ کیا واقعی تم لوگ یہ شہادت دے سکتے ہو کہ اللہ کے ساتھ دُوسرے خدا بھی ہیں؟ کہو میں تو اس کی شہادت ہرگز نہیں دے سکتا۔ کہو خدا تو وہی ایک ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور میں اس شرک سے قطعی بیزار ہوں جس میں تم مبتلا ہو۔"

٦ : اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿٨﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿٩﴾ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿١٠﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿١١﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿١٢﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿١٣﴾ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿١٤﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿١٥﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾ الرعد

اللہ ایک ایک حاملہ کے پیٹ سے واقف ہے جو کچھ اس میں بنتا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ اس میں کمی یا بیشی ہوتی ہے اس سے بھی وہ باخبر رہتا ہے۔ ہر چیز کے لیے اس کے ہاں ایک مقدار مقرر ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ پوشیدہ اور ظاہر ہر چیز کا عالم ہے وہ بزرگ ہے اور ہر حال میں بالاتر رہنے والا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص خواہ زور سے بات کرے یا آہستہ اور کوئی رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہو یا دن کی روشنی میں چل رہا ہو اس کے لیے سب یکساں ہیں۔ ہر شخص کے آگے اور پیچھے اس کے مقرر کیے ہوئے نگراں لگے ہوئے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی اور جب اللہ کسی قوم کی شامت لانے کا فیصلہ کر لے تو پھر وہ کسی کے ٹالے نہیں ٹل سکتی، نہ اللہ کے مقابلے میں ایسی قوم کا کوئی حامی و مددگار ہو سکتا ہے۔ وہی ہے جو تمھارے سامنے بجلیاں چمکاتا ہے جنھیں دیکھ کر تمھیں اندیشے بھی لاحق ہوتے ہیں اور امیدیں بھی بندھتی ہیں۔ وہی ہے جو پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھاتا ہے۔ بادلوں کی گرج اس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور فرشتے اس کی ہیبت سے لرزتے ہوئے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ وہ کڑکتی ہوئی بجلیوں کو بھیجتا ہے اور (بسا اوقات) انھیں جس پر چاہتا ہے عین اس حالت میں گرا دیتا ہے جبکہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں۔ فی الواقع اس کی چال بڑی زبردست ہے۔ اسی کو پکارنا برحق ہے رہیں وہ دوسری ہستیاں جنھیں اس کو چھوڑ کر یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتیں۔ انھیں پکارنا تو ایسا ہے جیسے کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر اس سے درخواست کرے کہ تو میرے منہ تک پہنچ جا حالانکہ پانی اس تک پہنچنے والا نہیں۔ بس اسی طرح کافروں کی دعائیں بھی کچھ نہیں ہیں مگر ایک تیر بے ہدف! وہ تو اللہ ہی ہے جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو زمین و آسمان کی ہر چیز طوعاً و کرہاً سجدہ کر رہی ہے اور سب چیزوں کے سائے صبح و شام اس کے آگے جھکتے ہیں۔ ان سے پوچھو زمین و آسمان کا رب کون ہے؟ کہو اللہ۔ پھر ان سے کہو کہ جب حقیقت یہ ہے تو کیا تم نے ایسے معبودوں کو اپنا کارساز ٹھیرا لیا ہے جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے؟ کہو کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوا کرتا ہے؟ کیا روشنی اور تاریکیاں یکساں ہوتی ہیں؟ اور اگر ایسا نہیں تو کیا ان کے ٹھیرائے ہوئے شریکوں نے بھی اللہ کی طرح کچھ پیدا کیا ہے کہ اس کی وجہ سے ان پر تخلیق کا معاملہ مشتبہ ہو گیا؟ کہو ہر چیز کا خالق صرف اللہ ہے اور وہ یکتا ہے سب پر غالب!

۷: وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا يُسْـَٔـلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔـلُوْنَ ﴿۲۳﴾ الانبیآء

زمین اور آسمانوں میں جو مخلوق بھی ہے اللہ ہی کی ہے اور جو فرشتے اس کے پاس ہیں وہ نہ اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر اس کی بندگی سے سرتابی کرتے ہیں اور نہ ملول ہوتے ہیں۔ شب و روز اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں دم نہیں لیتے۔ کیا ان لوگوں کے بنائے ہوئے ارضی خدا ایسے ہیں کہ (بے جان کو جان بخش کر) اٹھا کھڑا کرتے ہوں؟ اگر آسمان و زمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو (زمین اور آسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا۔ پس پاک ہے اللہ ربّ العرش ان باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں وہ اپنے کاموں کے لیے (کسی کے آگے) جواب دِہ نہیں ہے اور سب جواب دِہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸ : سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١ لَهٗ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٢ هُوَ
الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝٣ هُوَ الَّذِيْ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ يَعْلَمُ مَا
يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمْ
اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝٤ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِلَى
اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝٥ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؕ وَهُوَ عَلِيْمٌ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٦

الحدید

اللہ کی تسبیح کی ہے ہر اس چیز نے جو زمین اور آسمانوں میں ہے اور وہی زبردست دانا ہے۔ زمین اور آسمانوں کی سلطنت کا مالک وہی ہے زندگی بخشتا ہے اور موت دیتا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ وہی اوّل بھی ہے اور آخر بھی اور ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور پھر عرش پر جلوہ فرما ہوا۔ اس کے علم میں ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اُترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے۔ وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو۔ جو کام بھی تم کرتے ہو اسے وہ دیکھ رہا ہے۔ وہی زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے اور تمام معاملات فیصلے کے لیے اسی کی طرف رجوع کیے جاتے ہیں وہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور دلوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔

علاوہ ازیں اور بہت سی آیات =

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظریہ انسانوں کو اس کائنات کی (جس میں وہ زندگی گزار رہے ہیں) فطرت اور خصوصیات بھی بتاتا ہے اور کائنات کا اپنے خالق سے جو رابطہ اور تعلق ہے اس کی نشاندہی کرتا ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ یہ کائنات اپنے خالق کے وجود پر کس طرح دلالت کرتی ہے۔ اس میں زندگی پیدا کرنے اور جانداروں کو اپنے اندر سمونے کی صلاحیت کس طرح پیدا ہوئی اور یہ کہ یہ پوری کائنات انسانوں کے لیے اللہ کے حکم سے مسخر کر دی گئی ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں ایک ایسے اسلوب میں بتاتا ہے جو فطری اور عقل کے مطابق ہے اور انسان اس کی صداقت خارج کی دنیا میں بھی دیکھتا ہے، اور فطرت کے پوشیدہ قوانین سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ قرآن حکیم وسیع پیمانہ پر یہ سب بیان کرتا ہے اور انسانوں کو دعوت دیتا ہے کہ اس پر غور و فکر کریں اور کائنات کے اسرار و قوانین کا ادراک کریں اور اس کے ساتھ ایسا درست معاملہ کریں جو اس ادراک و تعارف اور اس افہام و تفہیم کے نتیجہ میں پیدا ہو۔ ملاحظہ کیجیے:

۱: اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ البقرہ

وہی تو ہے جس نے تمھارے لیے زمین کا فرش بچھایا۔ آسمان کی چھت بنائی اُوپر سے پانی برسایا اور اس کے ذریعہ سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمھارے لیے رزق بہم پہنچایا۔ پس جب تم یہ جانتے ہو تو دُوسروں کو اللہ کا مدِمقابل نہ ٹھیراؤ۔

۲: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱﴾ الانعام

تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے زمین و آسمان بنائے روشنی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریکیاں پیدا کیں۔ پھر بھی وہ لوگ جنھوں نے دعوتِ حق کو ماننے سے انکار کر دیا دوسروں کو اپنے رب کا ہمسر ٹھیرا رہے ہیں۔

۳ : اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ﴿۲﴾ وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾ الرعد

وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر پیدا کیا جو تم کو نظر آتے ہوں۔ پھر وہ اپنے تختِ سلطنت پر جلوہ فرما ہُوا اور اس نے آفتاب و مہتاب کو ایک قانون کا پابند بنایا۔ اس سارے نظام کی ہر چیز ایک وقتِ مقررہ تک کے لیے چل رہی ہے۔ اور اللہ ہی اس سارے کام کی تدبیر فرما رہا ہے۔ وہ نشانیاں کھول کھول بیان کرتا ہے شاید کہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرو۔ اور وہی ہے جس نے یہ زمین پھیلا رکھی ہے اس میں پہاڑوں کے کھونٹے گاڑ رکھے ہیں اور دریا بہا دیے ہیں۔ اسی نے ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے پیدا کیے ہیں۔ اور وہی دن پر رات طاری کرتا ہے۔ ان ساری چیزوں میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں اور دیکھو زمین میں الگ الگ خطّے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں۔ انگور کے باغ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کھیتیاں ہیں کھجور کے درخت ہیں جن میں سے کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دوہرے، سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کمتر، ان سب چیزوں میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

۴ : هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ⑩ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ⑪ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ⑫ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ⑬ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ⑭ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ⑮ وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ⑯ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ⑰ النحل

وہی ہے جس نے آسمان سے تمھارے لیے پانی برسایا جس سے تم خود بھی سیراب ہوتے ہو اور تمھارے جانوروں کے لیے بھی چارہ پیدا ہوتا ہے وہ اس پانی کے ذریعہ سے کھیتیاں اُگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور طرح طرح کے دوسرے پھل پیدا کرتا ہے۔ اس میں ایک بڑی نشانی ہے اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ اس نے تمھاری بھلائی کے لیے رات اور دن کو، سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے۔ اور سب تارے بھی اسی کے حکم سے مسخر ہیں۔ اس میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور یہ جو بہت سی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رنگ برنگ کی چیزیں اس نے تمھارے لیے زمین میں پیدا کر رکھی ہیں
ان میں بھی ضرور نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو سبق حاصل کرنے والے
ہیں۔ وہی ہے جس نے تمھارے لیے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے تاکہ تم اس
سے تر و تازہ گوشت لے کر کھاؤ اور اس سے زینت کی وہ چیزیں نکالو
جو تم پہنا کرتے ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ کشتی سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی چلتی
ہے۔ یہ سب اس لیے ہے کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ اور
اس کے شکر گزار بنو۔ اُس نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تاکہ زمین
تم کو لے کر ڈھلک نہ جائے۔ اس نے دریا جاری کیے اور قدرتی راستے
بنائے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اس نے زمین میں راستہ بتانے والی
علامتیں رکھ دیں اور تاروں سے بھی لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ پھر کیا وہ
جو پیدا کرتا ہے اور وہ جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے دونوں یکساں ہیں
کیا تم ہوش میں نہیں آتے۔

۵ : اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا
فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلْنَا
فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾
وَجَعَلْنَا السَّمَاۗءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ
خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾ الانبیاء

کیا وہ لوگ جنھوں نے (نبیؐ کی بات ماننے سے انکار کر دیا ہے غور نہیں
کرتے کہ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انھیں
جُدا کیا اور پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔ کیا وہ (ہماری اس خلاقی کو) نہیں
مانتے؟ اور ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیے تاکہ وہ انھیں لے کر ڈھلک نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے اور اس میں کشادہ راہیں بنا دیں شاید کہ لوگ اپنا راستہ معلوم کر لیں۔ اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا مگر یہ ہیں کہ اس کی نشانیوں کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات اور دن بنائے اور سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

۶ : اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۭ وَيُمْسِكُ السَّمَاۗءَ اَنْ تَقَعَ عَلَي الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ الحج

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اُس نے وہ سب کچھ تمھارے لیے مسخر کر رکھا ہے جو زمین میں ہے اور اسی نے کشتی کو قاعدے کا پابند بنایا ہے کہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلتی ہے اور وہی آسمان کو اس طرح تھامے ہوئے ہے کہ اس کے اذن کے بغیر وہ زمین پر نہیں گر سکتا؟ واقعہ یہ ہے کہ اللہ لوگوں کے حق میں بڑا شفیق ہے۔

۷ : وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَاۗىِٕقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّا عَلٰي ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۭ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ المؤمنون

اور تمھارے اوپر ہم نے سات راستے بنائے، تخلیق کے کام سے ہم کچھ نابلد نہ تھے اور آسمان سے ہم نے ٹھیک حساب کے مطابق ایک خاص مقدار میں پانی اُتارا اور اس کو زمین میں ٹھیرا دیا ہم اسے جس طرح چاہیں غائب کر سکتے ہیں پھر اس پانی کے ذریعہ سے ہم نے تمھارے لیے کھجور اور انگور کے باغ پیدا کر دیے تمھارے لیے ان باغوں میں بہت سے لذیذ پھل ہیں اور ان سے تم روزی حاصل کرتے ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸ : اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ النور

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ بادل کو آہستہ آہستہ چلاتا ہے پھر اس کے ٹکڑوں کو باہم جوڑتا ہے پھر اسے سمیٹ کر ایک کثیف ابر بنا دیتا ہے۔ پھر تم دیکھتے ہو کہ اس کے خول میں سے بارش کے قطرے ٹپکتے چلے آتے ہیں اور وہ آسمان سے ان پہاڑوں کی بدولت جو اس میں بلند ہیں اولے برساتا ہے پھر جسے چاہتا ہے ان کا نقصان پہنچاتا ہے اور جسے چاہتا ہے بچا لیتا ہے۔ اس کی بجلی کی چمک نگاہوں کو خیرہ کیے دیتی ہے۔ رات اور دن کا اُلٹ پھیر وہی کر رہا ہے۔ اس میں ایک سبق ہے آنکھوں والوں کے لیے۔

۹ : اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۝ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِيَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾ الفرقان

تم نے دیکھا نہیں کہ تمھارا رب کس طرح سایہ پھیلا دیتا ہے؟ اگر وہ چاہتا تو اسے دائمی سایہ بنا دیتا۔ ہم نے سورج کو اس پر دلیل بنایا پھر (جیسے جیسے سورج اٹھتا جاتا ہے) ہم اس سائے کو رفتہ رفتہ اپنی طرف سمیٹتے چلے جاتے ہیں اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات کو تمھارے لیے لباس اور نیند کو سکونِ موت اور دن کو جی اُٹھنے کا وقت بنایا اور وہی ہے جو اپنی رحمت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے آگے ہواؤں کو بشارت بنا کر بھیجتا ہے۔ پھر آسمان سے پاک پانی نازل فرماتا ہے تاکہ ایک مُردہ علاقے کو اس کے ذریعے زندگی بخشے اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے جانوروں اور انسانوں کو سیراب کرے۔

۱۰ : وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۙ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ یٰسین

ان لوگوں کے لیے بے جان زمین ایک نشانی ہے۔ ہم نے اس کو زندگی بخشی اور اس سے غلّہ نکالا جسے یہ کھاتے ہیں۔ ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور اس کے اندر سے چشمے پھوڑ نکالے تاکہ یہ اس کے پھل کھائیں۔ یہ سب کچھ ان کے ہاتھوں کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے پھر کیا یہ شکر ادا نہیں کرتے؟ پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس (یعنی نوعِ انسانی) میں سے یا ان اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔ ان کے لیے ایک اور نشانی رات ہے ہم اس کے اوپر سے دن ہٹا دیتے ہیں تو ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اور سورج وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے۔ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاند اس کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ ان سے گزرتا ہُوا وہ پھر کھجور کی سُوکھی شاخ کی مانند رہ جاتا ہے۔ نہ سُورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے اور سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

۱۱۔ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۹ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِیْهَا وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ ۝۱۰ ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ وَ هِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ ۝۱۱ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ اَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖ وَ حِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝۱۲ خٰمٓ سجدہ

اے نبیؐ! ان سے کہو کیا تم اس خدا سے کُفر کرتے ہو اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہراتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں بنا دیا؟ وہی تو سارے جہان والوں کا رب ہے۔ اس نے (زمین کو وجود میں لانے کے بعد) اُوپر سے اس پر پہاڑ جما دیے اور اس میں برکتیں رکھ دیں اور اس کے اندر سب مانگنے والوں کے لیے ہر ایک کی طلب و حاجت کے مُطابق ٹھیک اندازے سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا۔ یہ سب کام چار دن میں ہو گئے۔ پھر وہ آسمان کی طرف متوجّہ ہُوا جو اس وقت محض دھواں تھا۔ اس نے آسمان اور زمین سے کہا وجود میں آ جاؤ خواہ تم چاہو یا نہ چاہو۔ دونوں نے کہا ہم آ گئے فرمانبرداروں کی طرح۔ تب اس نے دو دن کے اندر سات آسمان بنا دیے۔ اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا۔ اور آسمانِ دُنیا کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔ یہ سب کچھ ایک
زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔

۱۲ : اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ
فُرُوْجٍ ⑥ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ
بَهِيْجٍ ⑦ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ⑧ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا
فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ⑨ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ⑩
رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ⑪ قٓ

اچھا تو کیا انھوں نے کبھی اپنے اُوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا؟ کس طرح
ہم نے اسے بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کوئی رخنہ نہیں ہے۔ اور
زمین کو ہم نے بچھایا اور اس میں پہاڑ جمائے اور اس کے اندر ہر طرح کی
خوش منظر نباتات اُگا دیں۔ یہ ساری چیزیں آنکھیں کھولنے والی اور سبق دینے
والی ہیں ہر اس بندے کے لیے جو (حق کی طرف) رجوع کرنے والا ہو۔ اور
آسمان سے ہم نے برکت والا پانی نازل کیا پھر اس سے باغ اور فصل کے غلّے
اور بلند و بالا کھجور کے درخت پیدا کر دیے جن پر پھلوں سے لدے ہوئے خوشے
تہ برتہ لگتے ہیں۔ یہ انتظام ہے بندوں کو رزق دینے کا۔ اس پانی سے ہم ایک
مُردہ زمین کو زندگی بخش دیتے ہیں (مرے ہوئے انسانوں کا زمین سے)
نکلنا بھی اسی طرح ہوگا۔

ان کے علاوہ اسی مضمون کی اور بہت سی آیات ہیں۔

اسلامی نظریہ انسانوں کو زندگی اور زندہ مخلوق کے بارے میں بھی بتاتا ہے چنانچہ
حیات اور ذی حیات کے اصل منبع و مصدر سے متعارف کراتے ہوئے ان کے بعض
خصائص بھی اس حد تک بتاتا ہے جس حد تک انسان کے حواس متحمل ہو سکیں۔ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانوں اور باقی سب جانداروں کا اللہ سے عہدِ بندگی استوار کراتا ہے اور یہ نشاندہی کرتا ہے کہ اللہ کی مشیت سے سب جانداروں کی تخلیق کا ذریعہ ایک ہی ہے (پانی) اور یہی ان کی ایک دوسرے سے قرابت داری کا رابطہ ہے۔ نیز بتاتا ہے کہ سب جانداروں کا بعض خصائص میں باہم مشترک ہونا اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ سب کا خالق بے مثال ارادہ واحدہ ہے اور سب میں ایک ہی زبردست صناعی کارفرما ہے۔ پھر انسانوں کو یاد دلاتا ہے کہ اللہ نے بہت سے جانداروں کو انسان کے لیے مسخر کر کے انسان پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

۱ : وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ط (۳۰) الانبیاء

اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔

۲ : وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ج وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ج وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ط يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ النور

اور اللہ نے ہر جاندار ایک طرح کے پانی سے پیدا کیا، کوئی پیٹ کے بل چل رہا ہے تو کوئی دو ٹانگوں پر اور کوئی چار ٹانگوں پر، جو کچھ وہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۳ : وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ - (۳۸) الانعام

زمین میں چلنے والے کسی جانور اور ہوا میں پروں سے اڑنے والے کسی پرندے کو دیکھ لو یہ سب تمھاری ہی طرح کی انواع ہیں ہم نے ان کی تقدیر کے نوشتے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

۴ : وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُلٌّ فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ⑥ ھود

زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمّے نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ وہ کہاں رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے۔

۵ : وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ (۶۰) العنکبوت

کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے، اللہ ان کو رزق دیتا ہے اور تمھارا رازق بھی وہی ہے۔

۶ : وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ⑤ الحج

اور تم دیکھتے ہو کہ زمین سوکھی پڑی ہے پھر جہاں ہم نے اس پر مینہ برسایا کہ یکایک وہ پھبک اٹھی اور پھول گئی اور اس نے ہر قسم کی خوش منظر نباتات اگلنی شروع کر دی۔

۷ : يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ⑲ الروم

وہ زندہ میں سے مُردے کو نکالتا ہے اور مُردے میں سے زندہ کو نکال لاتا ہے اور زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے، اسی طرح تم لوگ بھی (حالتِ موت سے) نکال لیے جاؤ گے۔

۸ : وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ⑬ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ⑭ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ⑮ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ⑯ یٰس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان لوگوں کے لیے۔ بے جان زمین ایک نشانی ہے ہم نے اس کو زندگی بخشی اور اس سے غلّہ نکالا جسے یہ کھاتے ہیں ——— ہم نے اس میں کھجور اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور اس کے اندر سے چشمے پھوڑ نکالے تاکہ یہ اس کے پھل کھائیں۔ یہ سب کچھ ان کے اپنے ہاتھوں کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے۔ پھر کیا یہ شکر ادا نہیں کرتے؟ پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس (یعنی نوعِ انسانی) میں سے یا ان اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔

۹ : فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ج يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ط لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ⑪ الشوریٰ

آسمانوں اور زمین کا بنانے والا جس نے تمھاری اپنی جنس سے تمھارے جوڑے پیدا کیے اور اسی طرح جانوروں میں بھی (انہی کے ہمجنس) جوڑے بنائے۔ اور اس طریقہ سے وہ تمھاری نسلیں پھیلاتا ہے۔ کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

۱۰ : وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ج فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ج كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ⑪ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ⑫ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ⑬ الزخرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے ایک خاص مقدار میں آسمان سے پانی اتارا اور اس کے ذریعہ سے مُردہ زمین کو جِلا اٹھایا، اسی طرح ایک روز زمین سے تم برآمد کیے جاؤ گے۔ وہی جس نے یہ تمام جوڑے پیدا کیے اور جس نے تمھارے لیے کشتیوں اور جانوروں کو سواری بنایا کہ تم ان کی پشت پر چڑھو، اور جب ان پر بیٹھو تو اپنے رب کا احسان یاد کرو اور کہو کہ پاک ہے وہ جس نے ہمارے لیے ان چیزوں کو مُسخر کر دیا ورنہ ہم انھیں قابو میں لانے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔

۱۱ : فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾ عبس

پھر ذرا انسان اپنی خوراک کو دیکھے۔ ہم نے خوب پانی لنڈھایا پھر زمین کو عجیب طرح پھاڑا پھر اس کے اندر اُگائے غلّے اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے باغ اور طرح طرح کے پھل اور چارے تمھارے مویشیوں کے لیے سامانِ زیست کے طور پر۔

۱۲ : سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿۱﴾ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۲﴾ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ﴿۳﴾ وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ﴿۴﴾ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ﴿۵﴾ الاعلیٰ

(اے نبیؐ) اپنے ربِ برتر کے نام کی تسبیح کرو جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا، جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی جس نے نباتات اگائیں پھر ان کو سیاہ کوڑا کرکٹ بنا دیا۔

۱۳ : وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ النحل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین اور آسمانوں میں جس قدر جان دار مخلوقات ہیں اور جتنے ملائکہ ہیں سب اللہ کے آگے سربسجود ہیں۔ وہ ہرگز سرکشی نہیں کرتے، اپنے ربّ سے جو اُن کے اُوپر ہے ڈرتے ہیں اور جو کچھ حکم دیا جاتا ہے اسی کے مطابق کام کرتے ہیں۔

۱۴: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ النّور

"کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ پرندے جو پَر پھیلائے اُڑ رہے ہیں؟ ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ جانتا ہے اور یہ سب جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔"

وغیرہ وغیرہ

پھر یہ نظریہ انسانوں کو انسان کے بارے میں تفصیل سے ہر بات بتاتا ہے اس تفصیل میں اس کی تخلیق کا منبع اور اس کے پیدا کیے جانے کا انداز بھی آجاتا ہے اور انسان کی فطرت اور خصوصیات بھی اور یہ بھی کہ اس کائنات میں انسان کا مقام و مرکز کیا ہے اور اس کی تخلیق کی غرض و غایت کیا ہے نیز یہ بھی کہ اپنے رب کے لیے انسان کی بندگی کا مفہوم کیا ہے اور اس بندگی کے تقاضے کیا ہیں۔ پھر انسان کے قوت و ضعف کے پہلو بیان کرنے کے بعد اس کی ذمہ داریاں اور فرائض بتائے گئے ہیں جس میں ہر وہ چھوٹی بڑی چیز آگئی ہے جو انسان کی اس ارضی زندگی سے نیز عالمِ آخرت میں اس کے انجام سے متعلق ہے۔

چونکہ اس حصہ میں ہم صرف خاصیتِ شمول کا قرآنی تصور پیش کرنا چاہتے ہیں اس جگہ اسلامی نظریہ کے حقائق و اصول بیان کرنا مقصود نہیں ہے اس لیے ہم اس مقام پر انسان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حقیقت سے متعلق محض چند آیات پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جس طرح ہم نے الوہیت، کائنات اور زندگی کی حقیقتوں کے سلسلہ میں چند آیات پیش کی ہیں۔ ان تمام امور پر مفصل گفتگو دوسرے حصّہ میں کی جاوے گی جہاں اس نظریہ کے اصول بیان کیے جائیں گے۔

انسان سے متعلق آیات قرآنیہ :

۱ : وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۳۱ الحجر

ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا۔ اور اس سے پہلے ہم جنوں کو آگ کی لپٹ سے پیدا کر چکے تھے۔ پھر یاد کرو اس موقع کو جب تمھارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں۔ جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح سے پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدے میں گر جانا۔ چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، اس نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔

۲ : وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۱۲ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾ المومنون

ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا، پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا پھر اس بوند کو لوتھڑے کی شکل دی، پھر لوتھڑے کو بوٹی بنا دیا پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کھڑا کیا۔ پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ، سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔ پھر اس کے بعد تم کو مرنا ہے پھر قیامت کے روز یقیناً تم اٹھائے جاؤ گے۔

۳ : وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ الذاریات

میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔ میں اُن سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ اللہ تو خود ہی رزاق ہے بڑی قوت والا اور زبردست۔

۴ : وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ط قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ج وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ط قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ البقرہ

پھر ذرا اس وقت کا تصور کرو جب تمھارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انھوں نے عرض کیا کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خونریزیاں کرے گا؟ آپ کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح اور آپ کے لیے تقدیس تو ہم کر ہی رہے ہیں۔ فرمایا میں جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے۔

۵ : وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾ بنی اسرائیل

یہ تو ہماری عنایت ہے کہ ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انھیں خشکی و تری میں سواریاں عطا کیں اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوق پر نمایاں فوقیت بخشی۔

۶ : قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ البقرة

ہم نے کہا تھا کہ تم سب یہاں سے اُتر جاؤ۔ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمھارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

۷ : وَالْعَصْرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾ العصر

زمانے کی قسم انسان درحقیقت بڑے خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

۸ : وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ قٓ

ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں اُبھرنے والے وسوسوں تک کو ہم جانتے ہیں۔ ہم اس کی رگِ گردن سے بھی زیادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے قریب ہیں۔

۹ : لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ﴿۴﴾ البلد

درحقیقت ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔

۱۰ : اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷۷﴾ یٰس

کیا انسان دیکھتا نہیں ہے کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا اور پھر وہ صریح جھگڑالو بن کر کھڑا ہو گیا؟

۱۱ : وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ الکھف

مگر انسان بڑا ہی جھگڑالو واقع ہوا ہے۔

۱۲ : اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ ﴿۲۲﴾ المعارج

انسان تھڑدلا پیدا کیا گیا ہے جب اس پر مصیبت آتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے، اور جب اسے خوش حالی نصیب ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے مگر وہ لوگ (اس عیب سے بچے ہوئے ہیں) جو نماز پڑھتے ہیں۔

۱۳ : یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا ﴿۲۸﴾ النساء

اللہ تم پر سے پابندیوں کو ہلکا کرنا چاہتا ہے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

۱۴ : اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ یَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ ﴿۱۲﴾ یونس

انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس پر کوئی سخت وقت آتا ہے تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہم کو پکارتا ہے مگر جب ہم اس کی مصیبت ٹال دیتے ہیں تو ایسا چل نکلتا ہے کہ گویا اس نے کبھی اپنے کسی برے وقت پر ہم کو پکارا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی نہ تھا۔

۱۵: وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ⑨ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّىْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ⑩ هود

اگر ہم کبھی انسان کو اپنی رحمت سے نوازنے کے بعد پھر اس سے محروم کر دیتے ہیں تو وہ مایوس ہوتا ہے اور ناشکری کرنے لگتا ہے۔ اور اگر اس مصیبت کے بعد جو اس پر آئی تھی ہم اسے نعمت کا مزا چکھاتے ہیں تو کہتا ہے میرے تو سارے دلدر پار ہو گئے۔ پھر وہ پھولا نہیں سماتا اور اکڑنے لگتا ہے۔

۱۶: وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ⑪ بنی اسرائیل

انسان شر اُس طرح مانگتا ہے جس طرح خیر مانگنی چاہیے۔ انسان بڑا ہی جلد باز واقع ہوا ہے۔

۱۷: كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰۤى ⑥ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ⑦ العلق

ہرگز نہیں انسان سرکشی کرتا ہے اس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز دیکھتا ہے۔

۱۸: وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ⑦ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ⑧ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ⑨ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ⑩ الشمس

اور نفسِ انسانی کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے ہموار کیا پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبا دیا۔

۱۹: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِىْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ④ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ⑤

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ⑥ التین

اہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا۔ پھر اسے الٹا پھیر کر ہم نے سب نیچوں سے نیچ کر دیا سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ ان کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

اور اس طرح ان بنیادی حقائق کے سلسلہ میں آیاتِ قرآنیہ کی کثرت و تنوع دیکھ کر انسان کو یہ شعور حاصل ہوتا ہے کہ ان کے بیان کرنے، ان کی حدود متعین کرنے اور ان کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ سب باتیں اسلام کے ایسے مستقل نظریہ کا مکمل اور جامع اصول قرار پائیں جو اپنی تشکیل و تعمیر میں اللہ تعالیٰ کے محکم منبع سے فیض حاصل کرتا ہے۔ جس کی صحت پر اعتماد اور جس کی اطلاعات و معلومات پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے اور جو کسی بھی دوسرے مصدر و منبع سے (جس کی معلومات ادھوری اور ظنی ہوں اور جو رہنمائی کے بغیر گمراہی میں بھٹک رہا ہو) کسی قسم کی مدد لینے اور استفادہ کرنے میں مکمل طور پر بے نیاز ہے۔

اسلامی نظریہ میں شمول و جامعیت کی تیسری صورت یہ ہے کہ یہ نظریہ جہاں پوری کائنات کے معاملہ کو زندگی اور زندہ مخلوق کے معاملہ کو انسان اور باقی ہر چیز کے معاملہ کو ایک واحد اور کامل ارادے کے سپرد کر دیتا ہے اور جہاں تمام حقائق کلیہ کو یعنی الوہیت کی حقیقت کو بھی (جو سب سے پہلی، بڑی اور بنیادی حقیقت ہے) اور کائنات کی حقیقت کو بھی اسی جامعیت کے ساتھ (جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں) اپنے اندر سمو لیتا ہے....

گویا یہ نظریہ ایک ایسے جامع انداز میں جس میں جامعیت اپنے پورے معانی کے ساتھ موجود ہے جہاں تمام معاملات کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے وہاں یہ نظریہ اسی جامع انداز میں انسانی وجود کے تمام پہلوؤں اس کے سارے جذبوں اس کی تمام ضرورتوں اور اس کے تمام رُخوں سے بھی مخاطب ہو کر انھیں ایک "جہتِ واحدہ" کی طرف موڑ دیتا ہے پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانی وجود اسی ایک جہت کا ہو کر ہر معاملہ اسی ایک "جہتِ واحدہ" سے کرتا ہے، اسی سے ہر چیز طلب کرتا ہے، اپنی ہر چیز کا رُخ اسی کی طرف کر دیتا ہے اور اسی سے ڈرتا ہے، اس کے غضب سے بچتا ہے اور اس کی رضا کا طلب گار رہتا ہے گویا اپنی ہر چیز اسی جہتِ واحدہ کے سپرد کر دیتا ہے اور ہر چیز کا اسے مالک و مختار بنا دیتا ہے کیونکہ درحقیقت ہر چیز کی خالق و مالک اور مُدبّر یہی جہتِ واحدہ ہے۔

اور اس طرح یہ نظریہ پورے انسانی وجود کا رُخ ایک ایسے واحد منبع و مصدر کی طرف پھیر دیتا ہے جس سے انسان اپنے لیے نظریات (مفاہیم) بھی اقدار اور پیمانے بھی اور شرائع و قوانین بھی حاصل کرتا ہے اور وہاں سے انسان کو اس کے سینے میں کلبلانے والے ہر سوال کا جواب مل جاتا ہے اور پھر انسان کائنات، زندگی اور خود انسان کے بارے میں ہر سوال کا مقابلہ کرنے کی پوزیشن میں ہوتا ہے۔

یہاں پہنچ کر انسان کی کل کائنات ایک وحدت کی شکل اختیار کر لیتی ہے انسان کا شعور و سلوک، نظریہ و عملیہ، عقیدہ و منہج اور اس کا اخذ و قبول، موت و حیات، اس کی سعی و حرکت، صحت و رزق، دنیا و آخرت غرض ہر چیز متحد و متفق ہو کر ایک وحدت بن جاتی ہے جو پھر نہ تو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر سکتی ہے اور نہ مختلف راستوں اور افقوں کا رُخ کرتی ہے اور نہ متفرق کرنے والے مختلف مسلکوں کو قبول کرتی ہے۔

انسانی وجود کی کل کائنات جب اس طرح یکجا اور یک رُخ ہو جاتی ہے تو اپنے بہترین "فارم" میں ہوتی ہے کیونکہ وہ اس صورت میں حالتِ "وحدت" میں ہوتی ہے، اور وحدت جہاں بھی پائی جائے حقیقت کا رُوپ ہے کیونکہ وحدت ہی خالقِ تعالےٰ کی حقیقت ہے، وحدت ہی (قسموں کے اختلاف اور شکلوں کے تنوّع کے باوجود) زندگی اور زندہ مخلوقات کی حقیقت ہے، وحدت ہی افرادِ انسانی اور ان کی صلاحیتوں کے تنوع کے باوصف انسان کی حقیقت ہے۔ وحدت ہی وجودِ انسانی کی غرض و غایت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور وحدت ہی عبادت ہے خواہ عبادت کی شکلیں اور اس کا میدانِ کار کتنا ہی مختلف اور متضاد کیوں نہ ہو، الغرض انسان اس کائنات کی حقیقت کی تلاش میں جہاں بھی جائیگا اسے وحدت ہی کی شکل میں پائے گا۔

اور جب انسانی وجود اس وضع میں ہوگا جو تمام پہلوؤں کے لحاظ سے حقیقت سے مطابقت رکھتی ہے تو اس کی ذاتی قوت اپنے انتہائی عروج کو پہنچی ہوئی ہوگی اور ایسا انسان اس کائنات کی حقیقت کے ساتھ (جس میں زندہ ہے اور جس کے ساتھ ہر وقت کا معاملہ ہے) بلکہ کائنات کی ہر اس چیز کی حقیقت کے ساتھ (جو یہاں اثر انداز ہے یا جس کا اثر قبول کیا جا سکتا ہے) اپنی مطابقت و مناسبت کے نقطۂ کمال کو پہنچا ہوا ہوگا اور ان حقائق کے ساتھ مطابقت ہی وہ چیز ہے جو انسان کو بڑی بڑی یادگاریں چھوڑنے اور کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی قدرت مہیا کرتی ہے۔

یہی حقیقت قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی منتخب جماعت میں جب اپنے نقطۂ عروج کو پہنچ گئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں اس زمین میں ایسے شاندار کارنامے انجام دلوائے جن کے اثرات و نتائج خود انسان اور انسانی تاریخ پر بہت گہرے مرتسم ہیں۔

اور یہی حقیقت جب دوبارہ وجود میں آئے گی اور مشیتِ ایزدی کے مطابق ایسا ہو کر رہے گا۔ تو اب اللہ تعالیٰ اس سے جو کام لے گا وہ کہیں زیادہ ہوگا خواہ اس کی راہ میں کتنی ہی رکاوٹیں کیوں نہ ہوں اور اس لیے ہوگا کہ محض اس حقیقت کا وجود میں آنا ہی ایک ایسی قوت پیدا ہونے کا باعث ہے جس کا مقابلہ ممکن نہیں کیونکہ یہ قوت کائنات کی بنیادی قوتوں میں سے ہے اور خالقِ کائنات کی قوت کا پرتو ہے۔

انسان کے اندر کی کائنات میں یک جہتی و ہم آہنگی پیدا ہونے کے نتیجہ میں انسان کے تمام اعمال و افعال بھی ایک "حرکتِ واحدہ" بن جاتے ہیں اور یہ حرکت تخلیقِ انسان کی اصل غرض و غایت کی سمت میں ہوتی ہے یعنی عبادت کی سمت میں۔ اور عبادت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مثالی شکل ہر وہ کام ہے جو انسان اللہ واحد کی بندگی کی غرض سے اپنی خلافتِ ارضی کی ذمّہ داریوں کو پُورا کرتے ہُوئے سرانجام دیتا ہے۔

رُوح وجسم کی یہ ہم آہنگی و یک جائی اسلام کا بہت بڑا امتیاز ہے۔ یہ اپنی تفسیر میں ان تمام حقائق کو سمیٹ لیتا ہے جو پوری کائنات میں نفسِ انسانی کے سامنے آتے ہیں اور اپنی توجیہ میں انسانی زندگی کے تمام اعمال وافعال کو سمو لیتا ہے۔

چنانچہ صرف اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس میں انسان دنیاوی زندگی گزارتے ہُوئے آخرت کے لیے زندہ رہتا ہے اور اسی دین میں یہ بات ممکن ہے کہ کوئی شخص جو کام اپنی معاش کے لیے کر رہا ہو وہی کام اللہ کے لیے ہو، اور یہی وہ دین ہے جس میں انسان اپنے روزمرہ کے دنیاوی کاموں میں مصروف رہتے ہُوئے اور اپنی روزی کی تدبیر کرتے ہُوئے وہ انسانی کمال حاصل کر سکتا ہے جو دین انسان سے طلب کرتا ہے اور ان تمام حالات میں دین کا مُطالبہ صرف اتنا ہے کہ انسان اپنے مظاہرِ عبادات میں بھی اور عملی اقدامات میں بھی یکساں طور پر اللہ کی بندگی میں مخلص ہو اور اپنے جسم کی ہر حرکت اور دل کے ہر اندیشے میں، ہر عمل اور ہر نیّت میں پُورے جذبے اور توجہ کے ساتھ ایک ہی "جہتِ واحدہ" کی طرف اپنا رُخ رکھے اور سختی کے ساتھ اس بات کا خیال رکھے کہ کسی اقدام میں حلال کے وسیع دائرے سے تجاوز نہیں کرے گا اور حلال کا یہ دائرہ زندگی کی تمام پاک چیزوں پر محیط ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ تمام قوتیں اس لیے عطا فرمائی ہیں کہ انسان ان سے پُوری طرح کام لیتے ہُوئے اور لُطف اندوز ہوتے ہُوئے دُنیا میں اپنا کردار ادا کرے اور اپنی سب قوتوں سے کام لے کر اپنی تخلیق کا مقصد پُورا کرے اور اس طرح وہ راحت و طمانیت اور وہ سہولت و سلامتی اور وہ آزادیٔ کامل حاصل کرے جو صرف اللہ واحد کی بندگی سے حاصل ہوتی ہے۔

اسی خاصیت کی بنا پر اسلام میں یہ صلاحیت ہے کہ یہ زندگی کا ایک جامع اور مکمل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منہاج قرار پائے۔ ایک ایسا منہاج جو دل کے عقیدے اور زندگی کے نظام دونوں کو اپنے اندر سمو لے اور عقیدے اور نظامِ زندگی کی یہ یگانگت اس انداز کی ہو کہ نہ صرف یہ کہ ان کے درمیان کسی قسم کا تضاد واقع نہ ہو بلکہ دونوں اس طرح ہم آہنگ ہو جائیں کہ ذرا سا فصل بھی ناقابلِ برداشت ہو کیونکہ عقیدے اور عمل کی یہ ہم آہنگی اور اتحاد ہی اس دین کی فطرت ہے اور ان دونوں کا ایک دوسرے سے علیحدہ ہونا خود دین کے فساد و تخریب کا باعث ہے۔

انسانی زندگی کے اعمال و افعال کی عبادات اور معاملات میں تقسیم ایک ایسا مسئلہ ہے جو بعد کے دور میں یعنی کتبِ فقہ کی تدوین کے دور میں پیدا ہوا اور اگرچہ شروع میں اس کا مقصد محض فنی تقسیم و تبویب تھی جو بالعموم علمی کتابوں میں کی جاتی ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعد میں اس چیز نے ذہن پر غلط اثرات مرتب کیے اور کچھ مدت کے بعد تو اس تقسیم کے ناپسندیدہ نتائج پوری زندگی میں در آئے کیونکہ اس کی بنا پر لوگوں کے ذہن میں یہ بات جاگزین ہونے لگی کہ عبادت صرف وہ اعمال و افعال ہیں جن کا ذکر کتبِ فقہ میں عبادات کے عنوان کے تحت کیا گیا ہے جبکہ اعمال کی دوسری قسم یعنی معاملات کے عبادت ہونے کا خیال مدہم پڑتا چلا گیا اور یہ چیز بلاشبہ اسلامی نظریہ سے انحراف تھا جس کے نتیجہ میں لازمی طور پر اسلامی معاشرے کی پوری زندگی میں انحراف پیدا ہو گیا۔

اسلامی نظریہ کی رو سے انسانی زندگی کا کوئی کام ایسا نہیں ہے جس پر عبادت کے معنیٰ صادق نہ آتے ہوں یا جس میں درحقیقت عبادت کی صفت پیدا کرنا مطلوب نہ ہو کیونکہ منہاجِ اسلامی کی تو پہلی اور آخری غرض و غایت ہی عبادت کے معنیٰ کو متحقق کرنا ہے بلکہ اسلامی منہج میں تو حکومت کا نظام، اقتصادی نظام، فوجداری، شہری اور عائلی قوانین اور ان کے علاوہ بھی جو قوانین اس منہج میں ہیں سب کا مقصد سرے اور صرف انسان کی زندگی میں عبادت کے معنیٰ کو حقیقت کا روپ دینا ہے اور جب تک انسان کے تمام اعمال و افعال مکمل طور پر منہجِ ربانی کے مطابق ادا نہ ہوں اس وقت تک ان کو صفتِ عبادت سے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم نے تحدید و تعیین کے ساتھ تخلیقِ انسان کی غرض و غایت بتائی ہے منصف نہیں کیا جا سکتا چنانچہ صرف یہی طریقہ یعنی تمام اعمال و افعال کو منہجِ اسلامی کے مطابق ادا کرنا ہی وہ طریقہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کو الوہیت کے اعتبار سے منفرد ماننا اور اس کی بندگی کا اعتراف کرنا تکمیل پذیر ہو سکتا ہے ورنہ عبادت سے انحراف اور بندگی سے خروج لازم آئے گا۔ گویا انسانی وجود کی غرضِ اصلی سے جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہے اس سے انحراف ہوگا. دوسرے لفظوں میں دین سے انحراف ہوگا۔

وہ تمام اعمال جن پر فقہا نے اسلامی نظریہ کے مفہوم کے برخلاف بطورِ خاص صفتِ عبادت کا اطلاق کیا ہے ان کے مواقع بیان کو اگر قرآن حکیم میں دیکھا جائے تو ایک واضح حقیقت سامنے آتی ہے جس سے صرفِ نظر ممکن نہیں اور وہ یہ کہ قرآن مجید نے ان اعمال کو جو عبادت کہلاتے ہیں ان کاموں سے جنھیں فقہا نے "معاملات" کا نام دیا ہے علیحدہ کر کے بیان نہیں کیا بلکہ دونوں قسموں کے اعمال قرآن حکیم کے سیاق میں بھی ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور قرآنِ کریم کے اسلوبِ رہنمائی میں بھی۔ گویا یہ دونوں قسم کے اعمال عبادت ہی کے منہاج کا حصّہ ہیں اور عبادت تخلیقِ انسان کی غرض و غایت بھی ہے اور اسی سے بندگی کے معنی تکمیل پذیر ہوتے ہیں اور عبادت ہی سے اللہ تعالیٰ کو الوہیت میں منفرد و یکتا ماننے کا اظہار ہوتا ہے۔

جوں جوں وقت گزرتا گیا اس تقسیم نے بتدریج بعض لوگوں کے ذہن میں یہ خیال پیدا کرنا شروع کر دیا کہ ہم اس طرح بھی مسلمان رہ سکتے ہیں کہ عبادتوں کے فرائض اسلامی احکام کے مطابق صحیح طور پر ادا کرتے رہیں اور زندگی کے باقی معاملات میں کسی اور منہج کے مطابق اللہ تعالےٰ کی بجائے کسی دُوسرے خدا سے احکام اور فیصلے حاصل کرتے رہیں خواہ وہ ان معاملات کے سلسلہ میں ایسے قوانین جاری کرے جن کی اللہ تعالےٰ نے اجازت نہ دی ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ ایک بہت شدید مغالطہ تھا کیونکہ اسلام تو ایک ناقابلِ تقسیم وحدت ہے اور جو شخص بھی اسے اس انداز سے دو قسموں میں تقسیم کرے گا وہ اس وحدت سے گویا اسلام سے ہی خارج ہو جائے گا۔

یہ ایک بہت بڑی حقیقت ہے اور ہر مسلمان کے لیے جو حقیقی اسلام پر عمل کرنا اور اپنے انسانی وجود کے مقصدِ تخلیق کو حاصل کرنا چاہتا ہے ضروری ہے، کہ اس حقیقت کو اپنے دل میں پوری طرح جاگزین کر لے۔

اس حقیقت کی اہمیت محض اسی قدر نہیں ہے کہ اس سے ایمان کے تصور کی تصحیح ہوتی ہے۔ اگرچہ تصوّر کی تصحیح خود ایک بڑا مقصد ہے اور اسی پر پوری زندگی کی بنیاد قائم ہے بلکہ اس حقیقت کی اہمیت اس وقت پُوری طرح جلوہ گر ہوتی ہے جب زندگی برتنے کا بہترین ذوق پیدا ہو کر حسن و کمال کی اعلیٰ مدارج تک پہنچ جائے۔ کیونکہ انسانی زندگی کی ذاتی قدر و قیمت صرف اسی وقت بلند ہوتی ہے جب پوری کی پوری زندگی اللہ کی عبادت بن جائے اور زندگی کا ہر چھوٹا بڑا کام بھی عبادت ہو یا کم از کم عبادت کا جُز قرار پائے اور اگر اس بات کے عمیق اور عظیم مفہوم پر غور کیا جائے جو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو الوہیت میں مکمل طور پر یکتا تسلیم کر لیا جائے اور محض اسی منفرد ہستی کی بندگی کا اقرار کیا جائے تو یہ وہ مقام بلند ہے جس سے زیادہ بلندی کا تصوّر بھی انسان کے لیے ممکن نہیں ہو سکتا اور کمالِ انسانی کی انتہا محض اس مقام کو حقیقتاً حاصل کرنا ہے۔ یہی وہ مقام (عبدہ) ہے جہاں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے مدارجِ کمال کے ارتقاء کی حالت میں پہنچے تھے یعنی جناب باری تعالیٰ سے قبول وحی کے وقت اور اسراء و معراج کے وقت۔

ملاحظہ کیجیے :

۱: تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۝۱ الفرقان

نہایت متبرک ہے وہ جس نے یہ فرقان اپنے "بندے" پر نازل کیا تاکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے جہان والوں کے لیے نذیر ہو۔

۲ : سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ① . بنی اسرائیل

پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے "بندے" کو مسجد حرام سے دُور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی ہے تاکہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے۔ حقیقت میں وہی ہے سب کچھ سننے اور دیکھنے والا۔

جرمن نومسلم علّامہ محمد اسد (لیوپولڈ فائس) نے اپنی کتاب "الاسلام علیٰ مفترق الطریق" (ISLAMAT THE CROSS ROADS) میں اسلام کے تصورِ عبادت اور دیگر ادیان کے تصوّرِ عبادت میں فرق بیان کرتے ہوئے بہت لطیف گفتگو کی ہے اور اس اثر کی نشان دہی کی ہے جو اسلام کے تصورِ عبادت سے زندگی کی سنجیدگی کے شعور پر اور حرکاتِ زندگی کی اہمیت کے احساس پر اس اعتبار سے پڑتا ہے کہ دنیاوی زندگی میں یہی حرکات انسان کے اعلیٰ مدارجِ کمال تک پہنچنے کا واحد ذریعہ ہیں۔

علّامہ اسد اپنی کتاب کے باب "سبیل الاسلام" کے زیرِ عنوان رقمطراز ہیں :

"اسلام میں عبادت کا تصوّر دیگر تمام ادیان[1] کے تصوّر سے مختلف ہے۔ اسلام میں عبادت محض ان اعمال میں محدود نہیں ہے جو خالص عجز و فروتنی کے اظہار کا ذریعہ ہیں مثلاً نماز روزہ وغیرہ بلکہ عبادت کا مفہوم اسلامی نقطۂ نگاہ سے پوری عملی زندگی کو محیط ہے۔ اور اگر یہ صحیح ہے کہ ہماری تخلیق کی غایتِ اولیٰ محض اللہ کی عبادت ہے تو لازمی طور پر ہمیں اپنی زندگی کے تمام مظاہر

---

[1] دیگر ادیان کہنے سے مصنف کی مراد یہ ہے کہ جو شکل و صورت ان کی بن گئی ہے۔ وگرنہ اللہ کی طرف سے آئے ہوئے تمام دین بنیادی طور پر ایک ہیں اور اللہ کی عبادت کا تصور بھی سب ادیان میں یہی تھا کہ ہر معاملہ میں محض اللہ کی بندگی کی جائے اور اللہ تعالیٰ کو الٰہِ واحد تسلیم کر کے اپنے ہر کام اور ہر چیز کا رُخ اسی کی طرف پھیر دیا جائے۔ (مصنّف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اس انداز سے دیکھنا ہوگا کہ یہ ایک کثیر الجہات اخلاقی ذمہ داری ہے اور ضروری ہوگا کہ ہم اپنے تمام کام حتیٰ کہ وہ بھی جو بظاہر نہایت حقیر ہیں عبادت سمجھ کر انجام دیں اور پوری توجہ سے بجا لائیں اور یہ محسوس کریں کہ ہمارا یہ کام بھی اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے عالمی منہاج کا ایک جز ہے۔ بظاہر یہ ایک ایسی کیفیت ہے جسے ایک عام شخص ناقابلِ عمل مثالی نظریہ خیال کرے گا لیکن کیا اس دین کے مقاصد میں ہی یہ بات شامل نہیں ہے کہ انتہائی ارفع و اعلیٰ مثال کو ہی واقعی زندگی میں حقیقت بنا کر پیش کیا جائے۔

اسلام کا موقف اس سلسلہ میں کسی تاویل کا متحمل نہیں ہو سکتا کہ دین ہمیں سب سے پہلے یہ تعلیم دیتا ہے کہ زندگی کا مفہوم ہی اللہ تعالیٰ کی ایسی دائمی عبادت ہے جو زندگی کے تمام متنوع اعمال و افعال میں اپنی مثالی شکل میں نظر آئے۔ دوسرے یہ بتاتا ہے کہ اس مقصد کا حصول اس وقت تک محال ہے جب تک ہماری مادی اور روحانی زندگی ہمارے ذہن میں بھی اور عمل میں بھی ایک مربوط و منظم وحدت کی شکل اختیار نہ کر لے اور دو قسموں میں تقسیم کی دو عملی ختم نہ ہو جائے۔ ہمارا اذعان باری تعالیٰ کی وحدانیت کا ذہنی تصوّر لازمی طور پر زندگی کے مختلف مظاہر کو ایک وحدت میں متفق و مجتمع کرنے کی ہماری کوشش میں نمایاں طور پر نظر آنا چاہیے۔

اس تعیینِ جہت کا ایک منطقی نتیجہ ہے اور اس سے اسلام اور دیگر مذاہب متداولہ کے درمیان ایک اور فرق واضح ہوتا ہے اور وہ یہ کہ اسلام باوجودیکہ تعلیم و تلقین میں بھی ہے اس بات کو کافی خیال نہیں کرتا کہ بندے اور خالق کے مابین جو مابعد الطبیعیاتی رابطے ہیں، محض ان کی ذمّہ داری اٹھائے رکھے بلکہ وہ جتنی تاکید ان رابطوں کے سلسلہ میں کرتا ہے، کم از کم اتنی ہی تاکید ان دنیاوی رابطوں کے سلسلہ میں بھی کرتا ہے جو فرد اور اس کے معاشرتی ماحول کے درمیان ہیں۔ نیز اسلام اس دنیوی زندگی کو اس انداز سے نہیں دیکھتا کہ یہ محض ایک بے مقصد اور رسمی سا اتفاق ہے اور نہ اس نگاہ سے دیکھتا ہے کہ یہ زندگی آخرت (جو کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاشبہ آئے گی) کے تصور کا ایک بے تعبیر خواب ہے۔ بلکہ اسلامی نقطہ نگاہ زندگی کے بارے میں یہ ہے کہ زندگی اپنی ذات میں ایک مکمل وجودی اور اثبادی وحدت ہے جس طرح اللہ تعالیٰ ایک وحدت ہے نہ صرف اپنی ذات کے اعتبار سے بلکہ غایت کے اعتبار سے بھی وحدت ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کی تخلیق بھی وحدت ہے جو ممکن ہے ذات کے لحاظ سے بھی وحدت ہو لیکن بہرحال اپنی غایت کے اعتبار سے ضرور وحدت ہے۔

اور اللہ تعالےٰ کی عبادت ہی اپنے اس وسیع تر مفہوم کے اعتبار سے جو ہم نے بیان کیا ہے اسلام میں انسانی زندگی کی تشکیل کرتی ہے۔ محض اس تصوّر کی بنا پر ہی ہمارے سامنے یہ امکان آجاتا ہے کہ انسان اپنی انفرادی زندگی کے دائرے میں رہتے ہوئے بھی اپنے کمال انسانی تک رسائی حاصل کر سکتا ہے اور دُنیا کے تمام دینی نظاموں میں صرف اسلام ہی وہ واحد نظام ہے جو یہ اعلان کرتا ہے کہ فرد دنیوی زندگی گزارتے ہوئے بھی اپنے کمال کو پہنچ سکتا ہے۔ اسلام کمالِ انسانی کو نہ تو جسمانی خواہشات مارنے کے ساتھ مشروط کرتا ہے اور نہ ہندو فلسفہ کی طرح تناسخِ اَرواح کے ایک تدریجی اور یکے بعد دیگرے وارد ہونے والے اَدوار کے سلسلے کا حوالہ دے کر ٹالتا ہے اور نہ اسلام بدھ مت کی طرح اس بات کا قائل ہے کہ فرد کا کمال اور نجات اس وقت تک ممکن نہیں جب تک "نفسِ جزئی" فنا ہو کر پوری کائنات سے اپنا شعوری تعلق منقطع نہ کر لے ہرگز نہیں! اسلام بزور یہ اعلان کرتا ہے کہ انسان اسی دُنیاوی زندگی میں اپنا ذاتی کمال حاصل کر سکتا ہے لیکن یہ اس صورت میں ہی ممکن ہے جب وہ اپنے مقدور کی حد تک اپنی اس دنیوی زندگی سے پورا پورا کام لے۔[1]

ان تمام تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی نظریہ کی جامعیت اور ہمہ گیری اپنی تمام شکلوں میں نہ صرف یہ کہ انسانی فطرت کے لیے اس وجہ سے راحت بخش ہے

---

[1] اقتباس از کتاب الاسلام علی مفترق الطریق ص ۲۱-۲۳ مترجمہ ڈاکٹر عمر فروخ۔ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ انسانی فطرت کے بہم پیوستہ مزاج کے مطابق اس سے معاملہ کرتی ہے نہ تو اس کے لیے تنگی پیدا کرتی ہے اور نہ اسے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھرنے دیتی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ ہمہ گیری انسانی فطرت کو کسی حالت میں اور کسی لحظہ میں غیر اللہ کا رُخ کرنے اور کوئی ایسا اقتدار قبول کرنے سے محفوظ رکھتی ہے جو اللہ کی سند کے بغیر اس پر یا زندگی کے کسی ایک پہلو میں اللہ کے منہاج اور شریعت کی مقرر کردہ حدُود پر مسلط ہو گیا ہو۔ کیونکہ بات صرف اتنی ہی نہیں ہے کہ اللہِ واحد کا حکم، اقتدار اور تسلّط صرف انفرادی عبادات یا اُخروی معاملات تک محدُود ہے بلکہ یہ حکومت و تسلّط اور یہ اقتدار و اختیار دنیا و آخرت میں زمین و آسمان میں عالمِ غیب اور عالمِ شہادت میں عمل میں اور نماز میں ہر سانس میں جسم کی ہر حرکت اور دل کے ہر اندیشے میں ہر قدم اور ہر رُخ میں صرف اللہِ واحد کے لیے مخصوص و محفوظ ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۴﴾ الزخرف

وہی ایک آسمان میں بھی خدا ہے اور زمین میں بھی وہی خدا ہے اور وہی حکیم و علیم ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توازن

مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ[1] ط الملک

اسلامی نظریہ کی چوتھی خصوصیت "توازن" و اعتدال ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے اصول بھی متوازن ہیں اور اسکی ہدایات میں بھی اعتدال ہے۔ اس نظریہ کی یہ خاصیت خاصیتِ شمول سے (جس پر گفتگو ہو چکی ہے) مربوط اور ہم آہنگ ہے۔ گویا یہ نظریہ خود بھی متوازن ہے اور اس کی ہمہ گیری اور جامعیت میں بھی اعتدال ہے۔

اپنی اس بے نظیر خاصیت کی وجہ سے یہ نظریہ اپنے مطالب و مفاہیم میں افراط و تفریط، ہر قسم کے غیر معمولی مبالغے اور اندرونی تصادم و تضاد سے محفوظ ہو گیا ہے۔ اور یہ ایسے روگ ہیں جن سے اسلامی نظریہ کے سوا کوئی اور نظریہ محفوظ نہیں رہ سکا خواہ وہ فلسفیانہ نظریات ہوں یا ایسے دینی نظریات جن کی شکل و صورت انسانی تصورات کی آمیزش سے بگاڑ دی گئی ہے یعنی ان میں اضافے یا ترامیم شامل کر دی گئی ہیں یا غلط تاویلیں کر کے ان تاویلوں کو دین کی اصل میں داخل کر دیا گیا ہے۔

اسلامی نظریہ کی یہ خصوصیت اس نظریہ کے متعدد متوازن پہلوؤں میں دیکھی جا سکتی ہے ان میں سے چند ایک بہت ہی نمایاں رُخ ہم یہاں پیش کر رہے ہیں:

اس نظریہ میں ایک تو اس کے اخذ و قبول کے لحاظ سے اعتدال ہے وہ اس

---

[1] تم رحمان کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے۔ الملک (۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح کہ اس کے ایک پہلو کو انسان محض سمجھ کر تسلیم کر لینے کی صُورت میں قبول کر لیتا ہے۔ اور اس پہلو میں انسان کا کام تسلیم کر لینے کی حد پر ختم ہو جاتا ہے اور دُوسرے پہلو میں اخذ و قبول کی صُورت یہ ہے کہ اسے سمجھتا ہے، اس کے دلائل و بُراہین کی تحقیق کرتا ہے، اس کے اسباب و علل کو جاننے کی کوشش کرتا ہے اور اس کے عملی تقاضوں پر غور و فکر کر کے اپنی زندگی کو ان سے مطابق بنانے کے لیے ان پر عمل پیرا ہوتا ہے۔

انسانی فطرت اس نظریہ کے ان دونوں پہلوؤں سے راحت و طمانیت حاصل کرتی ہے کیونکہ یہ دونوں پہلو انسانی فطرت کے ان حقیقی تقاضوں کو پُورا کرتے ہیں جو اس وقت سے اس میں ودیعت کر دیے گئے جب کہ یہ ابھی اپنے خالق کے ہاتھوں تشکیل پا کر وجود پذیر ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ انسان کے قوائے ادراک کائنات کے تمام اسرار و رموز کو برداشت کرنے کی طاقت اور سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے چنانچہ اس نے انسان کی فطرت میں یہ خوبی پیدا فرمائی کہ وہ بعض باتوں کو نہ جاننے کے باوجود راحت پا سکے اور بعض کو جان کر مطمئن ہو سکے گویا ان دونوں پہلوؤں میں انسانی فطرت کا یہ توازن اسی طرح کا ہے جیسا کہ اس کائنات کے خمیر میں ہے۔

دراصل کوئی ایسا مذہب مذہب کہلانے کا مستحق ہی نہیں ہے جس میں کوئی غیب، کوئی اَن جانی بات اور کوئی ایسی بڑی حقیقت موجود نہ ہو جو انسان کے محدود حواس میں نہ سما سکے ایسے مذہب سے نفسِ انسانی کا نامعلوم کو جاننے کا فطری تقاضا پُورا نہیں ہوتا اور پوشیدہ رازوں کے تجسس کا شوق تسکین نہیں پاتا۔ اسی طرح وہ مذہب جس میں صرف ایسے مُعمّے ہوں جنہیں عقل سمجھ ہی نہ سکے وہ بھی کوئی مذہب نہیں ہے۔ انسان کو عقل عطا کی گئی ہے اور انسان کی قوۃ فکر کے لیے ایسی چیزوں کی ضرورت ہے جن کے سمجھنے میں وہ اپنی کارکردگی دکھائے اور ان پر غور و فکر کر کے ان کے مطابق عمل کرے۔ چنانچہ ایک جامع عقیدہ و مذہب وہی ہے جو ان دونوں پہلوؤں کے تقاضے پورے کر کے انسانی فطرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو متوازن رکھ سکے اور انسانی فطرت اس مذہب میں اپنے اندر ودیعت کیے گئے جذبوں کی تسکین اور اپنی قوتوں کے تقاضوں کو پورا ہوتے دیکھے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کی ماہیت، اپنی مخلوقات کے ساتھ ارادۂ باری تعالیٰ کے رابطہ و تعلق کی کیفیت اور روح کی حقیقت ایسی حقیقتیں ہیں جن کا احاطہ انسانی حواس کر ہی نہیں سکتے (جیسا کہ ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں) چنانچہ ذاتِ باری تعالیٰ کی کچھ اور صفات ایسی موجود ہیں مثلاً وجود، وحدانیت، قدرت، ارادہ، تخلیق، تدبیر وغیرہ جن میں انسانی فکر کو اپنی صلاحیتوں سے کام لینے کا موقع میسّر ہے۔ اور وہ ان کی ضرورت کو اور کائنات کے اندر ان کے تقاضوں کو سمجھ سکتا ہے۔ اسلام ان خصائص و صفاتِ باری تعالیٰ کو ایسے قاطع دلائل و براہین کی مدد سے پیش کرتا ہے جو پوری طرح ذہن کو مطمئن کر دیتے ہیں، اسی طرح یہ کائنات، اس کائنات کی حقیقت، اس کا مرکز و مصدر، اس کا اپنے خالق سے تعلق، اس کا اپنے خالق کی بندگی کرنا، کائنات میں حیات کو قبول کرنے کی صلاحیت کا ہونا، پھر اس کائنات کا انسان سے تعلق اور انسانوں کا کائنات سے رابطہ وغیرہ سب ایسی چیزیں ہیں، جن پر غور کیا جا سکتا ہے۔ بعینہٖ زندگی اور اس کی جتنی قسمیں، شکلیں، صورتیں اور درجے ہیں زندگی کا منبع، کائنات کی فطرت سے اس کا تعلق، زندگی کا اپنے خالق سے اور خالق کائنات سے رابطہ وغیرہ۔ اسی طرح انسان، انسان کی حقیقت، اس کی خصوصیات، انسان آیا کہاں سے ہے، اس کے پیدا کیے جانے کی غرض و غایت کیا ہے، انسان کی زندگی کا منہاج کیا ہے؟ یہ سب اُمور ایسے انداز میں پیش کیے گئے ہیں جو قابلِ فہم ہے اور عقل و دل کو اس سے راحت و طمانیت حاصل ہوتی ہے اور یہ سب باتیں ایسے دلائل و براہین کی مدد سے پیش کی گئی ہیں جن کے آگے انسانی فطرت سرِ تسلیم خم کر دیتی ہے اور انھیں قبول کر لیتی ہے۔

ملاحظہ کیجیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱ : اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿۳۶﴾ الطور

کیا یہ کسی خالق کے بغیر پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود اپنے خالق ہیں؟ یا زمین اور آسمان کو انھوں نے پیدا کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے۔

۲ : اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ الانبیاء۔

کیا ان لوگوں کے بنائے ہوئے ارضی خدا ایسے ہیں کہ بے جان کو جان بخش کر اُٹھا کھڑا کرتے ہوں؟ اگر زمین و آسمان میں ایک خُدا کے سوا دوسرے خُدا بھی ہوتے تو (زمین اور آسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا۔ پس پاک ہے اللہ رب العرش اُن باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں۔ وہ اپنے کاموں کے لیے (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں ہے اور سب جواب دِہ ہیں۔ کیا اسے چھوڑ کر انھوں نے دُوسرے خُدا بنا لیے ہیں؟ اے محمدؐ، ان سے کہو کہ لاؤ اپنی دلیل یہ کتاب بھی موجود ہے جس میں میرے دور کے لوگوں کیلیے نصیحت ہے اور وہ کتابیں بھی موجود ہیں جن میں مجھ سے پہلے لوگوں کے لیے نصیحت تھی مگر ان میں سے اکثر لوگ حقیقت سے بے خبر ہیں اس لیے مُنہ موڑے ہوئے ہیں۔

۳ : اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَلٰی ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ یٰس

کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسوں کو پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں جبکہ وہ ماہر خلاق ہے وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے

۴: وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُ ﴿۷۹﴾ یٰس

اب وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے۔ کہتا ہے کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں؟ اس سے کہو انھیں وہی زندہ کرے گا جس نے پہلے انھیں پیدا کیا تھا اور وہ تخلیق کا ہر کام جانتا ہے۔

۵: اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآىِٕقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ یَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَجَعَلَ بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَی اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَمَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۶۴﴾ النمل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمھارے لیے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے وہ خوشنما باغ اگائے جن کے درختوں کا اُگانا تمھارے بس میں نہ تھا؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی دُوسرا خدا بھی (ان کاموں میں شریک) ہے؟ (نہیں) بلکہ یہی لوگ راہِ راست سے ہٹ کر چلے جا رہے ہیں۔ اور وہ کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس کے اندر دریا رواں کیے اور اس میں (پہاڑوں کی) میخیں گاڑ دیں اور پانی کے دو ذخیروں کے درمیان پردے حائل کر دیے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (ان کاموں میں شریک) ہے؟ نہیں! بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نادان ہیں۔ کون ہے جو بے قرار کی دُعا سُنتا ہے جب کہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟ اور (کون ہے جو) تمھیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (یہ کام کرنے والا) ہے؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔ اور وہ کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تم کو راستہ دکھاتا ہے اور کون اپنی رحمت کے آگے ہواؤں کو خوشخبری لے کر بھیجتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا خدا بھی (یہ کام کرتا) ہے؟ بہت بالا و برتر ہے، اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں اور وہ کون ہے جو خلق کی ابتدا کرتا اور پھر اس کا اعادہ کرتا ہے؟ اور کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی خدا بھی (ان کاموں میں حصّہ دار) ہے؟ کہو کہ لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔

۶: وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ﴿۲۲﴾
وَمِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ
لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ
اٰیٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ
اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ الروم

اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر یکایک تم بشر ہو کہ (زمین میں) پھیلتے جا رہے ہو۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ اور اسکی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمھاری زبانوں اور تمھارے رنگوں میں اختلاف ہے، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں دانشمند لوگوں کے لیے۔ اور اس کی نشانیوں میں سے تمھارا رات اور دن کو سونا اور تمھارا اس کے فضل کو تلاش کرنا ہے، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو (غور سے) سنتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تمھیں بجلی کی چمک دکھاتا ہے خوف کے ساتھ بھی اور طمع کے ساتھ بھی۔ اور آسمان سے پانی برساتا ہے۔ پھر اسی کے ذریعہ سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جونہی کہ اس نے تمھیں زمین سے پکارا بس ایک ہی پکار میں اچانک تم نکل آؤ گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اور اسی قسم کی قائل کر دینے والی دلیلیں اور انفس و آفاق میں سامنے نظر آنے والی نشانیاں قرآن مجید غور و فکر کے لیے اور ثبوت و حجّت قائم کرنے کے لیے پیش کرتا ہے، اور ان پر غور و فکر کرنے، ان سے اخذ و قبول کرنے اور ان قضیوں کی قطعیّت پر (جو بطور ثبوت پیش کیے گئے ہیں) بحث کرنے میں انسانی حواس پوری طرح آزاد ہیں۔ اور یہ سب دلائل دائرہ فکر و نظر کے اندر اور حواسِ انسانی کی سطح کے مطابق ہیں۔

اور اس طرح انسانی فطرت کو اسلامی نظریہ میں وہ سب کچھ مل جاتا ہے جس سے اس کے معلوم و مجہول سے متعلق تمام شوق پورے ہو سکتے ہیں خواہ ان کا تعلق ایسے غیبی اُمور سے ہو جن کا نہ ذہن احاطہ کر سکتا ہے اور نہ انھیں نظر دیکھ سکتی ہے اور خواہ ایسے واضح حقائق سے ہو جن میں عقل اپنی جولانی دکھا سکتی ہے اور قلب ان پر غور و فکر کر سکتا ہے۔ یعنی اس نظریہ میں ایسے حقائق بھی ہیں جن کا ادراک فطرتِ انسانی کی مجال و بساط سے باہر ہے اور جن کا سامنا کرتے وقت اسے اپنے خالقِ اکبر کے جلال کا احساس ہوتا ہے۔ اور ایسے امور بھی جن میں انسان کے حواس اپنی جولانیاں دکھا سکتے ہیں اور ان پر غور و فکر کرتے وقت کائنات میں انسان کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ شعور بھی ہوتا ہے کہ اللہ کے نزدیک انسان کس قدر معزز و مکرّم ہے۔

اور دونوں طرح کے امور سے انسانی وجود اس انداز میں متوازن رہتا ہے کہ ایسی عظیم حقیقتیں جن کو جانا نہیں جا سکتا ان پر ایمان لے آتا ہے اور وہ بڑے اُمور پر جن کو جانا جا سکتا ہے ان پر غور و فکر کرتا ہے۔

اسی طرح مشیتِ الٰہیہ کے ہر پابندی سے مُطلقاً آزاد ہونے اور قوانینِ طبعیہ کے اٹل اور ناقابلِ تبدل ہونے میں بھی ایک توازن ہے۔ چنانچہ اسلامی نظریہ کے مطابق مشیتِ الٰہیہ مُطلقاً آزاد ہے اور ایسی کوئی پابندی جو انسان کے حاشیۂ خیال میں بھی آ سکتی ہے اس پر ہرگز عاید نہیں ہو سکتی۔ مشیتِ ایزدی ہر چیز پیدا فرما سکتی ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی چیز کے ایجاد و تخلیق کے لیے محض اس کا ارادہ فرمانا کافی ہے۔ اس کے کاموں کے لیے نہ کوئی قاعدہ قانون لازم ہے اور نہ کسی خاص ڈھانچے کی پابندی ضروری ہے وہ جب جو کچھ کرنا چاہتی ہے کر دیتی ہے، ملاحظہ کیجیے :

۱ : اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ النحل

ہمیں کسی چیز کو وجود میں لانے کے لیے اس سے زیادہ کچھ نہیں کرنا ہوتا کہ اسے حکم دیں کہ ہو جا اور بس وہ ہو جاتی ہے۔

۲ : قَالَ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ﴿۴۰﴾ آلِ عمران

زکریاؑ نے کہا پروردگار بھلا میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا، میں تو بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے جواب ملا ایسا ہی ہوگا۔ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

۳ : قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ آل عمران

مریمؑ بولی پروردگار، میرے ہاں بچہ کہاں سے ہوگا۔ مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ جواب ملا ایسا ہی ہوگا، اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔

۴ : وَامْرَاَتُهٗ قَآىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ﴿۷۳﴾ ھود

ابراہیمؑ کی بیوی بھی کھڑی ہوئی تھی وہ یہ سن کر ہنس دی۔ پھر ہم نے اس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی۔ وہ بولی ہائے میری کم بختی! کیا اب میرے ہاں اولاد ہوگی جبکہ میں بڑھیا پھونس ہوگئی ہوں اور یہ میرے میاں بھی بوڑھے ہو چکے ہیں یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ فرشتوں نے کہا اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟

۵ : اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ اٰلِ عمران

اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی سی ہے کہ اللہ نے اسے پیدا کیا اور حکم دیا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا۔ یہ اصل حقیقت ہے جو تمھارے رب کی طرف سے بتائی جا رہی ہے اور تم ان لوگوں میں شامل نہ ہو جو اس میں شک کرتے ہیں۔

۶ : وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ آل عمران

(اور جب وہ بحیثیت رسول بنی اسرائیل کے پاس آیا تو اس نے کہا) میں تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں۔ میں تمھارے سامنے مٹی سے پرندے کی صورت کا ایک مجسمہ بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں، وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔ میں اللہ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں اور مُردے کو زندہ کرتا ہوں۔ میں تمھیں بتاتا ہوں کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھروں میں ذخیرہ کر کے رکھتے ہو۔ اس میں تمھارے لیے کافی نشانی ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو۔

۷ : اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ
يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ
يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ
نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۵۹ البقرہ

یا پھر مثال کے طور پر اس شخص کو دیکھو جس کا گزر ایک ایسی بستی پر ہوا جو اپنی چھتوں پر اوندھی گری پڑی تھی۔ اس نے کہا: یہ آبادی جو ہلاک ہو چکی ہے اسے اللہ کس طرح دوبارہ زندگی بخشے گا؟ اس پر اللہ نے اس کی رُوح قبض کر لی اور وہ سو برس تک مُردہ پڑا رہا پھر اللہ نے اسے دوبارہ زندگی بخشی، اور اس سے پوچھا: بتاؤ کتنی مدّت پڑے رہے ہو؟ اس نے کہا: ایک دن یا چند گھنٹے رہا ہوں گا۔ فرمایا تم پر سو برس اسی حالت میں گزر چکے ہیں۔ اب ذرا اپنے کھانے اور پانی کو دیکھو کہ اس میں ذرا تغیر نہیں آیا ہے دوسری طرف اپنے گدھے کو بھی دیکھو (کہ اس کا پنجر تک بوسیدہ ہو رہا ہے)۔ اور یہ ہم نے اس لیے کیا ہے کہ ہم تمھیں لوگوں کے لیے ایک نشانی بنا دینا چاہتے ہیں۔ پھر دیکھو کہ ہڈیوں کے اس پنجر کو ہم کس طرح اٹھا کر گوشت پوست اس پر چڑھاتے ہیں۔ اس طرح جب حقیقت اس کے سامنے بالکل نمایاں ہو گئی تو اس نے کہا: میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

۸ : قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ
بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾ الانبیاء

انھوں نے کہا جلا ڈالو اس کو اور حمایت کرو اپنے خداؤں کی اگر تمھیں کچھ کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا ابراہیم پر۔ وہ چاہتے تھے کہ ابراہیم کے ساتھ بُرائی کریں مگر ہم نے ان کو بُری طرح ناکام کر دیا۔

۹: فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِىَ رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾ الشعراء

جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہُوا تو موسیٰ کے ساتھی چیخ اُٹھے کہ ہم تو پکڑے گئے۔ موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں، میرے ساتھ میرا رب ہے، وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا۔ ہم نے موسیٰ کو وحی کے ذریعہ سے حکم دیا کہ "مار اپنا عصا سمندر پر" یکایک سمندر پھٹ گیا اور اس کا ہر ٹکڑا ایک عظیم الشان پہاڑ کی طرح ہو گیا۔

۱۰: لَا تَدْرِىْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴿۱﴾ الطلاق

"تم نہیں جانتے شاید اس کے بعد اللہ (موافقت کی) کوئی صورت پیدا کر دے۔"

یہ اور اسی طرح کی اور بہت سی آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت مطلقاً آزاد اور ہر ایسی پابندی سے ماورا ہے جو انسان کے تصوّر و خیال میں آسکتی ہے اور جسے انسان لازمی قانون یا ایسی ضرورت خیال کرتا ہے جس سے چارہ نہ ہو۔

اس کے ساتھ ہی اللہ تعالےٰ کی حکمت بالغہ نے پسند فرمایا کہ عمومی ضابطوں اور مسلسل کارفرما رہنے والے قوانین کی صورت میں انسان کے لیے ایک معمول و رواج کا اہتمام فرما دے کہ ان قوانین کا تجسس بھی انسان خود کرے اور خود ہی ان کو دریافت کر کے اپنی زندگی ان کے مطابق ڈھال لے اور کائنات کے ساتھ بھی انہی کی بنیاد پر برتاؤ کرے، لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن و شعور میں یہ بات موجود رہے کہ ان قوانینِ طبعیہ اور اٹل ضابطوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باوجود مشیتِ الٰہیہ مطلقاً آزاد اور مختارِ مطلق ہے وہ جو چاہے پیدا فرما سکتی ہے اور اگر کسی وقت یہ قوانین اور ضابطے اس معمول کے مطابق کام نہ دیں جس معمول میں اللہ کی مشیت کو جلوہ فرما دیکھنے کا انسان عادی ہو چکا ہے تو یہ خود ایک قانون ہے (جو تمام قوانین کے پسِ پردہ کارفرما ہے) کہ مشیتِ الٰہیہ اس بات میں بھی مطلقاً آزاد و خود مختار ہے کہ اگر چاہے تو ان عمومی ضابطوں اور قوانینِ طبعیہ میں اپنا جلوہ دکھائے۔ (یعنی مشیت ان قوانین اور ضابطوں کی پابند نہیں ہے) یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کائنات میں جاری و ساری قوانینِ طبعیہ پر بقدر طاقتِ بشری غور و فکر کر کے نتائج اخذ کرنے اور پھر ان نتائج کی جانچ پڑتال سے حاصل ہونے والے معلومات سے اپنی واقعی زندگی میں فائدہ حاصل کرنے کی طرف انسان کی بصیرت و نظر کو بار بار متوجہ کرتا ہے: ملاحظہ کیجیے:

۱: قَالَ اِبْرٰهِيْمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ط (۲۵۸) البقرہ

ابراہیم نے کہا اچھا اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو ذرا اسے مغرب سے نکال لا۔ یہ سن کر وہ منکرِ حق ششدر رہ گیا۔

۲: لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ط (۴۰) یٰس

نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے۔

۳: سُنَّتَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾ الاحزاب

یہ اللہ کی سُنّت ہے جو ایسے لوگوں کے معاملے میں پہلے سے چلی آ رہی ہے اور تم اللہ کی سُنّت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ : قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿١٣٧﴾ آل عمران

تم سے پہلے بہت سے دور گزر چکے ہیں زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ ان لوگوں کا انجام کیا ہوا جنھوں نے (اللہ کے احکام و ہدایات کو) جھٹلایا۔

۵ : أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ ۖ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ﴿٢٦﴾ السجدة

کیا ان لوگوں کو (ان تاریخی واقعات میں) کوئی ہدایت نہیں ملی کہ ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے کی جگہوں میں یہ آج چلتے پھرتے ہیں۔ اس میں بڑی نشانیاں ہیں، کیا یہ سنتے نہیں ہیں۔

۶ : وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا ۖ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ الروم

اور ہم نے تم سے پہلے رسولوں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا اور وہ ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آئے پھر جنھوں نے جرم کیا ان سے ہم نے انتقام لیا اور ہم پر یہ حق تھا کہ ہم مومنوں کی مدد کریں۔

۷ : وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٣﴾ یونس

لوگو، تم سے پہلے کی قوموں کو (جو اپنے اپنے زمانہ میں برسر عروج تھیں) ہم نے ہلاک کر دیا جب انھوں نے ظلم کی روش اختیار کی اور ان کے رسول ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے اور انھوں نے ایمان لا کر ہی نہ دیا۔ اسی طرح ہم مجرموں کو ان کے جرائم کا بدلہ دیا کرتے ہیں۔

۸ : وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ الاعراف

اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے مگر انھوں نے تو جھٹلایا، لہٰذا ہم نے اس بُری کمائی کے حساب میں انھیں پکڑ لیا جو وہ سمیٹ رہے تھے۔

قوانینِ طبعیہ کے اٹل ہونے اور مشیت الٰہیہ کے مطلقاً آزاد ہونے سے جو توازن قائم ہوتا ہے اس کے نتیجہ میں انسان اس زمین پر ثابت قدمی کے ساتھ مضبوط موقف اختیار کرتا ہے، یہاں کام بھی کرتا ہے اور زمین کی فطرت سے بھی باخبر رہتا ہے، کام کرنے کا طریقہ بھی جانتا ہے اور سعی و عمل کے مقصد کا بھی اسے علم ہوتا ہے اور حرکت و اقدام کے نتائج کا بھی۔ کائنات کے ضابطوں، زندگی کے قوانین اور زمین کی قوتوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہے اور ان معلومات سے فائدہ اٹھاتا ہے اور ثابت شدہ تجربات کی بنیاد پر مستقل سائنسی اسلوب بنا کر ان سے پورا پورا استفادہ کرتا ہے اور یہ سب کچھ کرتے ہوئے اس کی زندگی اس طرح گزرتی ہے کہ اس کی روح کا رابطہ اللہ تعالیٰ سے قائم ہوتا ہے اور دل مشیت الٰہیہ میں اٹکا رہتا ہے۔ نہ تو مشیت کی مقرر کردہ حدود سے زیادہ طلب کرتا ہے نہ کوئی بات مشیت کی قدرت سے بعید خیال کرتا ہے اور نہ واقعات کے دباؤ کے زیر اثر مایوس ہوتا ہے۔ اس کا تصور پوری طرح آزاد رہتا ہے وہ خود کو کسی سنگین قالب میں جکڑ کر کبھی اس طرح نہیں سوچتا کہ اللہ کی مشیت بھی اسی قالب کی پابند ہے اور اس طریقِ کار کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کے تمام حواس پوری طرح بیدار رہتے ہیں آرزوئیں کمزور نہیں ہوپاتیں اور وہ لگی بندھی عادتوں اور رسوم و رواج کا غلام بن کر زندگی نہیں گزارتا۔

مسلمان اگر دنیوی اسباب سے کام لیتا ہے تو محض اس لیے کہ اسے ان سے کام لینے کا حکم ہے اور اگر قوانینِ طبعیہ کے مطابق کام کرتا ہے تو بھی اس لیے کہ ان کو ملحوظ رکھنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حکم دیا گیا ہے۔ ان سے کام لیتے وقت مسلمان کا اعتقاد ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ نتائج و فوائد کے خالق یہ اسباب اور قوانین ہیں بلکہ وہ تمام معاملات کا مرجع خالقِ اسباب کو باور کرتا ہے اور کوشش، اقدام، عمل اور اسباب سے کام لینے کے سلسلہ میں احکامِ الٰہی کے مطابق اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے بعد اس ذاتِ واحد سے لَو لگائے رہتا ہے جو اسباب کے پسِ پردہ کارفرما ہے۔

اور اس طرح مسلمان قوانین طبعیہ کے اٹل ہونے سے اس انداز میں استفادہ کرتا ہے کہ اس کائنات، کائنات کے اسرار و رموز اور اس کی قوتوں اور خزانوں کو برتنے کے سلسلہ میں ان اٹل قوانین کو اپنے سائنسی تجربوں اور عملی اسالیب کی بنیاد بنا لیتا ہے چنانچہ اس کی دسترس سے نہ تو تجرباتی علوم کا کوئی گوشہ باہر رہتا ہے اور نہ عملی اسالیب کا کوئی پہلو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا رابطہ قائم رکھتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ زندہ دل رہتا ہے اور اخلاقی اور ادبی احساسات و مشاعر سے بھی عاری نہیں ہوتا جو حیاتِ مستعار کو رفعت و برکت اور پاکیزگی عطا کرتے ہیں اور انسانی زندگی کو اس معراجِ کمال تک بلند کر دیتے ہیں جو انسانی بساط کے مطابق اس زمین میں انسان کا مقدر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مشیتِ مطلقہ اور انسان کے محدود اختیارات کے درمیان توازن قائم کرنا، وہ معرکۃ الآرا موضوع ہے جو پوری دنیا کے علم الکلام کی تاریخ میں، تمام مذاہب اور فلسفوں میں حتیٰ کہ بت پرستی کے مسلک میں بھی مسئلہ "قضا و قدر" یا مسئلہ "جبر و اختیار" کے نام سے مشہور ہے۔

اسلام۔ جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں، مشیت الٰہیہ کے لیے نہ صرف آزادیٔ مطلق ثابت کرتا ہے بلکہ حقیقی فاعلیت (اختیار کار) بھی محض اسی کیلئے ثابت کرتا ہے۔ نہ تو کسی دوسرے کے پاس حقیقی اختیار کار ہے اور نہ کوئی دوسرا اختیار میں اس کا شریک ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جیسا کہ ہم خاصیتِ شمول کے ذیل میں بیان کر چکے ہیں اور جس کی مزید تفصیل خاصیتِ ایجابیۃ کے زیرِ عنوان آئے گی) لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسلام انسان کی مشیت کے لیے بھی ایجابیت (فعل و اختیار) ثابت کرتا ہے (اس کی تفصیل بھی خاصیت ایجابیۃ کے عنوان میں بیان کی جائے گی) اسلام اس زمین میں سب سے بڑا رول (ROLE) انسان کو عطا کرتا ہے اور اسے خلیفۃ اللہ فی الارض قرار دیتا ہے۔ اور یہ اتنا عظیم مقام ہے جس کی بنا پر انسان کو کائنات کے پورے نظام میں ممتاز مرکزی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے اور عمل، کارکردگی اور موثریت کا حیران کُن حد تک وسیع میدان میسّر آجاتا ہے لیکن انسان کے اس اختیار میں اس عقیدے کی بنا پر پُوری طرح توازن پیدا ہو جاتا ہے کہ اسبابِ ظاہری کے پس پردہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کارفرما ہے جو مکمل طور پر آزاد ــــ اور حقیقی فاعلیت و اختیار میں بے مثال ہے۔ کیونکہ اس صورت میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ انسان کی کارکردگی بھی اسبابِ ظاہرہ میں شامل ہے اور انسان کا وجود، اس کا ارادہ، اس کا عمل و اقدام اور اس کی تمام سرگرمیاں مشیتِ مطلقہ کے اس دائرے کے اندر آجاتے ہیں جو اس کائنات کو اور کائنات کے تمام موجودات اور ذی حیات کو محیط ہے (اس کی تفصیل بھی ایجابیۃ کے بیان میں آئے گی)۔ چنانچہ مندرجہ ذیل آیات بھی قرآن مجید میں نظر آتی ہیں:

۱: مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۲۲ الحدید

کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو زمین میں یا تمھارے اپنے نفس پر نازل ہوتی ہو اور ہم نے اس کو پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب میں نہ لکھ رکھا ہو۔ ایسا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان کام ہے۔

۲: قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۵۱ التوبۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سے کہو ہمیں ہرگز کوئی (بُرائی یا بھلائی) نہیں پہنچتی مگر وہ جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی ہے۔ اللہ ہی ہمارا مولیٰ ہے اور اہلِ ایمان کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

۳ : اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾ النساء

اگر انھیں کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی نقصان پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ تمھاری بدولت ہے۔ کہو کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ آخر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔

۴ : قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ (۱۵۴) آلِ عمران

ان سے کہدو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن لوگوں کی موت لکھی ہوئی تھی وہ خود اپنے قتل گاہوں کی طرف نکل آتے۔

۵ : اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ ﴿۷۸﴾ النساء

رہی موت تو جہاں بھی تم ہو وہ بہرحال تمھیں آکر رہے گی خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارتوں میں ہو۔

دوسری طرف قرآن مجید میں یہ آیات بھی ہیں :

۱ : اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (۱۱) الرعد

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔

۲ : ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (۵۳) الانفال

یہ اللہ کی اس سُنت کے مطابق ہُوا کہ وہ کسی نعمت کو جو اس نے کسی قوم کو عطا کی ہو اُس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنے طرزِ عمل کو نہیں بدل دیتی۔

۳ : بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ (۱۴) وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ (۱۵) القیٰمه

بلکہ انسان خود ہی اپنے آپ کو خُوب جانتا ہے چاہے وہ کتنی ہی معذرتیں پیش کرے۔

۴ : وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا (۷) فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا (۸) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا (۹) وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا (۱۰) الشمس

اور نفسِ انسانی کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے ہموار کیا۔ پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی۔ یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامُراد ہُوا وہ جس نے اس کو دبا دیا۔

۵ : وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ۔ (۱۱۱) النساء

اور جو شخص بُرائی کمائے تو اس کی یہ کمائی اسی کے لیے وبال ہوگی۔

ان دونوں قسم کی آیات کے علاوہ یہ آیات بھی قرآن حکیم میں ہیں :

۱ : كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ (۵۴) فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهُ (۵۵) وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ (۵۶) المدثر

ہرگز نہیں، یہ تو ایک نصیحت ہے، اب جس کا جی چاہے اس سے سبق حاصل کر لے۔ اور یہ کوئی سبق حاصل نہ کریں گے اِلّا یہ کہ اللہ ہی ایسا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔ وہ اس کا حق دار ہے کہ اس سے تقویٰ کیا جائے اور وہ اس کا اہل ہے کہ (تقویٰ کرنے والوں کو) بخش دے۔

۲ : اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ (۳۰) الدھر

یہ ایک نصیحت ہے اب جس کا جی چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کر لے۔ اور تمھارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ نہ چاہے۔

۳ : اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ ﴿۱۶۶﴾ آل عمران

اور یہ تمھارا کیا حال ہے کہ جب تم پر مصیبت آپڑی تو تم کہنے لگے یہ کہاں سے آئی؟ حالانکہ (جنگِ بدر میں) اس سے دوگنی مصیبت تمھارے ہاتھوں (فریقِ مخالف پر) پڑ چکی ہے۔ اے نبی، ان سے کہو یہ مصیبت تمھاری اپنی لائی ہوئی ہے۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو نقصان لڑائی کے دن تمھیں پہنچا وہ اللہ کے اِذن سے تھا۔

جب انسان قرآن مجید کی ان تین مختلف اقسام کی آیات پر غور کرتا ہے تو اسلامی نظریہ میں تقدیر کا جو وسیع مفہوم ہے وہ بھی اس کی سمجھ میں بخوبی آجاتا ہے اور ساتھ ہی یہ بات بھی سمجھ میں آجاتی ہے کہ اس تقدیرِ بے کراں کی حدود کے اندر رہتے ہوئے انسانی مشیت کا دائرہ کار کیا ہے۔

تمام فلسفیانہ مسالک اور تحریف شدہ مذاہب اس مسئلہ کو حل کرنے کے سلسلہ میں گمراہی کے صحراؤں میں بھٹکتے رہے ہیں۔ مگر ان کے ہاتھ سوائے اُلجھنوں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیرت کے کچھ نہیں آیا۔ یہی حال ان مسلمان متکلمین کا ہے جنھوں نے اس مسئلہ پر بطور خود غور و خوض کیا ہے کیونکہ انھوں نے اس مسئلہ کو حل کرنے کے سلسلہ میں اسلامی منہج کا اثر قبول کرنے سے زیادہ یونانی فلسفہ کے اسلوب کی تقلید کی ہے۔

اگر اسلامی تصور کے حقیقی مفہوم و روح کو مدِ نظر رکھا جائے تو اسلامی نظریہ کی رُو سے یہ مسئلہ کسی طرح کی اُلجھن یا اشکال کا باعث نہیں ہے۔

انسان پر تقدیر کی کارفرمائی کے سلسلہ میں (اس نظریہ کے مطابق) یہ بات طے شدہ ہے کہ جو کچھ وجود میں آتا ہے اور جو واقعات، اشیاء یا جاندار پیدا ہوتے ہیں سب تقدیرِ الٰہی پیدا کرتی اور وجود میں لاتی ہے۔ اور تقدیر ہی انسانی زندگی کا رُخ جس طرف چلے ہے پھیر دیتی ہے اور انسان کی زندگی میں جو کیفیت پیدا کرنا چاہے پیدا کرتی ہے۔ اس معاملہ میں انسان کی حالت یکسر باقی موجودات کی مانند ہے۔ اس کائنات میں ہر چیز ایک خاص تقدیر کے ماتحت تکمیل پذیر ہوتی ہے لیکن انسانوں کے معاملات میں تقدیرِ الٰہی کی کارفرمائی انسان کے اپنے ارادے اور عمل کی صورت میں ظہور پذیر ہوتی ہے یعنی جو ردّ و بدل یا تصرف انسان اپنے معاملات و متعلقات میں خود کرتا ہے وہی تقدیرِ الٰہی ہے۔

ارشاد باری تعالےٰ ہے :

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ (۱۱) الرعد

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔

اور تمام امور کا مرجع اللہ تعالیٰ کی مشیت مطلقہ کو ماننے سے انسان کے ارادہ و اختیار کا ابطال یا تعطل لازم نہیں آتا کیونکہ قرآن مجید میں بعض مقامات پر دونوں مشیتوں کا ذکر ایک ہی آیت میں یک جا کیا گیا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیات کے تیسرے مجموعہ میں آپ دیکھ چکے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراصل تعارض یا تناقض کا مفروضہ ہم خود اس وقت پیدا کرتے ہیں جب مشیتِ کبرائے اور اس مشیت کے ماتحت انسان کے ہاتھوں وقوع پذیر ہونے والے اقدامات کے درمیان جو ربط و تعلق ہے اس کی حقیقت کو ہم اپنے خود ساختہ نظریہ کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ جب کہ درست طریقِ کار یہ ہے کہ اس معاملہ میں اپنے نظریات کا ماخذ پہلے سے طے کردہ عقلی اصولوں کو نہ بنائیں بلکہ اس قسم کے موضوعات کے سلسلہ میں اپنے عقلی فیصلوں کا ماخذ نصوصِ قرآنیہ کو اور ان باتوں کو قرار دیں جو تقدیرِ الٰہیہ کی کیفیات کے بارے میں خود قرآن مجید کی آیات ہمیں بتاتی ہیں کیونکہ یہ ایک ایسا میدان ہے جس میں ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی مہیا کردہ اطلاعات کے سوا اور کوئی رہنما نہیں ہے کیونکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ الدّھر

اب جس کا جی چاہے اپنے رب کی طرف جانے والا راستہ اختیار کر لے۔

اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ط (۳۰) الدّھر

تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ نہ چاہے۔

اور یہ بھی اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے :

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ القیامۃ

بلکہ انسان خود ہی اپنے آپ کو خوب جانتا ہے چاہے وہ کتنی ہی معذرتیں پیش کرے۔

اور یہ بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے : فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ط (۱۲۵) الانعام

پس (یہ حقیقت ہے کہ) جسے اللہ ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہی میں ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے اور ایسا بھینچتا ہے کہ (اسلام کا تصور کرتے ہی) اسے معلوم ہونے لگتا ہے کہ گویا اس کی رُوح آسمان کی طرف پرواز کر رہی ہے۔

اور یہ بھی ارشادِ باری تعالےٰ ہے: وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٤٦﴾ حٰمٓ سجدۃ

اور تیرا رب اپنے بندوں کے بارے میں ظالم نہیں ہے۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ کی ذات، اس کی جزا و سزا اور اس کے عدل کے بارے میں نیز اس کی مشیت و قدرت کی ہمہ گیری و عموم کے سلسلہ میں ایک مسلمان کا جو تصور ہے اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حساب سے ان آیتوں کے بظاہر متخالف مفہوموں کی ایکدوسرے کے ساتھ نسبت و تناسب کی حقیقت یہ ہونی چاہیے کہ وہ انسان کو ارادے اور عمل کا اس قدر اختیار ضرور عطا فرمائے جس کی بنا پر وہ مکلّف قرار پا سکے اور جزا سزا کا مستحق ہو لیکن یہ اختیار اتنا زیادہ بھی نہ ہو جو اللہ تعالےٰ کی اس مشیتِ مُطلقہ کے دائرۂ کار و اختیار سے ٹکرائے جس کے احاطہ میں انسان، اشیا اور واقعات سب کچھ آجاتا ہے۔

کیسے؟

اللہ تعالیٰ کے افعال و اعمال کیسے انجام پذیر ہوتے ہیں اور ارادۂ الٰہیہ کے ماتحت جو کچھ ہونا یا وجود میں آنا پہلے سے مقدر ہے۔ اللہ کی مشیّت کا رابطہ اس سے کیسے قائم ہوتا ہے، یہ سب ایسی کیفیات ہیں جن کا ادراک انسانی عقل کے مقدور میں نہیں ہے۔ اسلامی نظریہ کا مشورہ اس سلسلہ میں یہ ہے کہ اللہ کی تقدیر اس کے عدل و فضل اور رحمت پر پُوری طرح مطمئن رہتے ہوئے ان کیفیات و تفصیلات کے علم کو علیم مطلق اور مُدبّرِ حقیقی کے سپُرد کر دینا چاہیے۔ کیونکہ انسانی فکر جو زمان و مکان کی حُدود میں محدود اور ذاتی اور وقتی تاثرات کا قیدی ہے ان کیفیات اور نسبتوں کے ادراک کی صلاحیت ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں رکھتا اور اللہ تعالیٰ کی مشیّت اور انسانی اعمال و افعال کے درمیان جو ربط و تعلق ہے اس کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنا یا فیصلہ کرنا انسانی فکر کا کام ہی نہیں ہے۔ یہ تمام امور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے لیے چھوڑ دینے ہوں گے جس کا بے کراں ارادہ ہر چیز کی تدبیر کرتا ہے اور جس کا علم مطلق و کامل ہے اور جو انسان کو، انسان کے وجود کی ساخت کو، انسان کی فطری قوتوں کو اور انسان کی حقیقی صلاحیتِ کار کو جانتا ہے اور اختیار کی ان حدود سے بھی بے خبر ہے جو اللہ کی بے کراں مشیّت کے دائرے کے اندر انسان کو حاصل ہیں اور اس اختیار پر مرتب ہونے والی جزا یا سزا کی مقدار سے بھی پوری طرح واقف ہے۔

یہی واحد صورت ہے جس سے ذہن و شعور میں توازن بھی پیدا ہوتا ہے اور انسان منہجِ الٰہی کے مطابق عمل و اقدام کرنے پر مطمئن رہتے ہوئے اپنے اچھے انجام کا منتظر رہتا ہے۔

یہی حال مسئلہ "شر و الم" کا ہے۔

اسلامی نقطۂ نگاہ سے یہ مسئلہ بھی کوئی الجھن نہیں ہے۔

اسلام قرار دیتا ہے کہ دنیا عمل و امتحان کی جگہ ہے اور آخرت حساب و احتساب اور جزا کا مقام۔ یہ زمینی زندگی، زندگی کے طویل سفر کے دوران ایک عارضی اور مختصر مرحلہ ہے۔ اس زمین پر انسان جو کچھ کرتا ہے یا جن حالات سے دوچار ہوتا ہے اس سے نہ تو حساب ختم ہوتا ہے اور نہ سفر انتہا کو پہنچتا ہے بلکہ یہ اس مرحلہ کے بعد یعنی اُخروی زندگی میں ہونے والے حساب اور جزا و سزا کا مقدمہ ہے اور یہاں کی پوری زندگی ایک امتحان ہے جس کے نتائج کی جانچ دارالحساب میں کی جائے گی اور اسی کے مطابق انسان کو جزا یا سزا ملے گی۔

اسلام انسانی ضمیر کی اس الجھن کے شعوری پہلو کو اس طریقہ پر حل کر کے ذہن و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلب کو سکون و اطمینان مہیا کرتا ہے کہ اس دنیا میں شر کے وجود اور اس کے ساتھ آویزش کی وجہ سے ایک نیک شخص کو جو دکھ اور نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے اس کا کل حصہ محض یہی نہیں ہے جو یہاں مل گیا بلکہ ایک حصہ اور بھی ہے (جو آخرت میں ملے گا) اور جو سفرِ زندگی کے دونوں مرحلوں میں میزانِ عدل کے دونوں پلڑوں کو برابر کرے گا' اور اس سفر کے دونوں مرحلے ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں اور دونوں مرحلوں پر ایک ہی صاحبِ ارادہ و اختیار حاکم کی حکومت ہے اور وہی دونوں کے بارے میں فیصلہ صادر فرمائے گا اور اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں رہ سکتی اور اس کی میزان میں کسی طرح کی گڑبڑ واقع نہیں ہو سکتی (چنانچہ وہ عدلِ مطلق فرمائے گا)۔

پھر اسلام اس شعوری حقیقت (سچائی) کی طرف توجّہ دلاتا ہے جو انسان اپنے دل کی گہرائی (تحت الشعور) میں موجود پاتا ہے اور وہ یہ کہ ایک نیکوکار مومن جو اپنی زندگی حقیقتاً منہج الٰہی کے مطابق گزارتا ہے اور اس منہج کو انسانی زندگی میں حقیقت کا رُوپ دینے کے لیے جدوجہد بھی کرتا ہے ایسا شخص بدی اور بُرے لوگوں کی طرف سے پہنچنے والے دُکھ اور تکلیف کو برداشت کرتے رہنے کے باوجود اسی دُنیا میں اپنے دل کے اندر مسرّت اور سعادت کا ایک ایسا شعور پاتا ہے جو آخرت میں ذخیرہ ہونے والی جزا کے حصول سے پہلے اسی دُنیا میں اس کے دُکھ اور مصیبت کا پُورا پورا مُعاوضہ بن جاتا ہے۔ اور یہ شعور اس احساس سے جنم لیتا ہے کہ وہ اپنے عملوں سے اللہ تعالیٰ کو راضی کر رہا ہے اور اس کے مردانہ وار جہاد سے اس کا رب خوش ہے۔ یہ شعور دراصل اس کے زندگی سے معمور وجود اور اس کی انسانی فطرت کے مزاج کی طرف سے اس بات کی گواہی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطری ساخت ہی ایسی رکھی ہے کہ وہ بدی اور باطل سے مزاحمت کرنے اور نیکی اور حق کی مدد کرنے میں اپنی فوری جزا پا لیتا ہے اور یہ اس بات کی گواہی ہے کہ اس راہ میں مزاحمت سے جو لذّت اسے حاصل ہو رہی ہے وہ لذّت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی لمحہ میں جب وہ بدی اور باطل سے مقابلہ کر رہا ہوتا ہے اور حسبِ توفیق نبردآزما ہوتا ہے، اس کی داخلی دُنیا کے اندر ایک ذاتی جزا کی شکل میں موجود ہوتی ہے اور یہ جزا اور بدلہ خود انسان کی فطرت میں ودیعت کر دیا گیا ہے جو اس اطمینان میں پوشیدہ ہے کہ اسے دنیا اور آخرت میں بہتر جزا ملے گی اور یہ اطمینان اسی کا اثر اور نتیجہ ہے جو اسے یہاں دنیا میں دارالحساب کے آخری حساب سے پہلے مل رہا ہے۔

ملاحظہ کیجیے:

۱: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ الرعد

ایسے ہی لوگ ہیں جنھوں نے (اس نبی کی دعوت کو) مان لیا ہے اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ خبردار رہو اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہُوا کرتا ہے۔

۲: اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾ الزمر

اب کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا اور وہ اپنے رب کی طرف سے ایک روشنی پر چل رہا ہے (اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس نے ان باتوں سے کوئی سبق نہ لیا؟) تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دل اللہ کی نصیحت سے اور زیادہ سخت ہو گئے۔ وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

۳: اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ حٰمٓ سجدہ

جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو، نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنّت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم اس دُنیا کی زندگی میں بھی تمھارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی، وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمھیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تمنّا کرو گے وہ تمھاری ہوگی یہ ہے سامانِ ضیافت اس ہستی کی طرف سے جو غفور اور رحیم ہے۔

۴ : وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ آل عمران

دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔

۵ : قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ التوبة

ان سے کہو تم ہمارے معاملہ میں جس چیز کے منتظر ہو وہ اس کے سوا اور کیا ہے کہ دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی ہے اور ہم تمھارے معاملہ میں جس چیز کے منتظر ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ خود تم کو سزا دیتا ہے یا ہمارے ہاتھوں دلواتا ہے۔ اچھا اب تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی تمھارے ساتھ منتظر ہیں۔

اب رہ گیا یہ سوال کہ شرّ اور اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے رنج و الم کو (خواہ اس کی صورت کیسی بھی ہو) آخر پیدا ہی کیوں کیا گیا۔ شرّ و الم کے وجود کی غرض و غایت کیا ہے؟ جبکہ اللہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ انھیں پیدا ہی نہ فرماتا اور اگر وہ چاہتا تو سب انسانوں کو ہدایت عطا فرما دیتا بلکہ سب کو پیدا ہی ہدایت یافتہ کرتا۔ یہ سوال ایسا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ کم از کم اسلامی نظریہ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

سیدھی سی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بہر حال ہر چیز پر قادر ہے اس پر بھی کہ انسان کی فطرت ہی بدل دے خواہ اس دین کے ذریعہ سے بدلے یا کسی اور طریقہ سے پیدا ہی کسی اور فطرت پر فرمائے لیکن مجبوری یہ ہے کہ اس نے چاہا یہی کہ انسان کو اسی فطرت کے مطابق پیدا فرمائے اور اس کائنات کو بھی اسی طرز کا بنائے جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں اب مخلوق میں سے تو کسی کو یہ حق اور اختیار نہیں ہے کہ اس سے سوال کر سکے کہ تو نے ایسا کیوں چاہا؟ کیوں کہ مخلوق میں سے کوئی بھی نہ تو خدا ہے اور نہ کسی کو اس قدر علم و ادراک حاصل ہونا تو درکنار اس قسم کے علم و ادراک کا امکان بھی ہے کہ اس کائنات کے نظام کلی کو اور موجودات کائنات میں سے ہر موجود کے انفرادی نظام کے مقتضیات کو سمجھ سکے یا یہ جان سکے کہ ہر مخلوق کو اس کی موجودہ فطرت پر پیدا فرمانے میں کون سی حکمت کارفرما ہے۔

یہ بات صرف اللہ تعالےٰ کی ذات وحدہٗ لاشریک ہی جانتی ہے کیونکہ اسی ذات واحد نے اس کائنات کو کائنات کے جانداروں اور بے جانوں کو سب کو پیدا فرمایا ہے، اور صرف وہی ذات واحد یہ فیصلہ فرما سکتی ہے کہ خیر کیا ہے جسے پیدا فرمانا اور باقی رکھنا چاہیے اور وہی ذات واحد یہ اندازہ کر سکتی ہے کہ پیدا فرمانے کے لیے کون سی وضع بہتر ہے کہ اس وضع پر پیدا کیا جائے۔

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ المؤمنون

پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔

اَلَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ طٰهٰ

جس نے ہر چیز کو اس کی ساخت بخشی پھر اس کو راستہ بتایا۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾ البقرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر اس طرح اللہ انسانوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے ہٹاتا نہ رہتا، تو زمین کا نظام بگڑ جاتا لیکن دُنیا کے لوگوں پر اللہ کا بڑا فضل ہے (کہ وہ اس طرح دفعِ فساد کا انتظام کرتا رہتا ہے)۔

وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾ الانبیاء

اور ہم اچھے اور بُرے حالات میں ڈال کر تم سب کی آزمائش کر رہے ہیں۔ آخر کار تمھیں ہماری ہی طرف پلٹنا ہے۔

اس موقعہ پر یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا؟ ایک ایسا سوال ہے جو نہ تو حقیقی مومن پوچھ سکتا ہے اور نہ کوئی کٹّا کافر۔ مومن تو اس لیے نہیں پُوچھے گا کہ اسے اسلامی نظریہ سے ذات وصفاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں معلومات حاصل ہیں اور ان کی بنا پر وُہ ایسا سوال سُوءِ ادب خیال کرتا ہے۔ دُوسرے اسے انسانی مدرکات کی حدود کا بھی علم ہے، اور وہ یہ بھی خوب جانتا ہے کہ انسانی حواس کو ان معاملات میں دخل اندازی کی صلاحیت عطا نہیں کی گئی۔ اور مُلحد اس لیے نہیں پُوچھے گا کہ وہ سرے سے ذاتِ باری تعالےٰ پر ایمان نہیں رکھتا اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی خدائی کا اعتراف کر لیتا ہے تو اسے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالےٰ کی شانِ خدائی کیا ہے اور یہ کہ جو کچھ اس نے کیا ہے یہی اس کی الوہیت کا اقتضا تھا اور جو کچھ اس نے پسند فرمایا ہے بہر حال بہتر اور خیر ہے۔ البتہ ایسا سوال کوئی گستاخ جھگڑالو شخص یا پراگندہ دماغ مسخرا ضرور کر سکتا ہے چنانچہ ایسے شخص کے ساتھ اس قسم کے مسئلہ کو ثابت کرنے کے لیے انسانی عقل کے معیار پر بات کرنا ہی مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ مسئلہ تو عقلِ انسانی کی سطح سے بلند اور اس کا میدان عقل کی کارکردگی کے میدان سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ ایسے حقائق کے اسباب کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان خدا ہو اور یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان خدا نہیں ہے۔ بنا بریں لازم ہے کہ انسان حقیقتِ واقعہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دے اور اس کے مقتضیات کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول کرلے۔

اب رہ گئی یہ بات کہ شیطان کو پیدا کیوں کیا گیا اور انسان شیطان کے دباؤ کا شکار ہو کر بدی، گمراہی اور گناہ میں مبتلا کیوں ہوتا ہے؟ تو اس کے سلسلہ میں از روئے اسلام یہ بات طے شدہ ہے کہ شیطان میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ غلبہ یا جبر کی صورت میں انسان پر مسلط ہو۔ شیطان کا تسلط دراصل انسان کے لیے ایک قسم کا امتحان و ابتلا ہے جو انسان اور شیطان کے ایک دوسرے سے نبرد آزما ہونے میں اپنی مثالی شکل میں نظر آتا ہے اور اس مقابلہ میں شیطان کے غلبہ کے خلاف انسان کا طاقت ور ہتھیار ایمان باللہ، ذکرِ الٰہی اور اللہ کی پناہ مانگتے رہنا اور اس کے دامنِ عطوفت سے چمٹے رہنا ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

۱: قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾ الحجر

وہ بولا، میرے رب، جیسا تو نے مجھے بہکایا اس کا جواب میں زمین میں ان کے لیے دل فریبیاں پیدا کر کے ان سب کو بہکا دوں گا سوائے تیرے ان بندوں کے جنھیں ان میں سے تو نے خالص کر لیا ہو۔ فرمایا یہ راستہ ہے جو سیدھا مجھ تک پہنچتا ہے، بے شک جو میرے حقیقی بندے ہیں ان پر تیرا بس نہ چلے گا۔

۲: قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا كَذٰلِكَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْیَوْمَ تُنْسٰی ۱۲۶ طٰہٰ

فرمایا تم دونوں (فریق یعنی انسان اور شیطان) یہاں سے اُتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اب تمھیں اگر میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو کوئی میری اس ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ بھٹکے گا نہ بدبختی میں مبتلا ہو گا۔ اور جو میرے ذکر (درسِ نصیحت) سے مُنہ موڑے گا اس کے لیے دُنیا میں تنگ زندگی ہو گی اور قیامت کے روز اسے اندھا اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا پروردگار دُنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "ہاں اسی طرح تو ہماری آیات کو جب کہ وہ تیرے پاس آئی تھیں تُو نے جھٹلا دیا تھا اسی طرح آج تو بُھلایا جا رہا ہے۔

۳: وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّکُمْ فَاَخْلَفْتُکُمْ ط وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ط ۲۲) ابراھیم

اور جب فیصلہ چکا دیا جائے گا تو شیطان کہے گا حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جو وعدے تم سے کیے تھے وہ سب سچے تھے اور میں نے جتنے وعدے کیے ان میں سے کوئی بھی پُورا نہ کیا۔ میرا تم پر کوئی زور تو تھا نہیں، میں نے اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ اپنے راستے کی طرف تمھیں دعوت دی اور تم نے میری دعوت پر لبیک کہا۔ اب مجھے ملامت نہ کرو، اپنے آپ ہی کو ملامت کرو۔

۴: فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُہٗ عَلَی الَّذِیْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ النحل

پھر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطانِ رجیم سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔ اسے ان لوگوں پر تسلّط حاصل نہیں ہوتا جو ایمان لاتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اس کا زور تو انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا سرپرست بناتے اور اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں۔

۵ : اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ النساء

یقین جانو کہ شیطان کی چالیں حقیقت میں نہایت کمزور ہیں۔

اس کے بعد بھی ایک سوال یہ باقی رہ جاتا ہے کہ جب ہر انسان کو مخصوص صلاحیتوں کے مطابق خود اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمایا ہے اور خیر یا شرّ کا رجحان بھی اسی نے ودیعت کیا ہے تو پھر گمراہ بدکار کو سزا دینے اور ہدایت یافتہ نیکوکار کو دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں جگہ اچھا بدلہ دینے کے کیا معنی ہیں ؟

یہ سوال دراصل اپنے اس انداز سے دھوکہ میں مبتلا کرتا ہے، وگرنہ اگر اسے قرآن مجید کے ان ارشادات کی روشنی میں دیکھا جائے تو بات صاف ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو ابتداءً احسنِ تقویم (بہترین شکل وصورت اور اعلیٰ ترین صلاحیتوں) کے مطابق پیدا فرمایا ہے اور اپنے اس مقامِ بلند سے انسان محض اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جانے کی بنا پر نیچے گرتا ہے نیز یہ کہ خیر و شر کے وجود کا مقصد انسان کا امتحان لینا ہے اور انسان میں یہ صلاحیت رکھ دی گئی ہے کہ وہ خیر کو ترجیح دے اور اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے اسے اختیار کرے کیونکہ اللہ تعالےٰ ہر اس شخص کی مدد فرماتا ہے جو اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے جدّ و جہد کرتا ہے : ملاحظہ کیجیے :

۱ : لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۶﴾ التین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر اسے الٹا پھیر کر ہم نے سب نیچوں سے نیچ کر دیا سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ ان کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

۲ : وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝۷ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰ الشمس

اور نفسِ انسانی کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے ہموار کیا پھر اس کی بدی اور پرہیزگاری اس پر الہام کر دی یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبا دیا۔

۳ : اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝۲ اِنَا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝۳ الدھر

ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لیے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا۔ ہم نے اسے راستہ دکھایا خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا۔

۴ : اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝۴ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝۶ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝۷ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝۸ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝۹ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝۱۰ اللّیل

درحقیقت تم لوگوں کی کوششیں مختلف قسم کی ہیں تو جس نے (راہِ خدا میں) مال دیا اور (خدا کی نافرمانی سے) پرہیز کیا اور بھلائی کو سچ مانا اس کو ہم آسان راستے کے لیے سہولت دیں گے۔ اور جس نے بخل کیا اور (اپنے خدا سے) بے نیازی برتی اور بھلائی کو جھٹلایا اس کو ہم سخت راستے کے لیے سہولت دیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵: وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾ العنکبوت

جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے ہم انھیں اپنے راستے دکھائیں گے اور یقیناً اللہ نیکوکاروں ہی کے ساتھ ہے۔

اسی طرح یہ مغالطہ اس اصول سے بھی دُور ہو جاتا ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ تقدیرِ الٰہی انسانوں میں ان کے اپنے ارادے سے اور ان کے ان عملوں کے ذریعہ سے کارفرما ہوتی ہے جو وہ اپنی ذات کے لیے اور اپنے ماحول کی زندگی میں بطورِ خود سرانجام دیتے ہیں۔

بات بالآخر اسی جگہ پہنچ جاتی ہے جو ہم تقدیر کے متعلق اس بحث کے شروع میں کہہ چکے ہیں۔

علاوہ ازیں اسلامی نظریہ مسلمان کو تعلیم دیتا ہے کہ اللہ نے مسلمان پہ چند واضح فرائض عاید کیے ہیں بعینہٖ کچھ باتوں سے منع فرمایا ہے اور یہ دونوں پہلو اتنے واضح اور متعیّن ہیں کہ کسی قسم کا شُبہ یا مغالطہ باقی نہیں رہ جاتا۔ ہر بات انسان کے جاننے کے لیے کھول کر بیان کر دی گئی ہے۔ ان میں نہ تو کوئی غیب ہے نہ کوئی ناقابلِ فہم بات۔ اور یہی دو قسم کے اعمال و افعال ہیں جن کے بارے میں انسان سے محاسبہ ہوگا۔ باقی غیبی اُمور یا تقدیر کے معاملات یا وہ مسائل جن میں کوئی بات نظر و فکر سے اوجھل ہے یہ سب امور ایسے ہیں کہ مسلمان کو ان کی تحقیق و دریافت کے لیے مکلّف نہیں بنایا گیا۔ ان امور کے سلسلہ میں اس کے سوا کہ تقدیر کے خیر و شر پر ایمان لایا جائے اور کچھ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

بنا بریں ایک مسلمان کا طریقِ کار نہایت واضح، متعین اور سیدھا ہے کہ واضح احکام پر حسبِ استطاعت عمل کرتا رہے اور جن باتوں سے تعیین کے ساتھ منع کیا گیا ہے ان سے حکم کے مطابق اجتناب کرتا رہے۔ اور یہ جاننے کی کوشش میں مصروف رہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ نے کن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور کن باتوں سے منع فرمایا ہے۔ اور ان امور کی بحث و تحقیق میں نہ پڑے جو انسان کے محدود حواس کی رسائی سے دُور اور پردۂ غیب میں مستور ہیں۔

یہ چیز جناب باری تعالیٰ کی شان ہی کے خلاف ہے کہ وہ انسان کو کوئی ایسا حکم دے جس کے متعلق وہ خود جانتا ہے کہ انسان اسے بجا لانے کی طاقت نہیں رکھتا یا وہ کسی شدید مجبوری کے ماتحت اس پر عمل کرنے سے معذور ہے بعینہٖ اللہ تعالیٰ کسی ایسی بات سے منع نہیں فرما سکتا جس کے متعلق وہ جانتا ہے کہ انسان میں اس سے باز رہنے کی طاقت نہیں ہے یا وہ کسی جبر یا دباؤ کے زیر اثر اس سے باز نہیں رہ سکتا۔

ملاحظہ ہو:

۱: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ (۲۸۶) البقرہ

اللہ کسی متنفس پر اس کی بساط سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہر شخص نے جو نیکی کمائی ہے اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو بدی سمیٹی ہے اس کا وبال اسی پر ہے۔

۲: وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۫ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ (۲۹) الاعراف

یہ لوگ جب کوئی شرمناک کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریقہ پر پایا ہے اور اللہ ہی نے ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان سے کہو اللہ بے حیائی کا حکم کبھی نہیں دیا کرتا کیا تم اللہ کا نام لے کر وہ باتیں کہتے ہو جن کے متعلق تمھیں علم نہیں ہے (کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں)؟ اے محمدؐ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سے کہو میرے رب نے تو راستی و انصاف کا حکم دیا ہے اور اس کا حکم تو یہ ہے کہ ہر عبادت میں اپنا رُخ ٹھیک رکھو اور اسی کو پکارو اپنے دین کو اس کے لیے خالص رکھ کر۔

جو شخص اس بات پر ایمان نہیں رکھتا ہے کہ اللہ کسی پر اس کی طاقت برداشت سے زیادہ ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا اور نہ کسی کو کسی ایسے کام سے منع فرماتا ہے جس سے باز رہنا اس کے بس میں نہ ہو، وہ دراصل اللہ پر ایمان ہی نہیں رکھتا۔ (غالباً اس سلسلہ میں جو کچھ ہم نے بیان کر دیا کافی ہے)

اسلامی نظریہ چونکہ نیکی کرنے، خیر پر ثابت قدم رہنے اور اللہ تعالےٰ سے (جس کے ہاتھ میں کلیدِ کار ہے) مدد و توفیق طلب کرتے ہوئے عمل و اقدام کی رغبت انسان کے دل میں اُجاگر کرتا ہے بنا بریں اس سے عقیدے اور شعور میں بھی پورا پورا توازن قائم رہتا ہے اور حرکت و کارکردگی میں بھی اعتدال پیدا ہوتا ہے۔ اور اس سے تعطیل (فرقہ معطلہ) ارجاء (فرقہ مرجیہ) اور سلبیت (انکارِ محض) کا نظریہ رکھنے والوں کی اور گناہ کے سلسلہ میں اللہ کی مشیت کا حوالہ دے کر بہانہ بنانے والوں کے خیالات کی یا بالفاظِ دیگر مجبوری، بے کاری اور مایوسی کی جڑیں پوری طرح کٹ جاتی ہیں کیونکہ ایک مسلمان جانتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں فرماتا، اللہ تعالیٰ ایمان والوں میں بے حیائی اور بدکاری پھیلنے کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ اس بات سے بھی ناخوش ہوتا ہے کہ بدی اور بُرائی کو بلا مزاحمت پنپنے کی کھلی چھٹی دے دی جائے اور حق کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا جائے، اور اللہ تعالیٰ اس بات کو بھی ناپسند فرماتا ہے کہ زمین کو اس طرح رہنے دیا جائے کہ اس پر اللہ کا کوئی نائب یا خلیفہ مقرر نہ ہو جو اس کی حفاظت و نگرانی کرے۔ پھر مسلمان یہ بھی جانتا ہے کہ دنیا میں خیر و شر کا وجود انسان کا امتحان ہے اور انسان کی ہر حرکت اور ہر حالت کا احتساب ہوگا، اور دارالجزا میں نیکی کی اچھی جزا اور بدی پر سزا ضرور ملے گی۔ مسلمان یہ بھی جانتا ہے کہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین میں اللہ کا نائب ہے اور کائنات میں اس کا ایک مخصوص مقام ہے اور زمین میں جو بھی تغیر و تبدّل واقع ہوتا ہے اس میں انسان کا نمایاں رول ہے۔ مسلمان یہ بھی جانتا ہے، کہ اگر وہ کاروبارِ خلافتِ اللہ کے منہاج کے مطابق ادا کریگا تو اسے اجر و ثواب ملے گا۔ اور اگر اس ذمہ داری سے گریز اختیار کرے گا تو مستحقِ سزا ہوگا خواہ یہ گریز ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے کے خوف سے ہو یا مصائب و تکالیف سے بچنے کے لیے۔

اسلامی نظریہ اس اعتبار سے بھی متوازن ہے کہ اس میں جہاں ایک طرف انسان کو اللہ تعالیٰ کا عبدِ مطلق قرار دیا گیا ہے تو دوسری طرف اسے پوری کائنات کا آقا تسلیم کر کے انتہائی محترم مقام عطا کیا گیا ہے۔ اور اس طرح یہ نظریہ تمام بے اعتدالیوں اور ان تمام دھچکوں سے محفوظ ہے جو ان مذہبوں، عقیدوں اور نظریات کو لگتے رہے ہیں جن میں اکثر صورتوں میں انسان کو یا تو خدا مان لیا گیا ہے یا پھر انسان کو ذلّت و حقارت کی انتہائی پست سطح تک گرا دیا گیا ہے۔

اسلام نے پہلا کام یہ کیا ہے کہ الوہیت کی حقیقت، اوصاف اور مقام کے درمیان اور عبودیت کی حقیقت، اوصاف اور مقام کے درمیان ایسا مکمل اور جامع فرق واضح کر دیا ہے جس کے بعد ان مقرر کردہ قطعی اور یقینی حدود کے گرد کسی قسم کا شبہ یا مغالطہ باقی نہیں رہ جاتا۔ مثلاً اللہ وہ ہے کہ :

• لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (۱۱) الشوریٰ (کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں) حقیقت اور ماہیت میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے، اور

• هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (۳) الحدید (وہی اوّل بھی ہے اور آخر بھی اور ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی) "وجود" میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور

• كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ الرحمٰن (ہر چیز جو زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والی ہے) بقا میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور

٥ : لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ الانبیاء (وہ اپنے کاموں کے لیے (کسی کے آگے) جواب دِہ نہیں ہے اور سب جواب دِہ ہیں) اقتدار میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ اور

٥ : اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ (۶۲) الزمر (اللہ ہر چیز کا خالق ہے) خلق میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ اور

٥ : اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ (۲۶) الرعد (اللہ جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تُلا رزق دیتا ہے)۔ رزّاقی میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ اور

٥ : وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۲۳۲ البقرہ (اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے)۔ علم میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور

٥ : وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (۴) الاخلاص (اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے)۔ مقام و مرتبہ میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور

٥ : اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ط (۲۱) الشوریٰ (کیا یہ لوگ کچھ ایسے شریکِ خدا رکھتے ہیں جنھوں نے ان کے لیے دین کی نوعیت رکھنے والا ایک ایسا طریقہ مقرر کر دیا ہے جس کا اللہ نے اِذن نہیں دیا؟) قانون سازی میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

اور اس طرح الوہیت کی تمام خصوصیات میں کوئی دُوسرا اللہ کا شریک نہیں ہے۔

اور انسان کائنات کی دیگر تمام مخلوقات کی مانند محض اللہ کا عبد (بندہ) ہے ایسا بندہ جو نہ حقیقت کے اعتبار سے اور نہ صفات و خصوصیات کے لحاظ سے۔ گویا کسی طرح اللہ تعالیٰ شریک و سہیم نہیں ہے۔ اور نہ وہ مفروضات درست ہیں جو اہلِ کلیسا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے حضرت مسیح علیہ السّلام کے بارے میں قائم کیے ہیں کہ حضرت مسیح کی فطرت خالص لاہوتی (الٰہی) تھی یا لاہوتی اور ناسوتی (بشری) اجزا کا مرکب تھی (جیسا کہ اس معاملہ میں خود ان کے مختلف مسالکِ فکر اور نظریات میں باہم اختلاف ہے) بلکہ حقیقت وہ ہے جو قرآن مجید نے بیان کی ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

۱ : اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ الزخرف

ابنِ مریم اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ایک بندہ تھا جس پر ہم نے انعام کیا اور بنی اسرائیل کے لیے اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنا دیا۔

۲ : لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۔ ﴿۱۷۲﴾ النساء

مسیح نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو، اور نہ مقربین فرشتے اس کو عار سمجھتے ہیں۔

۳ : اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ الروم

زمین اور آسمانوں کے اندر جو بھی ہیں سب رحمٰن کے حضور بندوں کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں۔

لیکن اس کے باوجود کہ انسان محض اللہ کا بندہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا مقام بہت بلند ہے اللہ نے اس میں اپنی رُوح پھونکی ہے، پوری کائنات میں نہایت محترم ہے حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو جو کہ اس کے مُقرّب بندے ہیں حکم دیا تھا کہ وہ سب آدم کی تعظیم کے لیے اسے سجدہ کریں۔ ملاحظہ ہو :

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ الحجر

پھر یاد کرو اس موقع کو جب تمھارے ربّ نے فرشتوں سے کہا کہ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح سے کچھ پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدے میں گر جانا۔ چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔

انسان زمین میں اللہ کا نائب ہے یہاں کی ہر چیز پہ مقتدر ہے' زمین اور اس زمین کی ہر چیز اس کے لیے مسخر کر دی گئی ہے اس کائنات میں جو کردار انسان کو ادا کرنا تھا اس کو اسی وقت ملحوظ رکھ لیا گیا تھا جبکہ وہ ابھی وجود میں بھی نہ آیا تھا۔ ملاحظہ ہو :

۱: وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاۗءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۳۰) وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَاۗءِ هٰٓؤُلَاۗءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۳۱) قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (۳۲) قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (۳۳) البقرہ

پھر ذرا اس وقت کا تصور کرو جب تمھارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انھوں نے عرض کیا: کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خونریزیاں کرے گا؟ آپ کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح اور آپ کے لیے تقدیس تو ہم کر ہی رہے ہیں۔ فرمایا: میں جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے۔ اس کے بعد اللہ نے آدم کو ساری چیزوں کے نام سکھائے پھر انھیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا اگر تمھارا خیال صحیح ہے (کہ کسی خلیفہ کے تقرر سے انتظام بگڑ جائے گا) تو ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ انھوں نے عرض کیا: نقص سے پاک تو آپ ہی کی ذات ہے ہم تو بس اتنا ہی علم رکھتے ہیں جتنا ہم کو آپ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے دیا ہے۔ حقیقت میں سب کچھ جاننے اور سمجھنے والا آپ کے سوا کوئی نہیں۔ پھر اللہ نے آدم سے کہا: تم انھیں ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ جب اس نے ان کو ان سب کے نام بتا دیے تو اللہ نے فرمایا: میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی وہ ساری حقیقتیں جانتا ہوں جو تم سے مخفی ہیں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو وہ بھی مجھے معلوم ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اسے بھی میں جانتا ہوں۔

۲: وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ﴿۱۳﴾ الجاثیہ

اس نے زمین اور آسمانوں کی ساری ہی چیزوں کو تمھارے لیے مسخر کر دیا۔ سب کچھ اپنے پاس سے۔

۳: وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ النحل

اس نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تاکہ زمین تم کو لے کر ڈھلک نہ جائے۔ اس نے دریا جاری کیے اور قدرتی راستے بنائے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

۴: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۭ وَيُمْسِكُ السَّمَاۗءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ الحج

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے وہ سب کچھ تمھارے لیے مسخر کر رکھا ہے جو زمین میں ہے اور اسی نے کشتی کو قاعدے کا پابند بنایا ہے کہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلتی ہے اور وہی آسمان کو اس طرح تھامے ہوئے ہے کہ اس کے اذن کے بغیر وہ زمین پر نہیں گر سکتا؟ واقعہ یہ ہے کہ اللہ لوگوں کے حق میں بڑا شفیق اور رحیم ہے۔

لیکن انسان اپنے بلند ترین مقام اور اپنی بہترین حالت پر اس وقت پہنچتا ہے (جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں) جب وہ اللہ کی عبدیت کا مقام حقیقتاً حاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرلیتا ہے۔ کیونکہ دراصل اسی وقت وہ اپنی فطرت کی صحیح ترکیفیت میں، اپنے کمال کی بہترین شکل میں اور اپنے پیدا کیے جانے کی سب سے سچی حالت میں ہوتا ہے۔

عبدیت ہی وہ مقام بلند ہے جو وحی اور اسرار و معراج کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ جانے کی بنا پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خصوصی قرار پایا (جیسا کہ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں) اور یہی وہ مقام ہے جس تک پہنچنے کو اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ انسان کی غرض و غایت قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ الذٰریت

"میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔"

یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر بندہ بندوں کی غلامی سے نجات پا جاتا ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر ہر انسان کی عظمت و کرامت (انسانوں کی دنیوی حیثیتوں، مقامات اور مرتبوں میں اختلاف کے باوجود) محفوظ ہو جاتی ہے۔ اور اسی مقام پر پہنچ کر انسان کی پیشانی کو یہ رفعت نصیب ہوتی ہے کہ پھر وہ اللہ کے سوا کسی غیر کے آگے نہیں جھکتی، اس کے ساتھ ہی یہ مقام انسان کو زمین پر ناجائز گھمنڈ میں مبتلا ہونے، بڑا بن بیٹھنے اور فساد برپا کرنے سے باز رکھتا ہے اور انسان کے دل میں اس بے مثال آقا و مولیٰ کا خوف ابھارتا ہے جس کے لیے اس کے سب بندے برابر ہیں اور اس بات کی گنجائش قطعاً نہیں رہتی کہ کوئی شخص اپنی ذات کے لیے خدائی صفات کا مدعی بن کر انسانوں کے کاروبارِ حیات کے لیے اللہ کی سند کے بغیر قانون سازی کرے اور خود کو ہمہ مقتدر بنا کر اپنے ارادوں کو انسانوں کا قانون قرار دے سکے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلامی نظریہ کے مطابق اس سے کوئی تعارض لازم نہیں آتا کہ انسان اپنی ہر قسم کی عظمت و کرامت اور اختیار کے باوصف اللہ کا بندہ ہو اور اللہ تعالیٰ اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدائی میں بے مثال معبودِ یکتا ہو اور اس کی تمام صفات و خصوصیات بھی بے مثل اور منفرد ہوں۔

مذکورہ بالا حقائق کی موجودگی میں اس بات کی ضرورت نہیں رہتی کہ انسان کا مقام بلند کرنے یا اس کی عظمت ثابت کرنے کی غرض سے اسے اللہ تعالےٰ کی عبدیت سے خارج کیا جائے یا اس کی بشریت میں ایسی الوہی صفات کا اضافہ کیا جائے جو اسے حاصل نہیں ہیں۔ جیسا کہ کلیسا اور مسیحی ایکٹریمیوں کے سربرآوردہ لوگوں کو حضرت مسیح علیہ السّلام کی عظمت و بزرگی ثابت کرنے کے سلسلہ میں ایسا کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ملاحظہ کیجیے:

۱: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾ المائدہ

یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنھوں نے کہا کہ اللہ مسیحؑ ابن مریم ہی ہے، حالانکہ مسیحؑ نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمھارا رب بھی۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا اس پر اللہ نے جنّت حرام کردی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنھوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے، حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اگر یہ لوگ اپنی ان باتوں سے باز نہ آئے تو ان میں سے جس جس نے کفر کیا ہے اس کو دردناک سزا دی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گی۔ پھر کیا یہ اللہ سے توبہ نہ کریں گے اور اس سے معافی نہ مانگیں گے؟ اللہ بہت درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ مسیحؑ ابن مریمؑ اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول تھا اس سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے۔ اس کی ماں ایک راست باز عورت تھی اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے، دیکھو ہم کس طرح ان کے سامنے حقیقت کی نشانیاں واضح کرتے ہیں، پھر دیکھو یہ کدھر الٹے پھرے جاتے ہیں۔

۲: وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ المائدہ

غرض جب (یہ احسانات یاد دلا کر) اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریمؑ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنا لو؟ تو وہ جواب میں عرض کرے گا کہ سبحان اللہ! میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا، اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا۔ آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے، آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں۔ میں نے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا آپ نے حکم دیا تھا یہ کہ اللہ کی بندگی کرو،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو میرا ربّ بھی ہے اور تمھارا رب بھی۔ میں اسی وقت تک ان کا نگراں تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا۔ جب آپ نے مجھے واپس بُلا لیا تو آپ ان پر نگراں تھے اور آپ تو ساری ہی چیزوں پر نگران ہیں۔ اب اگر آپ انھیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب اور دانا ہیں۔

۳ : لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ النساء

مسیح نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا ایک بندہ ہو، اور نہ مقرب ترین فرشتے اس کو اپنے لیے عار سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی اللہ کی بندگی کو اپنے لیے عار سمجھتا ہے اور تکبر کرتا ہے تو ایک وقت آئے گا جب اللہ سب کو گھیر کر اپنے سامنے حاضر کرے گا۔

اس طرح اس بات کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ انسان کو عظیم ثابت کرنے یا زمین میں انسان کے مقام کی بلندی ظاہر کرنے کے لیے جناب باری تعالیٰ کے مقام و ذات کی عظمت و رفعت کو کم کیا جائے خصوصاً اس صورت میں کہ اللہ نے انسان پر مادی اسرار و رموز منکشف فرما دیے ہیں اور کائنات کی بہت سی قوتیں اس کے قبضے میں دے دی ہیں (جو انسان کی عظمت و رفعت ثابت کرنے کے لیے بہت کافی ہے)۔

جناب باری تعالیٰ اور انسان نہ تو ایک دوسرے کے ہم سر و ہم کفو ہیں، اور نہ حریف، بنا بریں ایک کو ترجیح دینے کے لیے دوسرے کو کمتر کرنا یا ایک کو غلبہ دلانے کے لیے دوسرے کو پسپا کرنا لازم نہیں ہے۔

دراصل اہلِ یورپ کے اذہان میں یہ ذلیل تصوّر یونانی اور عبرانی دیومالاؤں کا ورثہ ہے جو مسیحیت اختیار کر لینے کے بعد بھی ان کے نظریات پر غالب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یونانی دیومالا کے مطابق بڑا دیوتا زیوس (ZEUS) پرومیتھوس (PROMETHEUS) دیوتا سے اس لیے ناراض ہو گیا کہ اس نے مقدس آگ کا راز (علم کا راز) چرا کر زیوس کی بے خبری میں انسان کو بتا دیا تھا۔ جبکہ زیوس کو یہ بات پسند نہ تھی کہ انسان اس راز سے باخبر ہو اور اس راز کو جان لینے کی وجہ سے اس کا مقام بلند ہو جس کے نتیجہ میں "زیوس" دیوتا اور باقی سب دیوتاؤں کا مقام پست ہو جائے۔ اور اسی جرم کی پاداش میں زیوس نے "پرومیتھوس" سے وحشیانہ اور ہیبت ناک انتقام لیا تھا۔

عبرانی روایت کے مطابق "خداوند خدا" اس بات سے خائف تھا کہ انسان نے شجر معرفت کا پھل کھا لیا ہے اب کہیں شجر حیات کا پھل بھی نہ کھا لے اور ثقیل خدا نہ بن بیٹھے اسی وجہ سے اس نے انسان کو جنّت سے باہر نکال دیا اور جنّت کو انسان سے بچانے کے لیے اس کے گرد وہ طاقت ور پہرہ داروں اور ہر طرف گھومنے والی شعلہ زن تلواروں کا پہرہ بٹھا دیا۔

اسی طرح وہ روایت جسے "نٹشے" نے اپنے دورۂ صرع (مرگی) کی حالت میں جنم دے کر رائج کیا ہے۔ وہ اپنی کتاب "زردشت نے کہا" میں لکھتا ہے کہ "اب مرگ الٰہ اور انسان برتر (SUPEP MAN) کی پیدائش کا اعلان کر دینا چاہیے۔" كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝ الکہف

"یہ بڑی بات ہے جو ان کے منہ نکلتی ہے۔ وہ محض جھوٹ بکتے ہیں۔"

اسلام کی رُو سے انسان اپنا حقیقی مقام و مرتبہ ہمیشہ اس امن، سکون اور طمانیت کی بنا پر حاصل کرتا ہے جو اس احساس سے جنم لیتی ہے کہ وہ اللہ کا "عبد" ہے اور اس عبدیت کی وجہ سے وہ تمام مخلوقات میں سب سے افضل و اکرم ہے درحقیقت انسان مقام عبدیت پر پہنچ کر اپنے سب سے بلند، سب سے سعید اور سب سے با صلاحیت مقام پر ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تفصیلی گفتگو کے بعد اب صرف یہ نکتہ بتانا باقی رہ گیا ہے کہ اسلامی نظریہ کی اس خصوصیت کے پیشِ نظر ہمارے لیے یہ نتیجہ اخذ کرنا ضروری ہے کہ چونکہ یورپی نظریات میں مختلف دیومالائی تصوّرات خفیہ طور پر موجود تھے جو اب ان کی جڑوں میں داخل ہو چکے ہیں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر یورپ کے تمام اسالیبِ فکر میں سرایت کر گئے ہیں اس لیے تمام یورپی نظریات اور ان نظریات کی بنیاد پر قائم ہونے والے تمام مناہجِ فکر اور ان نظریات و مناہجِ فکر کے نتیجہ میں جتنے مسالک یا نقاط نظر وجود میں آئے ہیں سب کے سب علانیہ یا خفیہ طور پر اسلامی نظریہ اور اسلامی اسالیبِ فکر سے متصادم و متعارض ہیں۔ بنا بریں ان نظریات یا اسالیبِ فکر سے اور ان کی بنیاد پر قائم ہونے والے مسلکوں اور نقاطِ نظر سے (جن کی جڑوں میں اسلامی نظریہ اور اسلامی فکر کے خلاف اپنے مزاج کے اعتبار سے ہی عداوت موجود ہے) کوئی چیز مستعار لینا یا کچھ اقتباس کرنا یا کسی قسم کی مدد لینا نہ صرف یہ کہ کسی صورت میں جائز نہیں ہے بلکہ یہ سب چیزیں اسلامی نظریہ اور اسلامی فکر کے لیے ایسے زہر کی مانند ہیں جو ابتدا میں جسم کی نسیجوں کو تلف کر کے اعضاء کو نقصان پہنچاتا ہے اور اگر ذرا زیادہ مقدار میں ہو تو ہلاک کر دیتا ہے۔

اسلامی نظریہ میں بندے کا اپنے رب سے جو رابطہ و تعلق ہے اس میں بھی توازن ہے خواہ یہ تعلق خوف و دہشت اور ہول پیدا کر دینے والا ہو یا امن و اطمینان اور محبّت، کیونکہ کائنات ذی حیات اور انسان کی زندگی پر اختیار و تصرّف رکھنے والی صفاتِ باری تعالےٰ دو قسم کی ہیں اور ہر قسم اپنے مطلوبہ تاثرات پیدا کرنے میں پوری طرح متوازن ہے۔

چنانچہ ایک مسلمان جب قرآن حکیم میں اپنے ربِ کریم کی مندرجہ ذیل صفات پڑھتا ہے تو اس کا کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے، دل دہل جاتا ہے اور وہ لرزہ براندام ہو جاتا ہے مثلاً :—

۱: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ الانفال

اور جان رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے اور اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔

۲ : يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۹﴾ المومن

اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے اور وہ راز تک جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھے ہیں۔

۳ : وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ قٓ

ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں ابھرنے والے وسوسوں تک کو ہم جانتے ہیں ہم اس کی رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

۴ : وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ (۲۳۵) البقرہ

خوب سمجھ لو کہ اللہ تمہارے دلوں کا حال جانتا ہے۔ لہٰذا اس سے ڈرو۔

۵ : وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ البقرہ

اللہ کے ان احکام کی خلاف ورزی سے بچو اور خوب جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

۶ : سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ القلم

ہم ایسے طریقہ سے بتدریج اُن کو تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔ میں ان کی رسی دراز کر رہا ہوں۔ میری چال بڑی زبردست ہے

۷ : اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿۱۲﴾ البروج

درحقیقت تمہارے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

۸ : واللّٰه عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴﴾ آل عمران

اللہ بے پناہ طاقت کا مالک ہے اور بُرائی کا بدلہ دینے والا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹ : وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ هود

اور تیرا رب جب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو پھر اس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے فی الواقع اس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہوتی ہے۔

۱۰ : وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّ جَحِيْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ﴿۱۴﴾ المزمل

ان جھٹلانے والے خوشحال لوگوں سے نمٹنے کا کام تم مجھ پر چھوڑ دو اور انھیں ذرا کچھ دیر اسی حالت پر رہنے دو۔ ہمارے پاس ان کے لیے بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ اور حلق میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب۔ یہ اس دن ہوگا جب زمین اور پہاڑ لرز اٹھیں گے اور پہاڑوں کا حال ایسا ہو جائے گا جیسے ریت کے ڈھیر ہیں جو بکھرے جا رہے ہیں۔

یعنیہ مناظر قیامت کے بیان میں عذاب کے جو کوائف بیان کیے گئے ہیں وہ بہت ہی ہولناک اور دہشت آفرین ہیں[1]۔

دوسری طرف جب مسلمان قرآن مجید میں اپنے رب جلیل کی مندرجہ ذیل صفات پڑھتا ہے تو اس کا دل راحت و طمانیت سے، روح قرب و محبت سے اور نفس امید و آرزو سے لبریز ہو جاتے ہیں۔

مثلاً یہ ارشادات :

۱ : وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (۱۸۶) البقرہ

---

[1] اس سلسلہ میں مصنف کی کتاب "مشاہد القیامۃ" کا مطالعہ کیا جائے۔ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اے نبیؐ میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انھیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے، میں اس کی پکار سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔

۲ : اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ط (۶۲) النمل

کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جبکہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟ اور (کون ہے جو) تمھیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (یہ کام کرنے والا ہے۔

۳ : اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ ج وَاللّٰهُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ ۲۶۸ البقرۃ

شیطان تمھیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور شرمناک طرزِ عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے مگر اللہ تمھیں اپنی بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے۔ اللہ بڑا فراخ دست اور دانا ہے۔

۴ : وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ ۱۴۳ البقرۃ

اللہ تمھارے اس ایمان کو ہرگز ضائع نہ کرے گا یقین جانو، کہ وہ لوگوں کے حق میں نہایت شفیق و رحیم ہے۔

۵ : یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا (۶۸) النساء

اللہ تم پر سے پابندیوں کو ہلکا کرنا چاہتا ہے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

۶ : مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ط وَکَانَ اللّٰهُ شَاکِرًا عَلِیْمًا ۝ ۱۴۷ النسا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمھیں خواہ مخواہ سزا دے اگر تم شکر گزار بندے بنے رہو اور ایمان کی روش پر چلو۔ اللہ بڑا قدر دان ہے اور سب کے حال سے واقف ہے۔

۷ : اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ مریم

یقیناً جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور عمل صالح کر رہے ہیں عنقریب رحمٰن ان کے لیے دلوں میں محبت پیدا کر دے گا۔

۸ : وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿۱۴﴾ البروج

اور وہ بخشنے والا ہے، محبت کرنے والا ہے۔

۹ : وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ البقرہ

اور اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔

۱۰ : وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾ مَّاكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا ﴿۳﴾ الکہف

اور ایمان لا کر نیک عمل کرنے والوں کو خوشخبری دے دے کہ ان کے لیے اچھا اجر ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

ان کے علاوہ قرآن حکیم میں قیامت کے جو مناظر پیش کیے گئے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کی مختلف صورتیں دیکھ کر انتہائی راحت و سرور حاصل ہوتا ہے۔ ان دونوں طرح کی آیات سے انسان کے دل میں خوف و رغبت، ہیبت و محبت، اور اضطراب و طمانیت کے پہلوؤں کے درمیان توازن قائم ہو جاتا ہے اور انسان ثابت قدم، ہوشمند، پُرامید اور زندہ دل رہتے ہوئے اپنا سفرِ حیات جاری رکھتا ہے اور اپنے اللہ کی طرف بڑھتا رہتا ہے اور ہر قسم کی لغزشوں سے بچتا ہوا مسلسل ایک روشن افق کی جانب بلند ہوتا چلا جاتا ہے نہ فضول باتوں میں الجھتا ہے، نہ سست روی اختیار کرتا ہے، نہ منزل کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظروں سے اوجھل ہونے دیتا ہے اور نہ راستہ بھولتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے ہر وقت اللہ تعالےٰ کی عنایت و رحمت اور عون و فضل کا بھی پوری طرح احساس رہتا ہے اور یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نہ تو اس کا بُرا چاہتا ہے اور نہ کسی مصیبت میں مبتلا کرنا اور نہ غلط کاری میں ڈال کر اس سے انتقام لینا۔ کیونکہ یہ باتیں جنابِ باری تعالےٰ کی شان سے ہی بعید ہیں۔

جب ہم اس نظریہ کا موازنہ یونانیوں کے نظریہ سے کرتے ہیں جو ان کا اپنے خدائے کبیر کے بارے میں ہے جس کے مطابق وہ سنگ دل، حاسد، شہوت پرست، بدخلق، کینہ پرور اور بغض رکھنے والا ہے یا اسرائیلیوں کے اس بگڑے ہوئے تصوّر سے کرتے ہیں جو ان کا اپنے خدا کے متعلق ہے کہ وہ رقابت رکھنے والا، متعصّب، سخت گیر اور ناعاقبت اندیش ہے یا "ارسطو" کے تصوّر سے کرتے ہیں جو اس کا اپنے خود پسند و مغرور خُدا کے متعلق ہے کہ وہ مخلوق کے کسی معاملہ سے قطعاً دلچسپی نہیں رکھتا اور محض اپنی ذات کے متعلق سوچتا ہے کیونکہ وہ سب سے اشرف ہے اور خدا کو زیب بھی یہی بات دیتی ہے کہ بلند مرتبہ ذات کے متعلق سوچے یا مادہ پرستوں کے تصوّر سے کرتے ہیں جو ان کا اپنے اِلٰہ (فطرت) کے بارے میں ہے کہ وہ گونگا، بہرہ اور اندھا ہے تو اسلامی نظریہ کے اس متوازن پہلو کی قدر و قیمت کھل کر سامنے آتی ہے اور اس کے ان اثرات و نتائج کا اندازہ ہوتا ہے جو انسان کی حیاتِ واقعی پر اور انسان کے منہجِ حیات، اخلاق اور نظامِ عمل پر مرتب ہوتے ہیں (اس کی مزید تفصیل آئندہ باب میں خاصیتِ ایجابیہ کے زیرِ عنوان بیان ہوگی)۔

اسلامی نظریہ میں توازن کی یہ خاصیت اس کے منابعِ علم میں بھی موجود ہے۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے علم کے دو ماخذ ہیں، ایک پسِ پردۂ غیب محجوب ہے یعنی وحی اور نص اور دوسرا ماخذ سامنے نظر آنے والا صحیفۂ کائنات اور حیات ہے۔

ہم اس موضوع کی ابتدائی بحث میں دیکھ چکے ہیں کہ یورپ میں نظریات کا اُلٹ پھیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس طرح ہوتا رہا کبھی انھوں نے محض متنِ کتاب یعنی وحی کو علم کا مصدر و ماخذ قرار دیا اور کبھی محض عقل کو اور کبھی محض فطرت کو اور ہر فریق نے اپنے مصدر کو الٰہ بنانے اور دوسرے فریق کے مصدر کو مطلقاً لغو و مہمل قرار دے کر اس کا انکار کرنے میں انتہائی بے اصولی اور ناانصافی سے کام لیا۔

جبکہ اسلام نے اپنی جامعیت اور توازن کی بنا پر تمام واقعی حقائق کو ملحوظ رکھتے ہوئے پورے انصاف کے ساتھ بغیر کسی نفسانی خواہش اور غرض کے ہر قسم کے جہل و کم نگاہی سے مطلقاً آزاد رہتے ہوئے اور حق سے (جو ہر لحاظ سے کامل و جامع ہے) پوری طرح مطمئن ہونے کی وجہ سے علم و معرفت کے کسی ماخذ و مصدر سے بے اعتنائی نہیں برتی اور علم کے ہر منبع و مصدر کو انتہائی باریک بینی، توازن اور اطمینان سے وہ حیثیت اور وہ مقام عطا کیا ہے جس کا وہ مستحق ہے اور ہر ایک کو اسی درجہ پر رکھا ہے جو درحقیقت اس کا ہے۔

اسلامی نقطۂ نگاہ کے مطابق (جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے) تمام امور کا فاعل حقیقی بنیادی طور پر جناب باری تعالےٰ اور اس کا ارادہ و تدبیر ہے۔ اسی طرح تمام مخلوق بھی اللہ تعالیٰ کے ارادۂ واحدہ کے زیرِ تسلط و تصرف ہے اور یہ کائنات، یہاں کی سب چیزیں اور انسان اور اس کے عقل و حواس بھی اللہ تعالےٰ کے پیدا کردہ ہیں بنا بریں از روئے اسلام اس بات سے کوئی تناقض و تضاد لازم نہیں آتا کہ یہ کائنات جسے اہل یورپ فطرت (NATURE) کا نام دیتے ہیں یا زندگی یا زندگی کے اوضاع و اطوار (جس میں کارل مارکس کا خدا اقتصاد بھی آجاتا ہے کیونکہ اقتصاد بھی زندگی کی ایک وضع ہے) عقل یا دیگر قوائے حواس کے ذریعہ سے حصولِ علم کے سلسلہ میں انسان کی مدد کرنے میں کوئی رول ادا کریں۔ کیونکہ یہ چیزیں (کائنات، فطرت، زندگی، زندگی کے اوضاع اقتصاد وغیرہ) سب کی سب اللہ کی بنائی ہوئی ہیں تو گویا اسی کی طرف سے ہیں جیسے وحی اللہ کی طرف سے آتی ہے (چنانچہ ان سے مدد لینا بھی اللہ تعالیٰ کے ذرائع سے مدد لینا ہے)

البتہ یہ بات ضرور ہے کہ اسلام وحی کو علم کا ایک ایسا صادق مصدر و ماخذ قرار دیتا ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس پر باطل کسی طرف سے (سامنے سے یا پیچھے سے) حملہ آور نہیں ہو سکتا۔ اور نہ یہ مصدر خواہش نفس کے آگے سرنگوں ہوتا یا اس سے اثر قبول کرتا ہے اور اسی بنا پر یہ منبع و ماخذ باقی تمام منابع علم سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اسلام عقل کو اور ان تمام علوم و نتائج کو جو انسانی حواس اپنے کائناتی ماحول سے اخذ کرتے ہیں لغو اور مہمل قرار نہیں دیتا کیونکہ یہ کائنات بھی اللہ ہی کی کتاب مفتوح ہے جو انسان کو وحی کی مانند ہی علم عطا کرتی ہے مگر ایک فرق ضرور ہے اور وہ یہ کہ وہ علم جو انسان صحیفۂ کائنات سے اپنے حواس کی مدد سے حاصل کرتا ہے اس میں دونوں امکانات (صحیح ہونے اور غلط ہونے کے) موجود ہیں کیونکہ وہ انسانی کوشش و کاوش کا نتیجہ ہے لیکن جو علم بذریعہ وحی حاصل ہوتا ہے وہ حق الیقین ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان، کائنات اور ذی حیات سب کو فطرت اور ساخت کے لحاظ سے یکساں پیدا فرمایا ہے اور یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ سے الہام اور وحی کے ذریعہ سے ہدایت اور رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے:

۱: قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ﴿۵۰﴾ طٰهٰ

موسیٰؑ نے جواب دیا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی ساخت بخشی پھر اس کو راستہ بتایا۔

۲: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَی ﴿۱﴾ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی ﴿۲﴾ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ﴿۳﴾ الاعلیٰ

(اے نبیؐ) اپنے ربِّ برتر کے نام کی تسبیح کرو جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔

۳: وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾ الذاریات

اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے ہیں شاید کہ تم اس سے سبق لو۔

۴: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْثَالُكُمْ ط (۳۸) الانعام

زمین میں چلنے والے کسی جانور اور ہوا میں اُڑنے والے کسی پرندے کو دیکھ لو یہ سب تمھاری ہی طرح کی انواع ہیں۔

۵ : اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ سَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا (۵۳) طٰہٰ

وہی جس نے تمھارے لیے زمین کا فرش بچھایا اور اس میں تمھارے چلنے کو راستے بنائے۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی (۵۵) طٰہٰ

۶ : اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے اسی میں ہم تمھیں واپس لے جائیں گے اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ (۳۶) یٰس

پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس (یعنی نوعِ انسانی) میں سے یا ان اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔

۸ : فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا (۱۱) الشوریٰ

آسمانوں اور زمین کا بنانے والا جس نے تمھاری اپنی جنس سے تمھارے لیے جوڑے پیدا کیے اور اسی طرح جانوروں میں بھی انہی کے ہم جنس جوڑے بنائے۔

اللہ کی جملہ مخلوق (جن میں انسان بھی شامل ہے) کے باہمی توافق و تناسب اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کے سلسلہ میں قرآن مجید میں بہت سی آیات وارد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہیں جو پورے زور سے یہ ثابت کرتی ہیں کہ تخلیق کے مزاج میں بھی اور عام رجحان کے لحاظ سے بھی پوری کائنات متحد، ایک دوسرے کی معاون اور باہم منظم و مربوط ہے چند آیات یہاں پیش کی جاتی ہیں. ملاحظہ کیجیے :

۱ : اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ﴿۶﴾ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ﴿۷﴾ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ﴿۸﴾ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ﴿۹﴾ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ﴿۱۰﴾ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ﴿۱۲﴾ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ﴿۱۵﴾ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾ النبا

کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے زمین کو فرش بنایا اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا. اور تمھیں (مردوں اور عورتوں کے) جوڑوں کی شکل میں پیدا کیا اور تمھاری نیند کو باعثِ سکون بنایا اور رات کو پردہ پوش اور دن کو معاش کا وقت بنایا اور تمھارے اوپر سات مضبوط آسمان قائم کیے اور ایک نہایت روشن اور گرم چراغ پیدا کیا اور بادلوں سے لگاتار بارش برسائی تاکہ اس کے ذریعہ سے غلّہ اور سبزی اور گھنے باغ اگائیں۔

۲ : ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا ﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ النّٰزعٰت

کیا تم لوگوں کی تخلیق زیادہ سخت کام ہے یا آسمان کی؟ اللہ نے اس کو بنایا، اس کی چھت خوب اونچی اٹھائی پھر اس کا توازن قائم کیا اور اس کی رات ڈھانکی اور اس کا دن نکالا۔ اس کے بعد زمین کو اس نے بچھایا، اس کے اندر سے اس کا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑ اس میں گاڑ دیے سامانِ زیست کے طور پر تمھارے لیے اور تمھارے مویشیوں کے لیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳ : فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا
الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ۲۸ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّ
حَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾ عبس

پھر ذرا انسان اپنی خوراک کو دیکھے ہم نے خوب پانی لنڈھایا، پھر زمین کو عجیب
طرح پھاڑا پھر اس کے اندر اگائے غلے اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور
کھجوریں اور گھنے باغ اور طرح طرح کے پھل اور چارے تمھارے لیے اور
تمھارے مویشیوں کے لیے سامانِ زیست کے طور پر۔

۴ : وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ
بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ
تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰى
رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾
ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا
شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ النحل

اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور یکایک مُردہ پڑی ہُوئی زمین میں اس کی
بدولت جان ڈال دی۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے سننے والوں کے
لیے، اور تمھارے لیے مویشیوں میں بھی ایک سبق موجود ہے۔ ان کے
پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان ایک چیز ہم تمھیں پلاتے ہیں یعنی
خالص دُودھ جو پینے والوں کے لیے نہایت خوشگوار ہے۔ اسی طرح
کھجور کے درختوں اور انگور کی بیلوں سے بھی ہم ایک چیز تمھیں پلاتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسے تم نشہ آور بھی بنا لیتے ہو اور پاک رزق بھی۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے عقل سے کام لینے والوں کے لیے۔ اور دیکھو تمھارے رب نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کر دی کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور ٹٹیوں پر چڑھائی ہوئی بیلوں میں اپنے چھتے بنا اور ہر طرح کے پھلوں کا رس چوس اور اپنے رب کی ہموار کی ہوئی راہوں پر چلتی رہ۔ اس مکھی کے اندر سے رنگ برنگ کا ایک شربت نکلتا ہے جس میں شفا ہے لوگوں کے لیے۔ یقیناً اس میں بھی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

۵: وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ النحل

اللہ نے تمھارے لیے تمھارے گھروں کو جائے سکون بنایا۔ اس نے جانوروں کی کھالوں سے تمھارے لیے ایسے مکان پیدا کیے جنھیں تم سفر اور قیام دونوں حالتوں میں ہلکا پاتے ہو۔ اس نے جانوروں کے صوف اور اون اور بالوں سے تمھارے لیے پہننے اور برتنے کی بہت سی چیزیں پیدا کر دیں جو زندگی کی مقررہ مدت تک تمھارے کام آتی رہیں گی۔ اس نے اپنی پیدا کی ہوئی بہت سی چیزوں سے تمھارے لیے سائے کا انتظام کیا، پہاڑوں میں تمھارے لیے پناہ گاہیں بنائیں اور تمھیں ایسی پوشاکیں بخشیں جو تمھیں گرمی سے بچاتی ہیں اور کچھ دوسری پوشاکیں جو آپس کی جنگ میں تمھاری حفاظت کرتی ہیں۔ اس طرح وہ تم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے شاید کہ تم فرماں بردار بنو۔

قرآن مجید میں اس طرح کی آیات کثیر تعداد میں ہیں ان کو ہم اسلامی نظریہ میں "کائنات اور انسان کی حقیقت" کے زیر عنوان پیش کریں گے۔

اس موقع پر جس اہم تربات کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اسلام میں چونکہ یہ بات طے شدہ ہے کہ کائنات اور انسان کے مابین باہم توافق و ہم آہنگی ہے اسی لیے اسلام نے کائنات، زندگی اور ذی حیات مخلوق کو بھی انسان کے لیے (وحی کے بعد) اکتساب علم و معرفت کا مصدر و ماخذ قرار دیا ہے اور انسان کو توجہ دلائی ہے کہ وہ پہلے اللہ تعالیٰ سے اخذ و قبول کرے اور اس کے بعد اس کی مخلوقات یا دوسرے لفظوں میں کائنات کی کتاب مفتوح سے اور خود اپنی ذات سے اکتساب علم کرے کیونکہ انسان کی اپنی ذات بھی انسان کے لیے ایک ایسا مصدر و ماخذ ہے جس پر غور و فکر کر کے وہ علم حاصل کر سکتا ہے۔

چنانچہ ہمیں قرآن مجید میں علم کے پہلے بنیادی اور سچے مصدر و ماخذ کی طرف (جو باقی تمام منابع و مصادر پر غالب اور سب سے زیادہ جامع ہے) متوجہ کرنے کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیات ملتی ہیں:

۱: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ (۹) بنی اسرائیل

حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔

۲: ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (۱۸) الجاثیہ

اس کے بعد اے نبیؐ ہم نے تم کو دین کے معاملہ میں ایک صاف شاہراہ (شریعت) پر قائم کیا ہے۔ لہٰذا تم اسی پر چلو اور ان لوگوں کی خواہشات کا اتباع نہ کرو جو علم نہیں رکھتے۔

۳: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (۲) نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ③ يُوسُف

ہم نے اسے نازل کیا ہے قرآن بنا کر عربی زبان میں تاکہ تم (اہلِ عرب) اس کو اچھی طرح سمجھ سکو۔ اے محمدؐ ہم اس قرآن کو تمھاری طرف وحی کر کے بہترین پیرایہ میں واقعات اور حقائق تم سے بیان کرتے ہیں ورنہ اس سے پہلے تو (ان چیزوں سے) تم بالکل ہی بے خبر تھے۔

۴ : قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ③⑧ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ③⑨ البقرہ

ہم نے کہا تم سب یہاں سے اُتر جاؤ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمھارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

۵ : وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ (۹۳) البقرہ

پھر ذرا اس میثاق کو یاد کرو جو طور کو تمھارے اُوپر اُٹھا کر ہم نے تم سے لیا تھا۔ ہم نے تاکید کی تھی کہ جو ہدایات ہم دے رہے ہیں ان کی سختی کے ساتھ پابندی کرو اور کان لگا کر سُنو۔

اِن کے علاوہ کائنات کی کتاب مفتوح اور نفسِ انسانی کی کتاب مکنون سے اخذ و کسب علم و معرفت کے سلسلہ میں بے شمار آیات ہیں۔ مثلاً :-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱ : وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ﴿۲۰﴾ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ الذّٰریٰت

زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کے لیے اور خود تمھارے اپنے وجود میں ہیں کیا تم کو سُوجھتا نہیں۔

۲ : سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ (۵۳، حٰمٓ السجدۃ

عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفس میں بھی یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھُل جائے گی کہ یہ قرآن واقعی برحق ہے۔

۳ : اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾ وَاِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ فَذَکِّرْ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ ﴿۲۱﴾ الغاشیہ

تو کیا یہ اُونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بنائے گئے؟ آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسے اٹھایا گیا؟ پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے جمائے گئے؟ اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھائی گئی؟ اچھا تو (اے نبیؐ) نصیحت کیے جاؤ، تم بس نصیحت کرنے والے ہو۔

۴ : اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا یُمْسِکُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ النحل

کیا ان لوگوں نے کبھی پرندوں کو نہیں دیکھا کہ فضائے آسمانی میں کس طرح مُسخّر ہیں۔ اللہ کے سوا کس نے انھیں تھام رکھا ہے؟

۵ : اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ کُلِّ دَآبَّةٍ ۖ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ البقرۃ

جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں ان کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساخت میں رات اور دن کے پیہم ایک دوسرے کے بعد آنے میں ان کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی چیزیں لیے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی پھرتی ہیں، بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے زمین کو زندگی بخشتا ہے اور اپنے اسی انتظام کی بدولت زمین میں ہر قسم کی جان دار مخلوق پھیلاتا ہے ہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع فرمان بنا رکھے گئے ہیں بے شمار نشانیاں ہیں۔

اور عقل سے کام لے کر اکتساب علم کے سلسلہ میں خواہ وہ کائنات میں موجود اللہ کی نشانیوں اور زندگی کی حقیقتوں پر غور و فکر کے ذریعہ سے ہو یا وحی کے ذریعہ سے قرآن مجید میں متعدد آیات موجود ہیں۔ مثلاً :

۱ : قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۛ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾ سبا

اے نبیؐ ان سے کہو میں تمھیں بس ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں۔ خدا کے لیے تم اکیلے اکیلے اور دو دو مل کر اپنا دماغ لڑاؤ اور سوچو تمھارے صاحب میں آخر کون سی ایسی بات ہے جو جنون کی ہو؟ وہ تو ایک سخت عذاب کی آمد سے پہلے تم کو متنبہ کرنے والا ہے۔

۲ : اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ النساء۔

کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا تو اس میں بہت کچھ اختلاف بیانی پائی جاتی۔

۳: اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ الحج

کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے اور ان کے کان سننے والے ہوتے؟ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

۴: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ (۱۹۱) آل عمران

زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں ان ہوشمندوں کے لیے بہت نشانیاں ہیں جو اُٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی ساخت میں غور و فکر کرتے ہیں۔ (وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں) پروردگار یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے، تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے۔

۵: وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ (۷۸) النحل

اللہ نے تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اس نے تمھیں کان دیئے آنکھیں دیں اور سوچنے والے دل دیے۔

اور اس طرح تمام ماخذ و مصادرِ علم کو ان کی حقیقی حیثیت اور صحیح مقام حاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوجاتا ہے جس سے ایک توازن قائم ہوجاتا ہے اور یہ سب مصادر انسان کے اکتسابِ علم کے سلسلہ میں ایک دُوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہوجاتے ہیں جس کی بنا پر اسلامی نظریہ میں ایسا توازن پیدا ہوگیا ہے کہ نہ تو افراط و تفریط پیدا ہوتی ہے اور نہ کسی قسم کی گڑبڑ اور نہ ان مصادر میں سے کسی کو اس کی حد سے کم یا زیادہ حیثیت دینا پڑتی ہے اور نہ کسی ایک ماخذ کو خدا ماننے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے جبکہ وہ خدا نہیں ہے۔

قرآن حکیم کے منہج تربیت میں جو بات بہت واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان کے حواس کو کائنات اور نفس انسانی کے اندر موجود اللہ کی نشانیوں اور آثار کی طرف بہت زیادہ متوجہ کیا گیا ہے اور انفس اور آفاق میں جو عظیم صنّاعی و خلّاقی نظر آرہی ہے اس کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کے لیے انسان کے ادراک کو بار بار توجہ دلائی گئی ہے اس لیے کہ اس ہم آہنگی اور تتبّع سے نہ صرف یہ کہ انسانی ادراک کو نیرنگیٔ صنعت دیکھ کر صانع تعالیٰ کا عرفان حاصل ہوگا، خلّاقی کی عظمت سے خالق کی عظمت و جلال کا احساس اُجاگر ہوگا اور اللہ کی عظیم نعمتوں کے عرفان سے اس کی محبّت پیدا ہوگی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ انسانی حواس پر بھی اس نزاکت و لطافت اور اس نظم و نسق کے اوصاف کی چھاپ لگ جائے جو صنعتِ الٰہیہ کا خاصہ ہیں جس میں نہ کبھی خلل واقع ہوتا ہے نہ تصادم اور نہ بے قاعدگی۔ نیز اس تتبع و ہم آہنگی سے انسانی ادراک پر صنعتِ الٰہیہ میں کارفرما قوانین، حقائق اور ضابطوں کا انکشاف ہوگا اور یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے مثلاً یہ کہ کائنات، انسان اور نفس کے حالات میں جاری رہنے والے مسلسل تغیّر و تبدّل کو دیکھ کر انسان کے احساس و شعور میں یہ بات بخوبی جاگزین ہوجائے کہ ہر چیز تغیّر پذیر ہے اور دوام و ثبات صرف اللہ کی ذاتِ واحد کے لیے ہے جو کسی حالت میں نہیں بدلتی جو حیّ و قیوم اور صمد ہے ثابت و دائم ہے اور مقصودِ کل ہے اور یہ بھی کچھ کم نہیں ہے کہ دوسری طرف ان سننِ کونیہ کا ثبات و استقلال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ کر جو اس تغیر و تبدل کے پسِ پردہ کارفرما ہیں انسان کی سمجھ میں یہ بات آجائے کہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب بے کار اور بے مقصد نہیں ہے۔ حیات کو علی الحساب پیدا نہیں کر دیا گیا اور انسان کو حساب و کتاب کے بغیر نہیں چھوڑ دیا جائے گا بلکہ جو کچھ ہو رہا ہے ایک تدبیر محکم اور درست ترانداز ے کے ماتحت ہو رہا ہے۔ اور یہ کہ زندگی ایک آزمائش ہے جس کی جزا ضروری ہے اور انجام جو بھی مقدر کیا گیا ہے اس میں انتہائی قطعی اور بے لاگ عدل کارفرما ہے۔ یہ اور اسی طرح کی اور بہت سی حکمتیں انسان کی سمجھ میں آسکتی ہیں جن کا ذکر ہم آئندہ کریں گے۔

یہی وجہ ہے کہ ان مصادر و مآخذ کی طرف جو کائنات میں ہر طرف بکھرے ہوئے ہیں یا نفسِ انسانی کے اندر پوشیدہ ہیں بہت زیادہ توجّہ دلائی گئی ہے تاکہ جس طرح قرآنِ حکیم سے اکتسابِ علم و فیض کیا جاتا ہے اللہ کی اس کھلی کتاب (کائنات) سے کسبِ علم و عرفان کیا جائے۔ اور اس طرح نہایت باقاعدگی اور اعتدال کے ساتھ یہ نظریہ تمام مصادرِ معرفت کو اس انداز سے باہم ہم آہنگ کر دیتا ہے کہ نہ تو ان میں تصادم ہوتا ہے اور تعارض لازم آتا ہے نہ کسی کو خدا بنانے کی ضرورت ہے اور نہ کسی کو حد سے زیادہ گرانا پڑتا ہے اور نہ اس طرح وہ لایعنی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں جن کی مثالیں ہم فکر یورپ کی مختصر تاریخ میں دیکھ چکے ہیں

اور یہی وجہ ہے کہ اسلامی نظریہ کے مطابق وحی کو حصولِ علم کا بنیادی مصدر قرار دینے کے باوجود انسانی قوائے ادراک کا بیکار ہونا لازم نہیں آتا اور کائنات کے وجود کو (مصدرِ علم) تسلیم کرنے سے یہ ضروری نہیں ہو جاتا کہ عقل کو مہمل قرار دے دیا جائے یا جنابِ باری تعالےٰ (جس کی ذات اُن گمراہ کُن اور مہلک تصوّرات سے وریٰ الوریٰ اور پاک ہے جن کی اہلِ یورپ اور ان کے غلام پرستش کرتے ہیں) کو نظر انداز کر دیا جائے۔

اسلامی نظریہ اس لحاظ سے بھی متوازن و معتدل ہے کہ اس نے انسان اور کائنات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں کو ان کی حیثیت کے مطابق فعل و اختیار اور مقام عطا کیا ہے اور اس سلسلہ میں بھی یہ نظریہ ایسی تمام ناہمواریوں اور قلابازیوں سے محفوظ ہے جو انسانی فکر میں اس وقت شامل ہو گئیں جب وہ منہج الٰہی سے منحرف ہوا۔

انسان اور کائنات کے بارے میں اسلامی نظریہ کی سلامت روی کا پورا پورا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب ہم گمراہی اور جہالت کے ان انباروں کو دیکھتے ہیں جو مختلف مذاہب، نظریات اور فلسفوں پر اس سلسلہ میں مستطہیں مثلاً افلاطونؒ قدر و قیمت اور حیثیت کے اعتبار سے مادے کو سب سے پست درجہ میں رکھتا ہے۔

افلاطون کے مسلک میں وجود کے دو متضاد طبقے ہیں۔ ایک "عقل مطلق" کا طبقہ ہے اور دوسرا "مادے" یا "ہیولیٰ" کا طبقہ۔ ہر قسم کا اختیار اور قدرت عقلِ مطلق سے منسوب ہے اور عجز و واماندگی ہیولیٰ کی طرف۔ اور ان دونوں کے درمیان موجودات کے کچھ اور طبقے ہیں ان میں سے جس نے جس قدر عقل سے اکتساب فیضان کیا وہ اتنا ہی بلند مرتبہ ہے اور جس نے جتنا زیادہ ہیولیٰ سے حصہ اخذ کیا وہ اتنا ہی پست ہے۔

چنانچہ ہیولیٰ عقلِ مجرد کا حریف ہے اور وہ عقل کی مشیت سے عدم سے وجود میں نہیں آیا۔

جدید افلاطونیت کا بانی "افلوطینؒ" (PLOTINUS) بھی مادے کو نہایت گھٹیا درجہ دیتا ہے اس کے خیال میں واحد الاحد نے عقل کو پیدا کیا عقل نے رُوح کو خلق کیا اور رُوح نے باقی سب موجودات کو تخلیق کیا اور یہ سب موجودات اوپر سے نیچے کی طرف انحطاط پذیر ہوتے ہوتے انتہائی پست مقام تک پہنچ گئے۔ یعنی عالم ہیولیٰ تک جسے عالم فساد بھی کہا جاتا ہے۔

کلیسا کے نقطہ نگاہ سے نصرانیت میں شر کی مثالی شکل عالم جسد یعنی مادی دُنیا ہے اور خیر کی مثالی صورت عالم رُوح ہے اور اس فلسفے کا تقاضا یہ ہے کہ شر اور فساد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نجات حاصل کرنے کے لیے ہر مادی چیز کو حقیر اور ذلیل سمجھا جائے اور اس سے دُور بھاگا جائے یہی اندازِ فکر "برلھما" کے مسلک کے لحاظ سے ہندو فلسفے کا ہے۔

حالانکہ جو فلسفے اور مذاہب (ازم) مادے کی بنیادوں پر انیسویں صدی میں وجود میں آئے ہیں انھوں نے اس سارے حصہ کو رد کر دیا ہے۔ ان میں سے بعض نظریات تو فطرت کو خدا بنا بیٹھے ہیں اور بعض نے انسانی عقل کو "الٰہ فطرت" کی مخلوق قرار دیا ہے جیسا کہ مسلک "ثیوتست" کے زعماء میں "کومٹے" اور "فشٹے" نے کیا ہے۔ اور بعض نے مادی دنیا کے کسی ایک پہلو مثلاً "اقتصاد" کو ایسا خدا بنا دیا ہے جو عقل مذہب، ادب اور اخلاق سب کا خالق ہے۔ جیسا کہ "کارل مارکس" نے کیا ہے اور اس نے اس خدائے اقتصاد کے مقابلے میں انسان کی قدر و قیمت اس قدر کم کر دی ہے کہ وہ ایک بے بس کارکن بن کر رہ گیا ہے جو اپنی مرضی سے حرکت بھی نہیں کر سکتا۔ انسان کا کام محض خدائے "اقتصاد" سے احکام حاصل کرنا اور ان پر عمل کرنا ہے۔

ان تمام غیر متوازن شخصیتوں اور ناروا افراط و تفریط کے درمیان اسلامی نظریہ حقائق پر مبنی جچا تلا اور اٹل موقف اختیار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کا خالق و موجد اور ہر چیز کا نگران اور تدبیر فرمانے والا ہے اور یہ کائنات اور انسان اللہ کی تخلیق و ایجاد ہے اور کائنات اور انسان کے درمیان باہم اس قسم کا تعامل اور ایسی منظم ہم آہنگی ہے جس کی بنا پر دونوں ایک دوسرے کی زندگی میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ انسان پوری کائنات میں سب سے زیادہ معزز و محترم ہستی ہے اور اس کا کردار اور فعل و اختیار کائنات میں سب سے زیادہ ہے انسان مادے پر غالب و مقتدر ہے اس میں ہر قسم کا تغیر و تبدّل کرتا ہے ایجاد و اختراع کرتا ہے اور اسے جو شکل چاہے دے سکتا ہے۔ مادی عالم کے اندر اللہ تعالیٰ نے جو اسرار پوشیدہ کر رکھے ہیں ان کا انکشاف کرتا ہے اور ان اسرار و عوامض سے وہ ایسے نتائج اخذ کرتا ہے جن میں نصیحت و عبرت کا سامان ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایجابیت

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط (۱۰۵) التوبہ [1]

اسلامی نظریہ کی پانچویں نمایاں خصوصیت "ایجابیت" ہے۔ ایجابیت سے مُراد مثبت عمل واختیار کی ایسی قدرت وصلاحیت ہے جو اس رابطہ وتعلق میں کارفرما ہے جو اللہ تعالےٰ کا اس کائنات، زندگی اور انسان کے ساتھ ہے۔ اسی طرح مثبت عمل واختیار کی وہ قدرت و صلاحیت جو انسان کے دائرہ کار کی حدود کی حد تک انسان کو حاصل ہے (جیسا کہ ہم پہلے بھی مجملاً بیان کر چکے ہیں)۔

اسلامی نظریہ کے مطابق صفاتِ باری تعالیٰ سلبی نہیں ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کا کمال اس منفی نوعیت کا ہے جو "ارسطو" کے تصوّر میں کارفرما ہے اور نہ یہ کمال محض خلق وتدبیر کی چند صفات تک محدود ہے جیسا کہ اہلِ فارس نے "ہرمز" خدائے خیر و نور اور "اہرمان" خدائے شر وظلمت کی صفات وخصوصیات کے بارے میں تصوّر کیا تھا۔ اور نہ "افلوطین" (PLOTENUS) کے تصوّر کے مطابق تخلیق کے کسی ایک درجے تک محدود ہے اور نہ "بنی اسرائیل" کے تصور کے مُطابق کسی ایک نسل کے امُور ومعاملات تک محدود ہے۔ نہ کسی دُوسری ذات کے ارادے کے ساتھ مخلوط یا اس کی شکل اختیار کیے ہوئے ہے (نظریہ اقانیم ثلاثہ جیسا کہ

---

[1] اور اے نبی ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم عمل کرو اللہ اور اس کا رسولؐ اور مومنین سب دیکھیں گے کہ تمہارا طرزِ عمل اب کیا ہے۔ التوبہ (۱۰۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایجابیت

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط (۱۰۵) التوبہ [1]

اسلامی نظریہ کی پانچویں نمایاں خصوصیت "ایجابیت" ہے۔ ایجابیت سے مُراد مثبت عمل و اختیار کی ایسی قدرت و صلاحیت ہے جو اس رابطہ و تعلق میں کارفرما ہے جو اللہ تعالےٰ کا اس کائنات، زندگی اور انسان کے ساتھ ہے۔ اسی طرح مثبت عمل و اختیار کی وہ قدرت و صلاحیت جو انسان کے دائرہ کار کی حدود کی حد تک انسان کو حاصل ہے (جیسا کہ ہم پہلے بھی مجملاً بیان کر چکے ہیں)۔

اسلامی نظریہ کے مطابق صفاتِ باری تعالیٰ سلبی نہیں ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کا کمال اس منفی نوعیت کا ہے جو "ارسطو" کے تصوّر میں کارفرما ہے اور نہ یہ کمال محض خلق و تدبیر کی چند صفات تک محدود ہے جیسا کہ اہلِ فارس نے "ہرمز" "خدائے خیر و نور" اور "اہرمان" خدائے شر و ظلمت کی صفات و خصوصیات کے بارے میں تصوّر کیا تھا۔ اور نہ "افلوطین" (PLOTENUS) کے تصوّر کے مطابق تخلیق کے کسی ایک درجے تک محدود ہے اور نہ "بنی اسرائیل" کے تصور کے مطابق کسی ایک نسل کے امور و معاملات تک محدود ہے۔ نہ کسی دوسری ذات کے ارادے کے ساتھ مخلوط یا اس کی شکل اختیار کیے ہوئے ہے (نظریہ اقانیم ثلاثہ) جیسا کہ

---

[1] اور اے نبی ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم عمل کرو اللہ اور اس کا رسول اور مومنین سب دیکھیں گے کہ تمہارا طرزِ عمل اب کیا ہے۔ التوبہ (۱۰۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض مسیحی فرقوں کے تصورات ہیں اور نہ ذاتِ باری تعالیٰ صفاتِ کمال سے یکسر عاری ہے جیسا کہ مادہ پرستوں کے مسالکِ فکر میں سمجھا جاتا ہے جو زندہ جاوید اور صاحبِ قدرت و ارادہ خدا کے وجود سے مطلقاً منکر ہیں اور ان کے علاوہ بھی جتنے گمراہ اور جاہلانہ تصورات اس سلسلہ میں ہیں اسلامی نظریہ ان سب سے مبرّا اور پاک ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے واضح اور طمانیت بخش نظریہ کو پیش کرنے سے پہلے ان تصورات و نظریات کے بارے میں مختصراً کچھ بتا دیا جائے جن کے متعلق ہم نے کتاب کی ابتدا میں اور بعض دیگر مقامات پر اشارۃً ذکر کیا ہے۔

خدا کے بارے میں "ارسطو" کا مسلک یہ ہے کہ وہ ایک ازلی ابدی وجود ہے، کمالِ مطلق ہے، اس کی ابتدا ہے نہ انتہا اور عمل و ارادے کی قدرت سے یکسر محروم ہے، کیونکہ "عمل" طلبِ شئی کی غرض سے کیا جاتا ہے اور خدا ہر قسم کی طلب سے بے نیاز ہے اور "ارادہ" دو باتوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے کے لیے کارفرما ہوتا ہے اور خدا کے پاس تو ہر قسم کا افضل اور صالح تر کمال جمع ہے اسے صالح اور غیر صالح یا اعلیٰ اور ادنیٰ میں انتخاب کی حاجت نہیں ہے۔ ارسطو کے خیال میں خدا کو یہ بھی زیب نہیں دیتا کہ وہ زمانے میں کام کی ابتدا کرے کیونکہ وہ تو ابدی اور سرمدی ہے۔ اس پر کوئی ایسی کیفیت طاری نہیں ہو سکتی جو اسے عمل پر آمادہ کرے اور اس کے بے ابتدا و انتہا اور جدید و قدیم سے مبرّا وجودِ مطلق میں کسی جدید کو داخل نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے کمال کو جو چیز زیب دیتی ہے وہ بقا و دوام کی خوش بختی ہے جس سے بڑی کوئی آرزو اور جس کے حاصل ہو جانے سے بڑھ کر کوئی اور نعمت نہیں ہے اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اس نعمت کے دائرے سے باہر رہ گئی ہو جس کی خدا پرواہ کرے۔ چنانچہ وہ خدا جو کامل بھی ہے اور جس کا کمال ہر لحاظ سے آزاد و بے نیاز ہے اسے تخلیقِ عالم سے یا اس کے مادۂ اولیٰ یعنی ہیولیٰ کو پیدا کرنے سے کوئی سروکار نہیں۔ لیکن چونکہ ہیولیٰ میں وجود قبول کرنے کی صلاحیت پائی جاتی تھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے وجود میں آنے کا شوق اسے قوۃ سے نکال کر فعل میں یعنی عدم سے وجود میں لے آیا اور یہ وجود اس پر خدا کا فیضان ہے۔ یہ شوق وجود جس نے اسے وجود بخشا ہے یہی شوق اسے نقص سے اس کمال کے حصول پر اکساتا ہے جو اس کی حدود کیلیے ممکن الحصول ہے۔ اسی لیے ہیولیٰ مائل بہ حرکت و عمل رہتا ہے کیونکہ اس میں شوق اور صلاحیت موجود ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہیولیٰ خدا کی تخلیق ہے اِلّا یہ کہ اس اعتبار سے اسے خدا کی مخلوق مان لیا جائے۔

اہلِ فارس کا عقیدہ ثنویت تھا یعنی وہ دو خداؤں کے وجود میں یقین رکھتے تھے۔ ان کے ہاں خیر کا خدا "ہرمز" ہے جس کا اقتدار اور صفات محض عالم نور و خیر تک محدود ہیں۔ اور شر کا خدا "اہرمان" ہے جس کا اقتدار اور خصوصیات عالم ظلمت و شر تک محدود ہیں اور یہ دونوں خدا سگے بھائی اور "الٰہ قدیم زروان" کے ہاں پیدا ہوئے تھے۔

ان کے خیال کے مطابق تخلیقِ عالم سے پہلے نور اور ظلمت کی مملکتیں جدا جدا تھیں۔ "ہرمز" نے جو خدائے خیر و نور تھا اپنی مملکت میں خیر و رحمت کے عناصر پیدا کرنے شروع کر دیے جبکہ "اہرمان" اس بات سے بے خبر اپنے دور افتادہ مسکن میں بیٹھا تھا۔ ایک دن اس نے اپنے بھائی کے حالات جاننے کے لیے اس کی طرف دیکھا تو بھائی کی مملکت کی طرف سے آنے والے نور کے لپکوں نے اسے دہشت زدہ کر دیا اور اسے اپنی جان اور اپنے انجام کا خوف لاحق ہو گیا اور اسے معلوم ہو گیا کہ عنقریب ہر طرف نور پھیل جائے گا اور پھر نور ہی نور ہو گا اس کے لیے کوئی جائے پناہ بھی باقی نہ رہے گا۔ جہاں چھپ کر وہ زندہ رہ سکے۔ چنانچہ وہ گھبرا کر باہر نکل آیا اور اس کے ساتھ ہی تاریکی کی مخلوق یعنی شر اور فساد کے شیطان بھی پریشان ہو کر باہر آ گئے اور انھوں نے "ہرمز" کے کیے کرائے کو برباد کر دیا اور ساری دنیا خباثتوں اور مصائب سے پُر ہو گئی وغیرہ وغیرہ اور اس طرح خیر و شر یا نور و ظلمت کے درمیان معرکۂ کارزار گرم ہو گیا جو ابھی تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاری ہے۔[1]

اور "افلوطین" (PLOTENUS) (جو تیسری صدی عیسوی کے ابتدائی دور کا فلسفی ہے) اپنے مزعومہ خدائے احد کی تنزیہ میں مبالغہ سے کام لیتے ہوئے معقولیت کی تمام حدود پھلانگ گیا ہے مثلاً اگر "ارسطو" کا خیال تھا کہ خدا کے کمال کا اقتضا یہ ہے کہ اسے اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کا احساس ہی نہ ہو اور اپنی ذات کے سوا کسی کے متعلق نہ سوچے کیونکہ وہ موجودات میں سے اشرف کے سوا کسی کے بارے میں سوچ ہی نہیں سکتا اور اشرف الموجودات خود اس کی اپنی ذات ہے۔ چنانچہ وہ موجودات کو نہیں جانتا، کیونکہ موجودات اس کے جاننے سے کم تر ہیں۔" ارسطو" اپنے خدا کی تنزیہ میں اس حد پر پہنچ کر رک گیا تھا لیکن "افلوطین" اس سے بھی بڑھ گیا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ خدائے احد کو اپنی ذات کا بھی شعور نہیں ہے کیونکہ وہ اس شعور سے بھی منزہ و مبرا ہے۔

اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس مسلک کے اعتبار سے ایسے "الٰہ احد" (جو صفاتِ مطلق یعنی ہر چیز سے خالی ہے) اور مخلوقات کے درمیان رابطہ قائم کرنے کے لیے متعدد واسطوں کی ضرورت پڑے گی خواہ وہ مخلوقات علوی ہوں یا سفلی بالخصوص اس مخلوق سے رابطے کے لیے جو جاندار ہے اور روح و جسم کا مرکب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افلوطین کو یہ کہنا پڑا کہ "الٰہ واحد" نے عقل کو پیدا کیا اور عقل نے روح کو اور روح نے باقی سب پست درجہ مخلوقات کو تخلیق کیا اور یہ سب درجہ بدرجہ پست سے پست تر سطح کی طرف انحطاط پذیر ہوتے ہوئے عالم ہیولیٰ یا عالم مادہ و فساد تک پہنچیں۔[2]

چنانچہ افلوطین کے مطابق الٰہ کی خصوصیت صرف تخلیقِ عقل تک محدود ہے یہاں پہنچ کر اس کا دردِ سر ختم ہو جاتا ہے۔

بنی اسرائیل کے تحریف شدہ تصورات کے مطابق ان کے خدا "یہوا" کی

---

[1] اقتباس از کتاب "اللہ" مصنفہ استاذ عقاد ص ۱۸۸ (مصنف)
[2] ایضاً " " " "

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو تصویر تشکیل پاتی ہے وہ کچھ اس انداز کی ہے کہ "یہواہ، اسرائیلؑ (حضرت یعقوبؑ) کا مخصوص خدا ہے جو اس بات سے خار کھاتا ہے کہ بنی اسرائیل اغیار کے خداؤں کی عبادت کریں، چنانچہ بھڑک اٹھتا ہے اور غضبناک ہو کر توڑ پھوڑ پر اتر آتا ہے اور ان سے انتقام لیتا ہے لیکن جب یہ ان خداؤں کی عبادت سے باز آجاتے ہیں تو خوش ہو کر آرام کرنے لگتا ہے اور انتقام اور تخریب کاری سے دست کش ہو جاتا ہے بلکہ اپنی بدسلوکی پر جو اس نے اپنی پسندیدہ نسل کے ساتھ روا رکھی تھی نادم بھی ہوتا ہے۔

مسیحی کلیسا کے تصورات جو مسیح علیہ السّلام کی فطرت و ارادہ کے بارے میں ہیں اور جس طرح وہ فطرت اور ارادۂ مسیح کو الوہیت کے ساتھ مخلوط و ممزوج کرتے ہیں۔ اس کے متعلق ہم "تیہ ورکام" کے زیر عنوان مختصراً بتا چکے ہیں کہ مسیحیت میں اللہ تعالےٰ کے ارادے کو مسیحؑ کی صورت میں یا مسیح کے ارادہ میں مجسم شدہ مانا جاتا ہے اور اسی قسم کی گمراہی اور جہالت سے اٹے ہوئے مزید جو بھی ان کے عقائد ہیں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

مادہ پرستوں کے مختلف مسالکِ فکر مثلاً "ثنویت" وغیرہ کا بیان بھی پہلے آچکا ہے چنانچہ وہ کافی ہے اسے دیکھ لیا جائے۔

اب ہم جہالت اور گمراہی کے ان پریشان کن انباروں سے اسلامی نظریہ کی طرف آتے ہیں جو بالکل سیدھا سادہ واضح اور راحت بخش ہے۔

اسلامی نظریہ کے مطابق انسان کا معاملہ جس خدائے بلند و برتر سے ہے، وہ حقیقتاً موجود اور خالقِ کائنات ہے، صاحبِ ارادہ و تدبیر، ہر چیز کا محافظ و نگران اور قادر ہے۔ اپنے ارادے کو عملاً بروئے کار لانے والا اور مکمل صلاحیت فعل و اختیار کا مالک ہے۔ تمام امور کا مرجع اسی کی ذاتِ واحدہ ہے اور اس کائنات کی تخلیق ابتداءً بھی اسی کے ارادے سے ہوئی اور جو کچھ یہاں بعد میں پیدا ہوتا ہے وہ بھی اسی کے ارادے کے ماتحت ہوتا ہے۔ اس کائنات میں ہونے والی ہر حرکت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر تغیر، تبدل الغرض جو کچھ بھی یہاں وقوع پذیر ہوتا ہے اسی کے ارادہ و تدبیر سے اور اس کے علم و تقدیر کے مطابق ہوتا ہے۔ وہ ذات پاک اپنے ارادے، علم اور تدبیر کا براہِ راست رابطہ اپنے ہر بندے کے ساتھ قائم رکھتی ہے اور اس کے تمام حالات میں اس کے ساتھ ہوتی ہے بلکہ اس کائنات کے ہر ذی حیات اور ہر چیز کے ساتھ موجود ہوتی ہے۔

قرآن حکیم نے اسلامی نظریہ کی اس عظیم اور بنیادی حقیقت کو اس کی تمام صورتوں اور نوعیتوں سمیت واضح کرنے کا بہت زیادہ اہتمام کیا ہے اور کائنات کے ہر گوشے میں اس حقیقت کے جس قدر مظاہر جتنی متنوع صورتیں اور بے شمار شکلیں نظر آتی ہیں، ان سب کو بیان کرنے کی طرف بہت توجہ دی ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

۱: اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۴﴾ الاعراف

درحقیقت تمہارا ربّ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اپنے تختِ سلطنت پر جلوہ فرما ہوا جو دن کو رات پر ڈھانپ دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔ جس نے چاند اور تارے پیدا کیے سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔ خبردار رہو اُسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔ بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک۔

۲: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعْجِزَهٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا ﴿۴۴﴾ فاطر

اللہ کو کوئی چیز عاجز کرنے والی نہیں ہے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ سب کچھ جانتا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳ : قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾ آل عمران

کہو خدایا ملک کے مالک، تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے جسے چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں۔ بے جان میں سے جاندار کو نکالتا ہے اور جاندار میں سے بے جان کو۔ اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

۴ : وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ط وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾ الانعام

وہ اپنے بندوں پر کامل اختیارات رکھتا ہے اور دانا اور باخبر ہے۔

۵ : اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ط وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿۸﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿۹﴾ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ط وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ج وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ج وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ج وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ الرعد

اللہ ایک حاملہ کے پیٹ سے واقف ہے۔ جو کچھ اس میں بنتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے بھی وہ خوب جانتا ہے اور جو کچھ اس میں کمی بیشی ہوتی ہے اس سے بھی وہ باخبر رہتا ہے۔ ہر چیز کے لیے اس کے ہاں ایک مقدار مقرر ہے وہ پوشیدہ اور ظاہر ہر چیز کا عالم ہے۔ وہ بزرگ ہے اور ہر حال میں بالاتر رہنے والا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص خواہ زور سے بات کرے یا آہستہ اور کوئی رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہو یا دن کی روشنی میں چل رہا ہو، اس کے لیے سب یکساں ہیں۔ ہر شخص کے آگے اور پیچھے اس کے مقرر کیے ہوئے نگراں لگے ہوئے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف نہیں بدل دیتی۔ اور جب اللہ کسی قوم کی شامت لانے کا فیصلہ کر لے تو پھر وہ کسی کے ٹالے نہیں ٹل سکتی، نہ اللہ کے مقابلے میں ایسی قوم کا کوئی حامی و مددگار ہو سکتا ہے۔ وہی ہے جو تمھارے سامنے بجلیاں چمکاتا ہے جنھیں دیکھ کر تمھیں اندیشے بھی لاحق ہوتے ہیں، اور امیدیں بھی بندھتی ہیں۔ وہی ہے جو پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھاتا ہے۔ بادلوں کی گرج اس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور فرشتے اس کی ہیبت سے لرزتے ہوئے اس کی تسبیح کرتے ہیں وہ کڑکتی ہوئی بجلیوں کو بھیجتا ہے اور (بسا اوقات) انھیں جس پر چاہتا ہے عین اس حالت میں گرا دیتا ہے جبکہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں۔ فی الواقع اس کی چال بڑی زبردست ہے۔

۶ : يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ الرعد

اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اُمّ الکتاب اسی کے پاس ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷ : وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ الانعام

اگر اللہ تمھیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو تمہیں اس نقصان سے بچا سکے اور اگر وہ تمھیں کسی بھلائی سے بہرہ مند کرے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۸ : لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ (۵۰) الشوریٰ

اللہ زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔

۹ : اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ (۴۲) ۔ الزمر

وہ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت روحیں قبض کرتا ہے اور جو ابھی نہیں مرا ہے اس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے، پھر جس پر وہ موت کا فیصلہ نافذ کرتا ہے اسے روک لیتا ہے اور دوسروں کی روحیں ایک وقت مقرر کے لیے واپس بھیج دیتا ہے۔

۱۰ : مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷﴾ المجادلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ تین آدمیوں میں کوئی سرگوشی ہو اور ان کے درمیان چوتھا اللہ نہ ہو یا پانچ آدمیوں میں سرگوشی ہو اور ان کے اندر چھٹا اللہ نہ ہو۔ خفیہ بات کرنے والے خواہ اس سے کم ہوں یا زیادہ جہاں کہیں بھی وہ ہوں اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے، پھر قیامت کے روز ان کو بتا دے گا کہ انھوں نے کیا کچھ کیا ہے۔ اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

دراصل انسان کے دل اور زندگی میں اس حقیقت کے پوری طرح راسخ ہو جانے پر ہی دین و عقیدے کے تمام امور کا دارو مدار ہے اور یہی حقیقت انسانی زندگی کو تمام اخلاقی احساسات، محرکات اور پیمانے عطا کرتی ہے اور ان کے مطابق عمل پیرا ہونے کی بے پناہ قوت سے نوازتی ہے (اس کی تفصیل اس کتاب کے دوسرے حصہ میں حقیقتِ الوہیت پر گفتگو کرتے وقت بیان کی جاوے گی)۔

اسلامی نظریہ میں تمام مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے رابطہ و تعلق کی یہ مثبت نوعیت ہی وہ موڑ ہے جہاں سے اس سنجیدہ اور موثر دین کا راستہ تمام منفی اور نمائشی مذاہب سے جدا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے تعلق بالخلق کی اسی مثبت نوعیت کی جامعیت اور انفرادیت ہی وہ بنیادی خوبی ہے جو اسلام میں انسان کو انسانی سرگرمیوں سے آراستہ اور وابستہ رکھتی ہے اور دوسرے مذاہب و مسالک میں اس خوبی کا فقدان انسان کو اس کی جاندار سرگرمیوں سے محروم کر دیتا ہے بنا بریں اسلام اور دوسرے مسالک کے درمیان یہ بھی ایک ایسا موڑ ہے جہاں سے دونوں کے راستے ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔

اور انسان کا اپنے خدا کے متعلق تصور اور خدا کی صفات کا انسانی زندگی سے تعلق ہی وہ چیز ہے جو خدا کی عظمت اور قدر و منزلت نفسِ انسانی میں جاگزین کرتی ہے اور اسی سے انسان کی طرف سے اپنے لیے خدا کو قبول و تسلیم کرنے کی کیفیت کا تعین ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراصل ایسے دو انسانوں کی حالت اور ذہنی کیفیت ایک دُوسرے سے بہت ہی مختلف ہے جن میں سے ایک اپنے خدا کے متعلق یہ تصوّر رکھتا ہے کہ اسے نہ تو کوئی اس کی پروا ہے اور نہ اس کے وجود کا احساس یا خدا کو اس کے وجود کا مُطلقاً علم ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض فلاسفہ کا خیال ہے۔ اور دُوسرا وہ جو اس بات کو جانتا ہے بلکہ پوری طرح محسوس کرتا ہے کہ اللہ ہی اس کا خالق بھی ہے اور رازق بھی اور اس کے دنیا و آخرت کے تمام امور کا مالک و مختار اور کارساز بھی وہی ہے۔

اسی طرح ایسے دو شخصوں میں بہت فرق ہے جن میں سے ایک ایسے دو خداؤں کا پرستار ہے جو باہم لڑتے رہتے ہیں (جیسا کہ اہلِ فارس کا اپنے معبودوں کے بارے میں خیال ہے) یا متعدد اقسام کے اور ایک دوسرے سے یکسر مختلف خداؤں کی پُوجا کرتا ہے (جیسا کہ دوسرے بت پرستوں کا تصوّر ہے) اور دُوسرا ایک ایسے الٰہِ واحد سے واسطہ رکھتا ہے جس کا ارادہ بھی ایک ہے اور جس کا بھیجا ہوا منہجِ حیات بھی ایک اور جو متعیّن اور منضبط طریقہ پر خود اپنے بندوں کو تعلیم دیتا ہے کہ کون سی بات مجھے پسند ہے جس کو بروئے کار لانے سے میری رضا حاصل ہوگی اور کون سی بات مجھے ناپسند ہے اور اس کے ارتکاب پر میں ناراض ہوتا ہوں۔

بعینہٖ ایسے دو انسانوں کے درمیان بھی بڑا فرق ہے جن میں ایک اپنے خدا کے بارے میں یہ تصور رکھتے ہُوئے اس کی پرستش کرتا ہے کہ وہ شہوت پرست ہے، مغرور اور متکبّر ہے، ظالم اور ناعاقبت اندیش ہے اور اس کی خواہشات ہر وقت بدلتی رہتی ہیں جیسا کہ یُونانیوں کے خیال کے مُطابق ان کا دیوتا زیوس (ZEUS) یا جوپیٹر (JUPITER) ہے جس کی تصویر وہ خود اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ وہ کینہ پرور، سخت جھگڑالو، کھانے پینے کا رسیا اور عاشق مزاج ہے اور دوسرے دیوتاؤں اور مخلوق کے معاملات سے صرف اسی قدر سروکار رکھتا ہے جتنا اس کے اقتدار کی حفاظت کے لیے ضروری ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جس کی بنا پر وہ اپنی سرمستیوں میں ڈوبا رہے اور سرکشی جاری رکھ سکے۔ ان کے خیال کے مطابق ایک مرتبہ وہ طب کے دیوتا "اسقولاپ" سے اس وجہ سے ناراض ہو گیا کہ وہ مریضوں کا کامیاب علاج کیا کرتا تھا جس کے نتیجہ میں زیوس اس ٹیکس سے محروم ہو گیا جو وہ مرنے والوں کی ان ارواح سے وصول کیا کرتا تھا جو دنیا سے جہنم کو سدھارتی تھیں اور پرومیتھوس (PROMETHEUS) سے (جو ان کے خیال میں علم و صنعت کا دیوتا ہے) اس بنا پر ناراض ہو گیا کہ اس نے انسان کو یہ راز بتا دیا تھا کہ آگ سے صنعت و حرفت میں کام لیا جا سکتا ہے اور علم کے ذریعہ سے ایسی طاقت حاصل کی جا سکتی ہے جو دیوتاؤں کی طاقت کے ہم پلّہ ہو۔ چنانچہ پرومیتھوس سے ناراض ہو کر زیوس اس کے لیے دائمی عذاب کا فیصلہ صادر کر دیتا ہے اور محض اس کی موت پر ہی اسے دیوتاؤں کے مقدس وطن سے جلاوطن کرنے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ نئی نئی قسم کی سزائیں اختراع کر کے آزمانے میں فن کاری سے کام لیتا ہے۔ اسی غرض سے اسے ایک دُور اُفتادہ پہاڑ پر قید میں ڈال دیتا ہے اور اس پر شکاری پرندوں کو چھوڑ دیتا ہے جو دن بھر اس کا جگر نوچتے رہتے ہیں۔ رات کے وقت اس کا جسم پھر صحیح سالم ہو جاتا ہے تاکہ سورج طلوع ہونے کے بعد شکاری پرندے پھر اس کی جگر کاوی کریں یہ دیوتا اسی طرح عذاب دائمی کا تختہ مشق بنا رہتا ہے نہ اس کے حق میں کسی کی سفارش قبول ہوتی ہے اور نہ دعا کام دیتی ہے[1]۔ "زیوس" اپنی بیوی "ہیرہ" کو بھی دھوکہ دیتا رہتا تھا اور سورج دیوتا کو بہلانے پھسلانے کے لیے اس کے مطلع میں بادل دیوتا کو بھیجا کرتا تھا اس ڈر سے کہ کہیں زیوس کی بیوی جو اس پر تاؤ کھائے بیٹھی تھی دن طلوع ہوتے ہی نہ ٹپک پڑے اور اولمپیا کے تخت پر اسے اپنی معشوقاؤں کے درمیان بیٹھے ہوئے اچانک نہ پکڑ لے[2]۔

---

[1] اقتباس از کتاب "حقائق الاسلام و اباطیل خصومہ" مصنفہ استاذ عقاد۔ ص ۴۰ مصنف

[2] مذکورہ بالا کتاب سے اقتباس۔ مصنف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے کہ ایسے شخص میں جو مذکورہ بالا اوصاف رکھنے والے خدا کو مانتا ہے اور اس سے اخلاق و عادات اخذ و قبول کرتا ہے اور اس شخص میں جس کا واسطہ و تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے جو عادل اور رحیم و کریم ہے جو ہر قسم کی بے حیائی اور بد اخلاقی کی باتوں کو خواہ کھلی ہوں یا چھپی ناپسند کرتا ہے، بدی اور برائی سے منع فرماتا ہے اور توبہ کرنے والوں اور طہارت اختیار کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

آخر میں ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ایسے دو شخصوں کے درمیان تو ناقابلِ عبور فرق اور فاصلہ ہے جن میں سے ایک شخص فطرت (NATORE) کو خدا مانتا ہے جب کہ یہ خدا کو نگا اور بہرہ ہے جو نہ کسی عقیدے کا مطالبہ کرتا ہے، شعار کا نہ اس کا کوئی منہاجِ عمل ہے اور نہ نظامِ حیات، نہ اس کے پاس آداب و اخلاق ہیں، نہ زندگی کی بود و باش کے طریقے، اسے تو اپنے پرستار کے وجود ہی کا احساس نہیں ہے بلکہ چونکہ اس کے پاس قوائے مدرکہ سرے سے موجود ہی نہیں ہیں اس لیے وہ نہ کچھ محسوس کرتا ہے نہ کچھ سوچتا ہے، نہ خیر و شر میں امتیاز کر سکتا ہے اور نہ نیکی اور بدی پر احتساب..... اور دوسرا وہ جو یہ بات خوب جانتا ہے کہ اس کا خدا اللہ ہے جو زندہ جاوید اور ازلی ابدی ہے جو خود بے نیاز ہے لیکن سب اپنی حاجتوں میں اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ایسا نگرانی فرمانے والا جو ذرا غافل نہیں ہوتا، ایسا حساب لینے والا جو کوئی چیز نہیں بھولتا، ایسا عادل جو کسی حالت میں ظلم روا نہیں رکھتا، ایسا رحم فرمانے والا جو ہر مجبور و لاچار کی فریاد سنتا ہے اور اس کی تکلیف دور فرماتا ہے الغرض اور بھی جتنے جناب باری تعالیٰ کے اسماء و صفات حسنہ ہیں۔

درحقیقت یہ دونوں صورتیں ایک دوسرے سے بہت ہی مختلف ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس خصوصیت ایجابیت کو اسلامی نظریہ میں بڑی قدر و قیمت اور بہت ہی اہمیت حاصل ہے اور اسلام نے اس حقیقت کو مسلمانوں کے ذہن و تصور میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُجاگر اور راسخ کرنے اور اللہ تعالےٰ کے وجود کو ان کی زندگی میں جاگزین کرنے اور ان کی زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی کرنے اور اس میں گہرا اتارنے کی طرف بہت زیادہ توجہ دی ہے۔

قرنِ اول کا اسلامی معاشرہ جو وحیِ الٰہی کے زیرِ سایہ پروان چڑھا تھا اور وحی ان کی واقعاتی زندگی سے گہرا تعلق اور مسلسل رابطہ رکھتی تھی اور ان کے دل کے وسوسوں تک سے باخبر اور مربوط رہتی تھی۔ ان کی زندگی اس حقیقت کی زندہ مثالیں اور عملی ثبوت پیش کرتی ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے معاملات میں علانیہ مداخلت فرماتا ہے، ان کے روزمرّہ کے حالات، ذاتی اُمور اور انفرادی اور اجتماعی زندگی کے مسائل کو ہر لحظہ دیکھتا اور سُنتا رہتا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت علانیہ طور پر ایک چھوٹے سے غریب اور غم زدہ خاندان کے مسئلہ کی طرف مبذول ہوتی ہے اور اس میں مداخلت فرما کر میاں بیوی کے قضیہ کا فیصلہ صادر فرماتی ہے جبکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اس سلسلہ میں ابھی کوئی رائے قائم نہ فرما سکے تھے۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝۱ المجادلہ

اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے۔ وہ سب کچھ سُننے اور دیکھنے والا ہے۔

اسی طرح ایک غریب اور نابینا شخص حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برتاؤ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی مداخلت کا نقشہ قرآن مجید نے بہت خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔ مُلاحظہ کیجیے:

عَبَسَ وَتَوَلّٰۤى ۝۱ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝۲ وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّهٗ یَزَّكّٰۤى ۝۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ﴿۶﴾ وَمَا
عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ﴿۸﴾ وَهُوَ يَخْشٰى ﴿۹﴾ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ﴿۱۰﴾
كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۱۲﴾ عبس

تُرش رُو ہُوا اور بے رُخی برتی اس بات پر کہ وہ اندھا اس کے پاس آگیا۔
تمھیں کیا خبر شاید وہ سُدھر جائے یا نصیحت پر دھیان دے اور نصیحت کرنا
اس کے لیے نافع ہو؟ جو شخص بے پروائی برتتا ہے اس کی طرف تو تم توجّہ
دیتے ہو، حالانکہ اگر وہ نہ سُدھرے تو تم پر اس کی کیا ذمّہ داری ہے؟ اور
جو خود تمھارے پاس دوڑا چلا آتا ہے اور وہ ڈر رہا ہوتا ہے اس سے تم
بے رُخی برتتے ہو، ہرگز نہیں۔ یہ تو ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے
اسے قبول کرے۔

جناب باری تعالیٰ کی یہ مداخلت بڑے بڑے واقعات اور معاملات میں
بھی اسی انداز میں نظر آتی ہے۔ مثلاً ہجرت کے معاملہ میں ارشاد ہوتا ہے:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ
اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ
سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ
وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾ التوبہ

تم نے اگر نبیؐ کی مدد نہ کی تو کچھ پروا نہیں، اللہ اس کی مدد اس وقت کر چکا
ہے جب کافروں نے اسے نکال دیا تھا، جب وہ صرف دو میں کا دوسرا
تھا، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا
کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے اس وقت اللہ نے اس پر اپنی طرف
سے سکونِ قلب نازل کیا، اور اس کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تم کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر نہ آتے تھے اور کافروں کا بول نیچا کر دیا اور اللہ کا بول تو اونچا ہی ہے، اللہ زبردست اور دانا و بینا ہے۔

اسی طرح "بدر" کے موقع پر ارشاد ہوتا ہے:

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ⑥ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ⑦ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ⑧ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ⑨ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ⑩ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ⑪ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ⑫ الانفال

جیسے کہ جب تیرا رب تجھے حق کے ساتھ تیرے گھر سے نکال لایا تھا اور مومنوں میں سے ایک گروہ کو یہ سخت ناگوار تھا، وہ حق کے معاملہ میں تجھ سے جھگڑ رہے تھے درانحالیکہ وہ صاف صاف نمایاں ہو چکا تھا۔ ان کا حال یہ تھا کہ گویا وہ آنکھوں دیکھے موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں۔ یاد کرو وہ موقع جب کہ اللہ تم سے وعدہ کر رہا تھا کہ دونوں گروہوں میں سے ایک تمہیں مل جائے گا۔ تم چاہتے تھے کہ کمزور گروہ تمہیں ملے۔ مگر اللہ کا ارادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تھا کہ اپنے ارشادات سے حق کو حق کر دکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے تاکہ حق حق ہو کر رہے اور باطل باطل ہو کر رہ جائے خواہ مجرموں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔ اور وہ موقع جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے۔ جواب میں اس نے فرمایا کہ میں تمھاری مدد کے لیے پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں۔ یہ بات اللہ نے تمھیں صرف اس لیے بتا دی کہ تمھیں خوشخبری ہو اور تمھارے دل اس سے مطمئن ہو جائیں ورنہ مدد تو جب بھی ہوتی ہے اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ یقیناً اللہ زبردست اور دانا ہے اور وہ وقت جبکہ اللہ اپنی طرف سے غنودگی کی شکل میں تم پر اطمینان اور بے خوفی کی کیفیت طاری کر رہا تھا اور آسمان سے تمھارے اوپر پانی برسا رہا تھا کہ تمھیں پاک کر دے اور تم سے شیطان کی ڈالی ہوئی نجاست دور کرے اور تمھاری ہمت بندھائے اور اس کے ذریعہ سے تمھارے قدم جما دے اور وہ وقت جبکہ تمھارا ربّ فرشتوں کو اشارہ کر رہا تھا کہ میں تمھارے ساتھ ہوں تم اہلِ ایمان کو ثابت قدم رکھو میں ابھی کافروں کے دلوں میں رُعب ڈالے دیتا ہوں پس تم ان کی گردنوں پر ضرب اور جوڑ جوڑ پر چوٹ لگاؤ۔

اسی طرح کی مداخلت غزوۂ احد میں نظر آتی ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِىْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۱۵۳ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى
طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ
ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ط يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ط قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ
كُلَّهٗ لِلّٰهِ ط يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ط يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ
الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ط قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ
عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا
فِيْ قُلُوْبِكُمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۱۵۴ آل عمران

اللہ نے (تائید و نصرت کا) جو وعدہ تم سے کیا تھا وہ تو اس نے پورا کر دیا۔
ابتدا میں تم اس کے حکم سے ہی ان کو قتل کر رہے تھے۔ مگر جب تم نے کمزوری
دکھائی اور اپنے کام میں باہم اختلاف کیا اور جونہی کہ وہ چیز اللہ نے تمھیں
دکھائی جس کی محبت میں تم گرفتار تھے (یعنی مالِ غنیمت) تم اپنے سردار کے حکم
کی خلاف ورزی کر بیٹھے۔ اس لیے کہ تم میں سے کچھ لوگ دُنیا کے طالب
تھے اور کچھ آخرت کی خواہش رکھتے تھے۔ تب اللہ نے تمھیں کافروں
کے مقابلہ میں پسپا کر دیا تاکہ تمھاری آزمائش کرے۔ اور حق یہ ہے کہ اللہ
نے پھر بھی تمھیں معاف ہی کر دیا کیونکہ مومنوں پر اللہ بڑی نظرِ عنایت رکھتا
ہے۔ یاد کرو جب تم بھاگے چلے جا رہے تھے کسی کی طرف پلٹ کر دیکھنے
تک کا ہوش تمھیں نہ تھا اور رسولؐ تمھارے پیچھے تم کو پکار رہا تھا۔ اس
وقت تمھاری اس روش کا بدلہ اللہ نے تمھیں یہ دیا کہ تم کو رنج پر رنج
دیے تاکہ آئندہ کے لیے تمھیں یہ سبق ملے کہ جو کچھ تمھارے ہاتھ سے
جائے یا جو مصیبت تم پر نازل ہو اس پر ملول نہ ہو۔ اللہ تمھارے
سب اعمال سے باخبر ہے۔ اس غم کے بعد پھر اللہ نے تم میں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ لوگوں پر ایسی اطمینان کی سی حالت طاری کر دی کہ وہ اونگھنے لگے مگر ایک دوسرا گروہ جس کے لیے ساری اہمیّت بس اپنے مفاد ہی کی تھی اللہ کے متعلق طرح طرح کے جاہلانہ گمان کرنے لگا جو سراسر خلافِ حق تھے۔ یہ لوگ اب کہتے ہیں کہ اس کام کے چلانے میں ہمارا بھی کوئی حصّہ ہے؟ ان سے کہو (کسی کا کوئی حصہ نہیں) اس کام کے سارے اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں، دراصل یہ لوگ اپنے دلوں میں جو بات چھپائے ہوئے ہیں اسے تم پر ظاہر نہیں کرتے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ اگر (قیادت کے) اختیارات میں ہمارا کچھ حصہ ہوتا تو یہاں ہم نہ مارے جاتے۔ ان سے کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن لوگوں کی موت لکھی ہوئی تھی وہ خود اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے۔ اور یہ معاملہ جو پیش آیا یہ تو اس لیے تھا کہ جو کچھ تمھارے سینوں میں پوشیدہ ہے اللہ اسے آزمالے اور جو کھوٹ تمھارے دلوں میں ہے اسے چھانٹ دے اللہ دلوں کا حال خوب جانتا ہے۔

الغرض اللہ تعالےٰ کی یہ عنایت و مداخلت مسلمانوں کے تمام بڑے اور اہم مواقع پر اسی انداز میں نظر آتی ہے اور یہ مثبت توجّہ اور دخل اندازی محض مسلمانوں کی اسی جماعت کے مسائل و معاملات تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان بندہ نوازی ہے جو ہر موقعہ، ہر معاملہ اور ہر حال میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اسی سلسلہ کی کڑی وہ خبر گیری اور دخل اندازی ہے جو دوسرے انبیاء و رسل علیہم السلام کے معاملات میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ظہور پذیر ہوتی رہی اور جس کا ذکر قرآن مجید میں خود جناب باری تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کے لیے فرمایا ہے فرعون اور آلِ فرعون کے ساتھ موسیٰ علیہ السّلام کو جو حالات و واقعات پیش آئے وہ بھی اللہ تعالےٰ کی اسی براہِ راست اور نمایاں نظر آنے والی مداخلت کی منظر کشی کرتے ہیں۔

ملاحظہ کیجیے :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ
عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ
يَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ
اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي
الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ﴿۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى
اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ
اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷﴾ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ
لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۸﴾ وَقَالَتِ
امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ
وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹﴾ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ
اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۚ فَبَصُرَتْ
بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ
هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى
اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا
يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ القصص

ہم موسیٰ اور فرعون کا کچھ حال ٹھیک ٹھیک تمھیں سناتے ہیں ایسے لوگوں کے
فائدے کے لیے جو ایمان لائیں۔ واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے زمین میں سرکشی
کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں سے ایک گروہ کو
وہ ذلیل کرتا تھا اس کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا اور اس کی لڑکیوں کو جیتا رہنے
دیتا تھا۔ فی الواقع وہ مفسد لوگوں میں سے تھا۔ اور ہم یہ ارادہ رکھتے تھے، کہ
مہربانی کریں ان لوگوں پر جو زمین میں ذلیل کر کے رکھے گئے تھے اور انھیں پیشوا بنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیں اور انہی کو وارث بنائیں اور زمین میں ان کو اقتدار بخشیں اور ان سے فرعون و ہامان اور ان کے لشکروں کو وہی کچھ دکھلا دیں جس کا انھیں ڈر تھا۔ ہم نے موسیٰ کی ماں کو اشارہ کیا کہ اس کو دُودھ پلا پھر جب تجھے اس کی جان کا خطرہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور کچھ خوف اور غم نہ کر ہم اسے تیرے ہی پاس واپس لے آئیں گے اور اس کو پیغمبروں میں شامل کریں گے۔ آخر کار فرعون کے گھر والوں نے اسے (دریا سے) نکال لیا تاکہ وہ ان کا دشمن اور ان سب کے لیے سببِ رنج بنے واقعی فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر (اپنی تدبیریں) بڑے غلط کار تھے۔ فرعون کی بیوی نے (اس سے) کہا یہ میرے اور تیرے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو کیا عجب کہ یہ ہمارے لیے مُفید ثابت ہو یا ہم اسے بیٹا ہی بنا لیں اور وہ (انجام سے) بے خبر تھے۔ ادھر مُوسیٰؑ کی ماں کا دل اُڑا جا رہا تھا۔ وہ اس کا راز فاش کر بیٹھتی اگر ہم اس کی ڈھارس نہ بندھا دیتے تاکہ وہ (ہمارے وعدے پر) ایمان لانے والوں میں سے ہو۔ اس نے بچّے کی بہن سے کہا کہ اس کے پیچھے پیچھے جا۔ چنانچہ وہ الگ سے اس کو اس طرح دیکھتی رہی کہ (دشمنوں کو) اس کا پتہ نہ چلا۔ اور ہم نے بچّے پر پہلے ہی دُودھ پلانے والیوں کی چھاتیاں حرام کر رکھی تھیں۔ (یہ حالت دیکھ کر) اس لڑکی نے ان سے کہا میں تمھیں ایسے گھر کا پتہ بتاؤں جس کے لوگ اس کی پرورش کا ذمّہ لیں اور خیر خواہی کے ساتھ اسے رکھیں اس طرح ہم مُوسیٰؑ کو اس کی ماں کے پاس پلٹا لائے۔ تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غمگین نہ ہو اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچّا تھا مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

اسی طرح نوح علیہ السّلام کے واقعہ میں ارشاد ہوتا ہے :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَّازْدُجِرَ ﴿۹﴾
فَدَعَا رَبَّهٗ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴿۱۰﴾ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿۱۱﴾
وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿۱۲﴾ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ
اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾ القمر

ان سے پہلے نوحؑ کی قوم جھٹلا چکی ہے۔ انھوں نے ہمارے بندے کو جھوٹا قرار دیا اور کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور وہ بُری طرح جھڑکا گیا۔ آخر کار اس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ میں مغلوب ہو چکا اب تو ان سے انتقام لے۔ تب ہم نے موسلا دھار بارش سے آسمان کے دروازے کھول دیے اور زمین کو پھاڑ کر چشموں میں تبدیل کر دیا۔ اور یہ سارا پانی اس کام کو پورا کرنے کے لیے مل گیا جو مقدر ہو چکا تھا۔ اور نوحؑ کو ہم نے ایک تختوں اور کیلوں والی پر سوار کر دیا جو ہماری نگرانی میں چل رہی تھی۔ یہ تھا بدلہ اس شخص کی خاطر جس کی ناقدری کی گئی تھی۔

اسی توجّہ و عنایت کی جھلک ابراہیم علیہ السّلام کے واقعہ میں بھی نظر آتی ہے، ملاحظہ کیجیے:

وَقَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ
بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾ وَ
نَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ ..... وَجَعَلْنٰهُمْ
اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ
وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ الانبیاء

انھوں نے کہا جلا ڈالو اس کو اور حمایت کرو اپنے خداؤں کی اگر تمھیں کچھ کرنا ہے۔ ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا ابراہیم پر، وہ چاہتے تھے کہ ابراہیم کے ساتھ بُرائی کریں مگر ہم نے ان کو بُری طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناکام کر دیا۔ اور ہم اسے اور لُوط ؑ کو بچا کر اس سرزمین کی طرف نکال لے گئے جس میں ہم نے دنیا والوں کے لیے برکتیں رکھی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ اور ہم نے ان کو امام بنا دیا جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے اور ہم نے انھیں وحی کے ذریعہ نیک کاموں کی اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی ہدایت کی اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔

یہی توجہ اور عنایت ہمیں پُوری کائنات اور ساری مخلوقات اور ذی حیات کے معاملہ میں نظر آتی ہے۔ ملاحظہ کیجئے :

۱ : اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ فاطر

حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کو ٹل جانے سے روکے ہوئے ہے اور وہ ٹل جائیں تو اللہ کے بعد کوئی دوسرا تھامنے والا نہیں ہے بے شک اللہ بڑا حلیم اور درگزر فرمانے والا ہے۔

۲ : اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَاۗءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ النحل

کیا ان لوگوں نے کبھی پرندوں کو نہیں دیکھا کہ فضائے آسمانی میں کس طرح مُسخّر ہیں اللہ کے سوا کس نے ان کو تھام رکھا ہے اس میں بہت نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔

۳ : وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۡ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ العنکبوت

کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے اللہ ان کو رزق دیتا ہے اور تمہارا رازق بھی وہی ہے جو سب کچھ سُنتا اور جانتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ : اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ الواقعہ

کبھی تم نے سوچا یہ بیج جو تم بوتے ہو ان سے کھیتیاں تم اگاتے ہو یا اگانے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو ان کھیتیوں کو بھُس بنا کر رکھ دیں اور تم طرح طرح کی باتیں بناتے رہ جاؤ کہ ہم پر تو الٹی چٹی پڑ گئی بلکہ ہمارے تو نصیب ہی پھوٹے ہوئے ہیں۔ کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا یہ پانی جو تم پیتے ہو اسے تم نے بادل سے برسایا ہے یا اسے برسانے والے ہم ہیں؟ ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری بنا کر رکھ دیں پھر کیوں تم شکر گزار نہیں ہوتے؟ کبھی تم نے خیال کیا کہ یہ آگ جو تم سُلگاتے ہو اس کا درخت تم نے پیدا کیا ہے یا اس کے پیدا کرنے والے ہم ہیں؟ ہم نے اس کو یاد دہانی کا ذریعہ اور حاجت مندوں کے لیے سامانِ زیست بنایا ہے۔

۵ : اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ الرعد

کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم اس سرزمین پر چلے آ رہے ہیں اور اس کا دائرہ ہر طرف سے تنگ کرتے چلے آتے ہیں؟ اللہ حکومت کر رہا ہے کوئی اس کے فیصلوں پر نظرِ ثانی کرنے والا نہیں ہے اور اسے حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی۔

بلکہ قرآن مجید تو پورے کا پورا اللہ تعالیٰ کے اپنی مخلوق کے ساتھ اسی ایجابی رابطے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کائنات کے معاملات میں مثبت فعل و اختیار کی منظر کشی ہے۔ اور توحید کے بعد یہ ایجابیت ہی اسلامی نظریہ کی وہ بنیاد ہے جس میں توحید کی حقیقت جلوہ گر نظر آتی ہے۔ کیونکہ اسلامی توحید اسی لحاظ سے منفرد ہے کہ یہ دراصل فعل و اختیار اور موثریت کی ہی وحدت ہے یہ وہ مجرّد اور منفی توحید نہیں ہے جس کا تصور "ارسطو" اور "افلوطین" نے پیش کیا ہے۔

دراصل قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے دلوں میں اسی حقیقت کے راسخ اور جاگزین ہونے کا نتیجہ تھا کہ وہ معاشرہ ایک ایسا ممتاز معاشرہ بن گیا جو پوری انسانی تاریخ میں علی الاطلاق اور بلا استثناء بے نظیر و بے مثال ہے۔ انھوں نے اس حقیقت کو خود میں پوری طرح رچا بسا لیا تھا۔ یہ حقیقت ان کے دلوں میں دن رات اور صبح و مسا اسی طرح زندہ رہتی تھی جس طرح ان کی روزمرّہ کی حسی زندگی گذر رہی تھی وہ اس انداز سے زندہ تھے کہ اپنے دلوں میں اور اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے وجود کو چھونے اور دیکھنے سے بھی زیادہ گہرا محسوس کرتے تھے اور اللہ کے زیرِ سایہ اور اسی کی پناہ میں زندگی گزار رہے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نظروں کے سامنے اور اس کی حفاظت میں زندہ تھے اور اپنے ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں اس کے دستِ قدرت کو اثر انداز اور دخیل ہوتا ہوا محسوس کرتے تھے۔ اللہ ان کی غلطیوں کی اصلاح فرماتا تھا اور ہر طرح ان کی حفاظت اور رہنمائی فرماتا تھا۔ ان کے ہر چھوٹے بڑے معاملہ سے باخبر رہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں میں احساس اور اطمینان کی دوگونہ کیفیت بیک وقت کارفرما رہتی تھی۔ ہر وقت چوکنا بھی رہتے تھے اور پُرسکون بھی؛ ان کی زندگیاں توکل اور جہد للعمل اُمید و بیم، عجز و فروتنی اور عزّت و شوکت کا حسین امتزاج تھیں۔ عجز و فروتنی اللہ کے آگے اور عزّ و افتخار اللہ کی وجہ سے اسی طرح ان میں انکسار و خاکساری بھی تھی اور علو و غلبہ بھی انکسار و خاکساری اللہ کے لیے اور غلبہ و علو دشمنانِ خدا کے لیے۔ یہی وجہ ہے کہ ان سے اللہ نے اس زمین کی اصلاح و تعمیر اور رفعت و پاکیزگی کا وہ کام لیا جو تاریخِ انسانی میں نہ پہلے کبھی ہوا اور نہ بعد میں ہو سکا (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظریہ میں خاصیتِ ایجابیت کا دُوسرا پہلو کائنات کے اندر انسان کی مثبت اور موثر کارکردگی کا ہے بالخصوص ایک مومن کا اپنی حقیقی زندگی میں اس دین و عقیدے کو عملاً بروئے کار لانے کا پہلو۔

درحقیقت اسلامی نظریہ مسلمان کے دل میں اس وقت تک پُوری طرح جاگزین نہیں ہوتا جب تک وہ اس کے احکام و تعلیمات کو اپنی زندگی میں عملی شکل دینے کے لیے اقدام اور جدّوجہد نہیں کرتا اور جب تک اپنی ذات کو واقعی طور پر اسلام کے مطابق بنا لینے کی کوشش نہیں کرتا بعینہٖ اس دین پر ایمان رکھنے والے شخص کے دل میں ایمان اس وقت تک راسخ نہیں ہوسکتا جب تک وہ یہ بات محسوس نہ کرنے لگے کہ وہ خود ایک مؤثر عملی قوّت ہے جو اپنی ذات پر بھی اثر انداز اور فعال ہے اور اپنے اردگرد کی اس کائنات کے اُوپر بھی کارگزار و کارفرما ہے۔

دراصل اسلامی نظریہ کوئی منفی نظریہ نہیں ہے جو صرف دل یا دماغ میں سمایا رہے اور کسی نظریاتی مثالیہ یا کسی صوفی کے رُوحانی وجدان کی صورت میں دل یا دماغ کی دنیا میں موجود رہنے پر قناعت کرے بلکہ یہ نظریہ تو پہلے مرحلہ میں مطلوبہ حقائق کی منصُوبہ بندی کرتا ہے اور پھر ان حقائق کو منصُوبہ کے مطابق خارجی دُنیا میں بروئے کار لانے کا تعمیری اور تخلیقی عمل ہے اور جب تک یہ ٹھوس حقائق منصُوبہ کے مُطابق وقوع پذیر نہ ہوں اس منصُوبہ کی اپنی حیثیت اور قیمت اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ وہ ایک وقتی اور عارضی جذبہ ہے جس میں حقیقت کا رُوپ اختیار کرنے کا تقاضا موجود نہیں ہے۔

بعینہٖ یہی چیز اسلامی نظریہ مسلمان کے ذہن و شعور میں اُجاگر کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان اپنے دل و ضمیر کی گہرائی میں ایک شدید انگیخت محسوس کرتا رہتا ہے جو اسے اپنے نظریات کو حقیقی دنیا میں عملاً بروئے کار لانے کے لیے مسلسل بے چین اور اس وقت تک بیدار و چوکنا رکھتی ہے حتیٰ کہ وہ پُوری طرح اس مثبت اور تعمیری عمل کے لیے تیار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوکر اپنی تمام ایمانی قوت اس عمل میں خرچ نہیں کر دیتا اور واقعتاً ایسی صورت حال وجود میں نہیں لے آتا جس کی بنا پر یہ عقیدہ لوگوں کی زندگی میں پوری طرح مثالی شکل میں نظر آنے لگے۔

قرآن مجید میں جس مقام پر بھی ایمان یا مومنوں کا ذکر کیا گیا ہے اس کے ساتھ عمل کا ذکر موجود ہے اس لیے کہ عمل ہی دراصل ایمان کی حقیقی شکل وصورت ہے۔ کیونکہ بات صرف احساسات پیدا کرنے کی نہیں ہے بلکہ مقصود ایسے احساسات پیدا کرنا ہے جو ایک تحریک کی صورت میں ڈھل جائیں اور جس کے نتیجہ میں زندگی فی الواقع اسلامی منصوبہ یا اسلامی نظریہ کے مطابق شکل وصورت اختیار کرے۔ ملاحظہ کیجیے:

۱: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ الحجرات

حقیقت میں تو مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر انھوں نے کوئی شک نہ کیا اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی سچے لوگ ہیں۔

۲: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ النور

اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے۔ ان کے لیے ان کے اُس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے اور ان کی (موجودہ) حالتِ خوف کو امن سے بدل دے گا۔ بس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔

۳ : كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط (۱۱۰) اٰل عمران

اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

۴ : فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ج فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ (۱۹۵) اٰلِ عمران

جواب میں ان کے رب نے فرمایا میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں۔ خواہ مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو لہٰذا جن لوگوں نے میری خاطر اپنے وطن چھوڑے اور جو میری راہ میں اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور میرے لیے لڑے اور مارے گئے ان سب کے قصور معاف کر دوں گا اور انھیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ ان کی جزا ہے اللہ کے ہاں اور بہترین جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔

۵ : وَالْعَصْرِ ① اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ② اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ③ العصر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانے کی قسم، انسان درحقیقت بڑے خسارے میں ہے سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

چنانچہ اسلامی نظریہ کے مطابق کسی ایسے ایمان کا وجود نہیں جو محض وجدانی احساس یا ذہنی تصوّر بن کر رہ جائے اور حقیقی زندگی پر اس کے اثرات ظاہر نہ ہوں اسی طرح اسلامی نقطۂ نگاہ سے ایمان وہ بھی نہیں ہے جو محض مظاہرِ عبادت بن کر رہ جائے اور اس کے ساتھ ایسا عمل نہ پیدا ہو جو زندگی کے پورے اسلوب کو اسی کے رنگ میں رنگ کر شریعت کے آگے سرنگوں نہ کر دے۔

علاوہ ازیں ایک مسلمان کے دل میں اس کا اسلامی ذہن و شعور از خود یہ احساس پیدا کر دیتا ہے کہ وہ شخص جس سے اس دینِ حق کی شہادت ادا کرنے کا مُطالبہ کیا گیا ہے وہ خود اس کی اپنی ذات ہے اور اس وقت تک نہ تو اس کے ضمیر کو چین آتا ہے نہ اس کا دل مطمئن ہوتا ہے اور نہ وہ یہ محسوس کر سکتا ہے کہ اس نے اللہ کے اس احسان کا حق ادا کر دیا ہے (جو اس نے اسلام کی نعمت عطا فرما کر اس پر کیا ہے اور محض جس کی وجہ سے اسے یہ توقع ہے کہ دنیا اور آخرت میں عذابِ الٰہی سے نجات پا جائے گا) جب تک وہ اس شہادت کو ادا کرنے کے سلسلہ میں اپنے جان و مال اور جدّ و جہد کی تمام ذمّہ داریاں مکمل طور پر پوری نہیں کرتا۔[1]

ملاحظہ کیجیے:

۱: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (ط ۱۴۳) البقرہ

اور اسی طرح تو ہم نے تمھیں ایک "اُمتِ وسط" بنایا ہے تاکہ تم دُنیا کے

---

[1] اس سلسلہ میں مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی طیب الرحمۃ (مؤسس جماعت اسلامی پاکستان) کے رسالہ "شہادتِ حق" کا مطالعہ کیجیے۔ (مُصنّف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں پر گواہ ہو اور رسولؐ تم پر گواہ ہو۔

۲: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ط (۱۴۰) البقرہ

اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جس کے ذمّے اللہ کی طرف سے ایک گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے۔

مسلمان سب سے پہلے یہ شہادت اپنی ذات پر ادا کرتا ہے اور وہ اس طرح کہ اپنی انفرادی زندگی کی سرگرمیوں کے ایک ایک جزو کو مکمل طور پر اس نظریہ کے تقاضوں کے مطابق بنا لیتا ہے جس پر وہ ایمان رکھتا ہے کیونکہ مسلمان کی زندگی کی ایک حرکت بھی ایسی نہیں ہے جس میں اس سے دینِ حق کی شہادت دینے کا مطالبہ نہیں کیا گیا۔ اور شہادت بھی محض زبانی یا دل سے نہیں بلکہ ایسے عمل سے جو اس کے ایمان کی تصدیق کرے اور وہ دیکھنے والوں کے لیے اپنے دین و عقیدے کا نمونہ بن جائے جس کی وجہ سے خارجی دنیا میں اور انسانوں کے دلوں میں اس کے نظریہ کے آثار نمایاں نظر آنے لگیں۔

دوسرے مرحلہ میں مسلمان اس شہادت کا حق اس طرح ادا کرتا ہے کہ اسے دوسروں تک پہنچا کر انھیں یہ منہج حیات قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے اور مسلمان بہت سے محرکات کے زیرِ اثر مجبور ہے کہ راہِ دعوت و تبلیغ پر جم کر چلتا رہے۔ ان میں سے پہلا محرّک یہ ہے کہ تبلیغ و دعوت کے ذریعہ سے ہی مسلمان ادائے شہادت کی ذمّہ داری پوری کر کے اللہ تعالیٰ کی بازپرس سے نجات پا سکتا ہے اور اسی طرح اللہ کے اس احسان کا حق ادا کر سکتا ہے جو اللہ نے اسے اسلام کی ہدایت دے کر کیا ہے۔ دوسرا محرک انسانوں کی بھلائی چاہنے کا جذبہ ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ انھیں اس خیر کی طرف بلایا جائے جس کی ہدایت خود اسے حاصل ہو چکی ہے اور جسے یہ محض اپنی ذات یا اپنے خاندان اپنے قبیلے اپنی قوم اور اپنی نسل کے لیے روک کر نہیں رکھ سکتا ہے کیونکہ اسے اپنے اسی نظریہ سے یہ تعلیم ملی ہے کہ تمام انسان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ تیسرا محرّک مسلمان کا یہ شعور ہے کہ اگر لوگ گمراہی میں مبتلا رہے تو اس کی ذمّہ داری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود اس کی ذات پر ہو گی جب تک وہ جو کچھ خود جانتا ہے اور جو حق اس پر واضح ہو چکا ہے اسے ان کے سامنے پیش نہیں کر دے گا اور یہ اس قدر عظیم ذمہ داری ہے جس کے بوجھ تلے دب کر اس کا ضمیر کچل جائے گا اور کندھے جھک جائیں گے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ یہ انبیاء و رسل علیہم السّلام کی وہ ذمہ داری ہے جس کے سلسلہ میں ان کے بعد ان کا نائب و وارث مسلمان ہے اور اگر اس ذمہ داری کو پورا نہیں کرے گا تو جواب دِہ ہو گا۔ ملاحظہ کیجئے:

۱: رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ ۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ (۱۶۵) النساء

یہ سارے رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان کے مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی حُجّت نہ رہے۔

۲: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ بنی اسرائیل

اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لیے) ایک پیغام بر نہ بھیج دیں۔

اور آخری مرحلہ میں مسلمان یہ شہادت اس طرح ادا کرتا ہے کہ وہ منہج الٰہی کو لوگوں کی زندگی میں حقیقی طور پر نافذ کرنے اور ایسا نظام قائم کرنے کے لیے جو اس نظریہ میں سے جنم لیتا ہے عملاً جدّوجہد کرتا ہے۔ اور پھر انسانی معاشرے کی زندگی کو اس نظام کی بنیاد پر اس انداز سے قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ نظریہ ہی درحقیقت اس دنیا کی تعمیر و تخلیق ہے جس کو پیدا کرنا اور حقیقتاً منصّہ شہود پر لانا اسلام کو زمین پر حقیقت کا رُوپ دینے اور الوہیت کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے کی غرض سے مطلوب تھا۔ چنانچہ اسلام کا وجود اس وقت تک حقیقت کا رُوپ نہیں دھار سکتا جب تک ایک ایسا معاشرہ عملاً وجود میں نہ آجائے جو اپنی زندگی اس نظام کے مطابق بسر کرتے ہوئے خدائے واحد کی الوہیت کا اعتراف بھی کرے اور اپنے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیادی منہاجِ حیات بھی صرف اللہ تعالیٰ سے حاصل کرے اس کے بعد ہی مسلمان اللہ کی اس تائید و مدد کے مستحق ہو سکتے ہیں جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے اور جس کے لیے ایسی واضح شرط رکھی ہے جس میں کسی مغالطہ کی گنجائش نہیں ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ الحج

اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے۔ اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے منع کریں گے اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

اسلامی نظریہ کی سرشت میں ہی ایسی تاثیر موجود ہے جو انسان کو اس بات پر آمادہ کرتی رہتی ہے کہ وہ اس منہاج کو اس کی واقعی صورت میں حقیقتاً بروئے کار لانے کے لیے مسلسل اقدامات کرنے کی جدّوجہد کرتا رہے۔ کیونکہ مُسلمان کو اس کا اسلامی نظریہ یہ عرفان عطا کرتا ہے کہ انسان نظامِ ارضی کا کوئی بیکار پُرزہ نہیں ہے بلکہ وہ اس زمین پر ایک مثبت فعّال قوۃ ہے وہ تو پیدا ہی اس غرض سے کیا گیا ہے کہ زمین پر اللہ کی نیابت کا فریضہ سرانجام دے چنانچہ اس کے خلیفۃ اللہ فی الارض ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے منہاج کو واقعی صورت میں حقیقتاً بروئے کار لائے اور یہاں ایجاد و اختراع، تعمیر و اصلاح، تغیر و تبدّل اور نشوو ارتقاء کے نمایاں کارنامے انجام دے پھر اسے یہ عرفان بھی عطا کرتا ہے کہ اس کاروبارِ خلافت میں اس کے ساتھ تعاون کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ قوانین طبعیہ اور اس کائنات (جس میں انسان زندہ ہے) کے مزاج کو اس کا ہمدم و دمساز اور معاون و مددگار بنا کر انسان کی مدد فرماتا ہے۔

ملاحظہ کیجیے :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ﴿۱۰﴾
یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ وَالنَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ
لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ
بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّ
تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَی الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ
تَهْتَدُوْنَ ۱۵ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ النحل

وہی ہے جس نے آسمان سے تمھارے لیے پانی برسایا جس سے تم خود بھی سیراب ہوتے ہو اور تمھارے جانوروں کے لیے چارہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ وہ اس پانی کے ذریعہ سے کھیتیاں اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور طرح طرح کے دوسرے پھل پیدا کرتا ہے۔ اس میں ایک بڑی نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ اس نے تمھاری بھلائی کے لیے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے اور سب تارے بھی اسی کے حکم سے مسخر ہیں اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور یہ جو بہت سی رنگ برنگ کی چیزیں اس نے تمھارے لیے زمین میں پیدا کر رکھی ہیں، ان میں بھی ضرور نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو سبق حاصل کرنے والے ہیں۔ وہی ہے جس نے تمھارے لیے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے تاکہ تم اس سے تر و تازہ گوشت لے کر کھاؤ اور اس سے زینت کی وہ چیزیں نکالو جنھیں تم پہنا کرتے ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ کشتی سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی چلتی ہے یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تاکہ زمین تم کو لے کر ڈھلک نہ جائے۔ اس نے دریا جاری کیے اور قدرتی راستے بنائے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اس نے زمین میں راستہ بتانے والی علامتیں رکھ دیں اور تاروں سے بھی لوگ ہدایت پاتے ہیں۔

اور انسان کو اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اس طرح بھی حاصل ہے کہ چونکہ اسی نے خلافت کی ذمہ داری انسان کو سونپی ہے اس لیے اس نے اسے کاروبارِ خلافت چلانے کے لیے ذاتی قوتیں اور صلاحیتیں بھی عطا فرمائی ہیں۔ ملاحظہ کیجیے :-

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ النحل

اللہ نے تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے۔ اس نے تمھیں کان دیے، آنکھیں دیں اور سوچنے والے دل دیے اس لیے کہ تم شکر گزار بنو۔

اور اس خلافت کی شرط مسلمان کو بخوبی معلوم ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ البقرہ

ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اُتر جاؤ۔ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ آگ میں جانے والے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

ایک مسلمان کا محض یہ محسوس کرتے رہنا کہ اس پر مصروف بہ عمل رہنے کی ذمہ داری ہے اور یہ کہ جب وہ کام کرے گا تو اس کی مدد بھی کی جائے گی مسلمان کا وہ وصف ہے جو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دل میں کبھی یہ منفی احساس پیدا نہیں ہونے دیتا کہ اس نظام کائنات میں وہ کوئی بے اختیار یا ناکارہ شے ہے خواہ یہ منفی احساس کائنات کی عظیم قوتوں کے تصور سے پیدا ہوتا ہو یا اس کا منشا تقدیرِ الٰہی کا خیال ہو۔ کیونکہ اول تو خود اسے بے نظیر ذاتی قوتیں اور صلاحیتیں عطا کی گئی ہیں دوسرے پوری کائنات کی طاقتیں اس کی مدد کے لیے مسخر کر دی گئی ہیں تیسرے اللہ تعالیٰ کی مشیتِ مطلقہ اور انسان کے مثبت اعمال و افعال کے درمیان ایک توازن موجود ہے (جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں)۔

اور اپنی ذات کے بے اختیار اور بے کار محض ہونے کے منفی احساس کا ختم ہو جانا ہی انسان کو حرکت کرنے، اثر انداز ہونے اور مصروف بہ عمل رہنے پر آمادہ کرتا ہے لیکن اسلام محض اس کو کافی نہیں سمجھتا کہ مسلمان میں سے یہ منفی احساس ختم کر دے بلکہ اسلام مثبت اقدام و عمل کے محرکات عطا کر کے اسکی مدد کرتا ہے اور اسے یہ تعلیم دیتا ہے کہ خود اس کی اپنی ذات پر اور اس کے اردگرد رہنے والے اس زمین کے باقی لوگوں پر اللہ تعالےٰ کی تقدیر کا نفاذ بھی انسان کے اپنے اعمال و اقدامات کے ذریعہ سے ہی روبہ کار آتا ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

۱: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ (۱۱) الرعد

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔

۲: قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۙ (۱۴) وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (۱۵) التوبہ

ان سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھوں ان کو سزا دلوائے گا اور انھیں ذلیل و خوار کرے گا اور ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا اور بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا اور ان کے قلوب کی جلن مٹا دے گا اور جسے چاہے گا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توبہ کی توفیق بھی دے گا۔ اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا ہے۔

۳ : لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٠﴾ الاحزاب

اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں خرابی ہے اور وہ جو مدینہ میں ہیجان انگیز افواہیں پھیلانے والے ہیں اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے تمہیں اٹھا کھڑا کریں گے پھر وہ اس شہر میں مشکل ہی سے تمہارے ساتھ رہ سکیں گے۔

۴ : وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٥١﴾ البقرہ

اگر اس طرح اللہ انسانوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے سے ہٹاتا نہ رہتا تو زمین کا نظام بگڑ جاتا لیکن دنیا کے لوگوں پر اللہ کا بڑا فضل ہے (کہ وہ اس طرح دفع فساد کا انتظام کرتا رہتا ہے)۔

۵ : ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٤١﴾ الروم

خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ مزا چکھائے ان کو ان کے بعض اعمال کا شاید کہ وہ باز آئیں۔

اسی طرح اسلام مسلمان کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض دل میں احساس رکھنے یا زبان سے اقرار کر لینے سے راضی نہیں ہو جائے گا اور اس کی نجات اس وقت تک نہ ہو گی جب تک وہ اپنی واقعی زندگی کو اپنے ایمان کا عملی نمونہ نہیں بنا لیتا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے تمام اعمال کا حساب طلب کرے گا اور ان ہی عملوں کے مطابق جزا دے گا بلکہ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ہدایت نصیب ہوتی ہے وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اس کے عمل و جہد کی جزا کے طور پر عطا ہوتی ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

۱: والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۶۹﴾ العنکبوت

جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے انھیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے۔ اور یقیناً اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

۲: اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جٰھَدُوْا مِنْکُمْ وَیَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۴۲﴾ آل عمران

کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے ہیں اور اس کی خاطر صبر کرنے والے ہیں۔

۳: قُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ التوبہ

اور اے نبیؐ ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم عمل کرو اللہ اور اس کا رسول اور مومنین سب دیکھیں گے کہ تمھارا طرزِ عمل اب کیا رہتا ہے پھر تم اس کی طرف پلٹائے جاؤ گے جو کھلے اور چھپے سب کو جانتا ہے اور وہ تمھیں بتا دے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

ان تمام باتوں کے زیرِ اثر مسلمان کو یہ احساس رہتا ہے کہ زمین پر اس کا وجود کوئی اتفاقی حادثہ یا بے مقصد واقعہ نہیں ہے بلکہ وہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے ماتحت پیدا کیا گیا ہے۔ اس کا مقصدِ تخلیق طریقِ حیات اور جس رُخ اسے جانا ہے ہر بات کو پہلے ہی طے اور متعین کر دیا گیا ہے نیز یہ کہ اس زمین پر اس کے موجود ہونے کا اقتضا یہ ہے کہ وہ اپنی ذات، اپنے ماحول میں رہنے والے دیگر افراد اور اس زمین کے لیے (جس کا وہ خلیفہ ہے بلکہ اس کائنات کے لیے بھی جس کی تعمیر میں اس کا حصہ ہے) مثبت عمل اور اقدام کرتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا (جو اس نے اسے پیدا کرنے اور پھر ایمان کی دولت عطا فرمانے کی صورت میں اس پر کیے ہیں) شکر اس وقت تک ادا نہیں کر سکتا اور اللہ کے احتساب و عذاب سے بچنے کی توقع اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک خلافتِ ارضی کے سلسلہ میں اپنا مثبت رول اللہ کی شرائط و منہاج کے مطابق ادا کرتے ہوئے اللہ کے منہاج کو اپنی اور دوسروں کی زندگی میں عملاً نافذ نہیں کر دیتا اور جب تک اس زمین میں سے جس کا وہ نگراں و منتظم ہے شر و فساد دور کرنے کے لیے جہاد نہیں کرتا جبکہ زمین میں فساد صرف اس بنا پر پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کا منہاج عالم واقع میں، انسانوں کی دنیا میں اور معاشروں کی زندگی میں عملاً نافذ نہیں ہو پاتا۔ چنانچہ زمین پر فساد جب بھی پیدا ہوگا اس کی ذمہ داری اس کے کندھوں پر ہوگی جب تک وہ اپنی ذات پر اور دوسروں پر بلکہ اپنے اردگرد پوری زمین پر حق کی شہادت کا حق ادا نہیں کر دیتا۔

اور مسلمان کے اس انداز سے سوچنے کے نتیجے میں لازمی طور پر اس کی اپنی قدر و قیمت خود اپنی نظروں میں بہت بلند ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جس قدر وہ اپنے کندھوں پر پڑی ہوئی ذمہ داری کو اور اس وزن کو محسوس کرتا ہے جو اس نے اٹھا رکھا ہے اسی قدر اس کی کارکردگی کے اہتمام میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اور وہ اس سلسلہ میں اپنی کوششیں جاری رکھتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے اللہ سے اس حالت میں جا ملتا ہے کہ اس نے اپنی امانت اور شہادت حق کی ذمہ داری اور اللہ کی نعمتوں کا حق حتی المقدور اور اپنی عذاب الٰہی سے نجات پانے کی خواہش کے مطابق ادا کر دیا ہوتا ہے اور جہنم سے خلاصی پا چکا ہوتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعیت

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا [1]

اسلامی نظریہ کی چھٹی خصوصیت واقعیت [2] ہے۔ جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ یہ ایک ایسا نظریہ ہے جو ایسی بامقصد حقیقتوں سے معاملہ رکھتا ہے جن کا وجود حقیقی اور یقینی ہے اور جو فی الواقع مثبت نتائج و اثرات کی حامل ہیں محض خالی خولی عقلی تصوّرات اور ایسے "مثالیوں" سے اس کا واسطہ نہیں ہے جن کا واقعی دُنیا میں کوئی مصداق یا مشبّہ نہ ہو۔ اور اس کے معنیٰ یہ بھی ہیں کہ اسلامی نظریہ اسلامی زندگی کے لیے جو منصوبہ یا خاکہ تیار کرتا ہے وہ بھی واقعیت کے مزاج کا حامل ہوتا ہے کیونکہ وہ اس قابل ہوتا ہے کہ انسانی زندگی میں عملاً حقیقی صورت اختیار کر سکے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ نظریہ ایسا "مثالیہ" (IDEAL) بھی ہے جو حقیقتاً وجود رکھتا ہے یا ایسی واقعیت ہے جو بجائے خود ایک "مثالیہ" ہے۔ کیونکہ اس کا ہدف اس انتہائی بلند معیار تک پہنچنا یا

---

[1] اے محمدؐ ان سے کہو پاک ہے میرا پروردگار! کیا میں ایک پیغام لانے والے انسان کے سوا اور بھی کچھ ہوں؟ آیت ۹۳ - سورہ بنی اسرائیل -

[2] یہاں لفظ "واقعیت" ہم نے ان معنیٰ میں استعمال کیا ہے جو اس لفظ سے بالعموم عربی محاورے میں سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان تمام اصطلاحی یا تاریخی معانی کی آمیزش سے یکسر خالی ہے جو مختلف ماحولوں سے اس لفظ میں شامل ہو گئے ہیں۔ بالخصوص یہاں اس سے واقعی دنیا میں حقیقتاً موجود ہونا مُراد ہے۔ جوں جوں آپ اس باب کے مطالعہ میں آگے بڑھتے جائیں گے اس معنی کی تعیین اور وضاحت ہوتی جائے گی۔ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ مکمل ترین نمونہ پیدا کرتا ہے جس تک انسان کی رسائی ممکن ہے ذیل میں ہم اسلامی نظریہ میں واقعیت کے ان دونوں مفہوموں کو واضح کرنے کی کوشش کریں۔

ہم نے جو یہ کہا ہے کہ یہ نظریہ ایسے بامقصد حقائق سے واسطہ رکھتا ہے جو حقیقی اور یقینی وجود رکھتے ہوں اور جن کے اثرات مثبت اور فی الواقع مرتب ہونے والے ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ نظریہ ذات باری تعالیٰ کی حقیقت کو تو اس اعتبار سے زیر بحث لاتا ہے کہ وہ اپنی مثبت اثر اندازی اور واقعی کارکردگی کی صورت میں پوری طرح جلوہ نما ہے اور حقیقت کائنات سے اس لحاظ سے بحث کرتا ہے کہ یہ حقیقت ایسے مناظر کونیہ میں نظر آتی ہے جنھیں ہمارے حواس محسوس کرتے ہیں اور جو یا تو ہم کو متاثر کرتے ہیں یا ہم ان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

نیز انسان کی حقیقت سے اس کا واسطہ اس اعتبار سے ہے کہ یہ حقیقت اس انسان کی صورت میں موجود ہے جو جیسا کہ واقعتاً اس دنیا میں ہے۔

اسلامی نظریہ میں جس خدا سے واسطہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو اپنی خدائی میں بھی بے مثال ہے اور اس کی صفاتِ الوہیت بھی بے مثال ہیں لیکن یہ تمام صفات عالم واقع سے تعلق رکھتی ہیں، اس واقعی دنیا میں ان کے اثرات نمایاں ہیں اور ان آثار کا بخوبی ادراک کیا جا سکتا ہے یہ آثار ایسے غیر واقعی نہیں ہیں جن کو اپنی خواہش کے ماتحت فرض کر لیا گیا ہو اور ان کی مثال پیش کرنے کے لیے انسانی عقل کو لایعنی منطقی قضیوں کی چیستانوں میں الجھنا اور بھٹکنا پڑے جیسا کہ عام طور پر مابعد الطبعیات (META PHYSICS) میں کرنا پڑتا ہے بلکہ ان صفات کو اللہ تعالیٰ کی ان نشانیوں میں جو کائنات میں ہر طرف بکھری ہوئی ہیں پوری طرح دیکھا جا سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات و خصوصیات اس کائنات میں واقعتاً اثر انداز ہیں اور انسانی حواس کو ان آثارِ واقعی کی طرف بار بار متوجہ کیا جاتا ہے تاکہ انسانی حواس ان آثار میں اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا مشاہدہ کریں جو اللہ کی صناعی میں پوری طرح جلوہ گر نظر آتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں. ملاحظہ کیجیے :

۱: فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۲۴ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۡ مِّنَ الْاَرْضِ ۡ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ الروم

پس تسبیح کرو اللہ کی جبکہ تم شام کرتے ہو اور جب صبح کرتے ہو۔ آسمانوں اور زمین میں اسی کے لیے حمد ہے۔ اور (تسبیح کرو اس کی) تیسرے پہر اور جبکہ تم پر ظہر کا وقت آتا ہے۔ وہ زندہ میں سے مُردے کو نکالتا ہے اور مردے میں سے زندہ کو نکال لاتا ہے اور زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ اسی طرح تم لوگ بھی (حالتِ موت سے) نکال لیے جاؤ گے۔ اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر یکایک تم بشر ہو کہ (زمین میں) پھیلتے چلے جا رہے ہو۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو۔ اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمھاری زبانوں اور تمھارے رنگوں کا اختلاف ہے۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں دانشمند لوگوں کے لیے۔ اور اس کی نشانیوں میں سے تمھارا رات اور دن کو سونا اور تمھارا اس کے فضل کو تلاش کرنا ہے۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو (غور سے) سنتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تمھیں بجلی کی چمک دکھاتا ہے خوف کے ساتھ بھی اور طمع کے ساتھ بھی۔ اور آسمانوں سے پانی برساتا ہے پھر اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں۔ پھر جونہی اس نے تمھیں زمین سے پکارا۔ بس ایک ہی پکار میں اچانک تم نکل آؤ گے۔ آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں اس کے بندے ہیں سب کے سب اسی کے تابع فرمان ہیں۔ وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لیے آسان تر ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اس کی صفت سب سے برتر ہے اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔

۲ : اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾
وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ
لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ
فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ
وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ
اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ
خَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِيْعُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَ
هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ
اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ الانعام

دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا اللہ ہے۔ وہی زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور
وہی مردہ کو زندہ سے خارج کرتا ہے۔ یہ سارے کام کرنے والا تو اللہ ہے،
پھر تم کدھر بہکے چلے جا رہے ہو؟ پردۂ شب کو چاک کر کے وہی صبح نکالتا ہے
اسی نے رات کو سکون کا وقت بنایا ہے اسی نے چاند اور سورج کے طلوع و
غروب کا حساب مقرر کیا ہے۔ یہ سب اسی زبردست قدرت اور علم رکھنے والے کے
ٹھہرائے ہوئے اندازے ہیں اور وہی ہے جس نے تمھارے لیے تاروں کو صحرا اور سمندر کی تاریکیوں
میں راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا۔ دیکھو ہم نے نشانیاں کھول کر بیان کر دی
ہیں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں اور وہی ہے جس نے ایک متنفّس سے
تم کو پیدا کیا پھر ہر ایک کے لیے ایک جائے قرار ہے اور ایک اس کے
سونپے جانے کی جگہ۔ یہ نشانیاں ہم نے واضح کر دی ہیں ان لوگوں کے
لیے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات اگائی پھر اس سے ہرے بھرے کھیت اور درخت پیدا کیے پھر ان سے تہ بر تہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پیدا کیے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں اور انگور اور زیتون اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیات جدا جدا بھی ہیں۔ یہ درخت جب پھلتے ہیں تو ان میں پھل آنے اور پھر ان کے پکنے کی کیفیت ذرا غور کی نظر سے دیکھو ان چیزوں میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔ اس پر بھی لوگوں نے جنّوں کو اللہ کا شریک ٹھیرا دیا حالانکہ وہ ان کا خالق ہے۔ اور بے جانے بوجھے اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں تصنیف کر دیں حالانکہ وہ پاک اور بالاتر ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ کہتے ہیں۔ وہ تو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اس کا کوئی بیٹا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ کوئی اس کا شریک زندگی ہی نہیں ہے اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ یہ ہے اللہ تمہارا رب کوئی خدا اس کے سوا نہیں ہے ہر چیز کا خالق لہٰذا تم اس کی بندگی کرو اور وہ ہر چیز کا کفیل ہے۔ نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے۔

۳۷ : قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾
اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ
مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ
الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٣﴾
اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ
هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٦٤﴾ النمل

(اے نبیؐ) کہو حمد ہے اللہ کے لیے اور سلام اس کے بندوں پر جنھیں اس نے برگزیدہ کیا (ان سے پوچھو) اللہ بہتر ہے یا وہ معبود جنھیں یہ لوگ اس کا شریک بنا رہے ہیں؟ بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمھارے لیے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے وہ خوشنما باغ اگائے جن کے درختوں کا اگانا تمھارے بس میں نہ تھا؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا خدا بھی (ان کاموں میں شریک) ہے؟ (نہیں) بلکہ یہی لوگ راہِ راست سے ہٹ کر چلے جا رہے ہیں۔ اور وہ کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس کے اندر دریا رواں کیے اور اس میں (پہاڑوں کی) میخیں گاڑ دیں اور پانی کے دو ذخیروں کے درمیان پردے حائل کر دیے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (ان کاموں میں شریک) ہے؟ نہیں بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نادان ہیں۔ کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جبکہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟ اور (کون ہے جو) تمھیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (یہ کام کرنے والا) ہے؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔ اور وہ کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تم کو راستہ دکھاتا ہے اور کون اپنی رحمت کے آگے ہواؤں کو خوشخبری لے کر بھیجتا ہے؟ کیا اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ کوئی دُوسرا خدا بھی (یہ کام کرتا) ہے؟ بہت بالا و برتر ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ اور وہ کون ہے جو خلق کی ابتدا کرتا ہے اور پھر اس کا اعادہ کرتا ہے؟ اور کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (ان کاموں میں حصّہ دار) ہے؟ کہو کہ لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچّے ہو۔

۴ : فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ج يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ط لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ⑪ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ط اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑫ الشوریٰ

آسمانوں اور زمین کا بنانے والا جس نے تمھاری اپنی جنس سے تمھارے لیے جوڑے پیدا کیے اور اسی طرح جانوروں میں بھی انہی کے ہم جنس جوڑے بنائے اور اس طریقہ سے تمھاری نسلیں پھیلاتا ہے۔ کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں وہ سب سننے اور دیکھنے والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں جسے چاہتا ہے کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تُلا دیتا ہے، اسے ہر چیز کا علم ہے۔

۵ : اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ج وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ط (۴۱) فاطر

حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کو ٹل جانے سے روکے ہوئے ہے اور اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے بعد کوئی انھیں تھامنے والا نہیں ہے۔

اور اس طرح اسلامی نظریہ ایک ایسے خدا کے معاملہ رکھتا ہے جو حقیقتاً موجود ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی ساری مخلوق اس کے وجود کا ثبوت مہیا کرتی ہے۔ وہ صاحبِ ارادہ ہے اور اپنے ارادوں کو عملاً بروئے کار لانے پر پوری طرح قادر ہے۔ اس کائنات کی ہر حرکت اور جو کچھ یہاں وقوع پذیر ہوتا ہے سب اس کے ارادہ و قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کا پیش کردہ خدا کا تصوّر اس خدا سے بنیادی طور پر مختلف ہے جو "افلاطون"، "ارسطو" اور "افلوطین" کے تصوّر میں بسا ہوا ہے۔

ان کے نظریات میں جو خدا کارفرما ہے وہ دراصل خدا کا ایک ایسا ماڈل ہے جس پر انھوں نے اپنی عقل اور اپنے سہانے خوابوں کی مدد سے فرضی "مثالیوں" کا خول چڑھا دیا ہے یہ ایک ایسا خدا ہے جس کا نہ ارادہ ہے اور نہ صلاحیتِ کار۔ کیونکہ اس کے کمال یا اس کے مثالی خُدا ہونے کا اقتضا یہی ہے کہ وہ ایسا ہو۔ چنانچہ اسی مفروضہ کی وجہ سے یہ لوگ اپنے خدا اور مخلوقات کے مابین درمیانی درجات فرض کرنے اور ایسے بُت پرستانہ اور دیومالائی تصورات گھڑنے پر مجبور ہو گئے جیسے یونانی دثنیت پر چھائے ہوئے تھے۔

چنانچہ افلاطون کے مسلک میں "وجود" دو متضاد طبقوں پر مشتمل ہے ایک "عقلِ مطلق" کا طبقہ اور دُوسرا "مادہ اولی یا "ہیولیٰ" (HYLE) کا طبقہ۔ تمام قدرت و اختیارات عقلِ مطلق کا خاصہ ہے اور مادہ عجز و درماندگی کا پیکر ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان چند اور موجودات ہیں جن کے مختلف درجے ہیں اور ان میں کا جو درجہ (طبقہ) جتنا عقل سے اخذ و اکتساب کرتا ہے اتنا ہی بلند ہے اور جو طبقہ جتنا مادے سے اخذ و قبول کرتا ہے اتنا ہی پست ہے۔

ان موجوداتِ متوسطہ میں کچھ "دیوتا" ہیں کچھ "نیم دیوتا" اور بعض انسانی نفس کے مالک ہیں۔ افلاطون کو ان درمیانہ درجے کے دیوتاؤں کا وجود اس لیے تسلیم کرنا پڑا تاکہ ان کی وجہ سے دنیا میں شر و نقص اور رنج و الم کے وجود کی توجیہہ پیش کی جا سکے۔ کیونکہ عقلِ مطلق "تو کمال" ہے جو زمان و مکان کی حدود میں سما نہیں سکتا اور خیرِ محض اور فضیلت کا سرچشمہ ہے جبکہ درمیانہ درجے کے یہ دیوتا جس کے سپردِ کاروبارِ تخلیق ہے یہ چونکہ خدائے قادر اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیولیٰ (پیکرِ عجز) کے بین بین ہیں بنا بریں دُنیا میں فساد و نقص اور شر و الم اس درمیانہ درجے کی موجودات کی وجہ سے پیدا ہُوا ہے۔

تمام مادی مظاہر (یہ کائنات جو ہمارے سامنے ہے) سب باطل ہیں بلکہ فریبِ نظر ہے۔ کیونکہ یہ مظاہر تغیر پذیر ہیں اور نئے نئے رنگ اختیار کرتے رہتے ہیں اور انسانی حواس کو مختلف اوضاع و اشکال میں دکھائی دیتے ہیں کبھی ایک حالت پر ثابت و قائم نہیں رہتے۔

ثبات و قیام محض "عقلِ مجرد" کی خصوصیت ہے کسی اور کو حاصل نہیں۔ تمام بے عیب اور مثالی موجودات کا مستقر عقلِ مجرد ہے۔ اور یہ بے عیب مثالی موجودات بھی عقلِ مجرد کی مانند ہی ابدی اور ناقابلِ فنا پذیر ہیں اور اسی لیے نہ نقص کو قبول کرتی ہیں اور نہ انھیں فساد لاحق ہوتا ہے۔

اور یہی "موجوداتِ کاملہ" جو ہر عیب و نقص سے پاک ہیں ہر اس موجود کے لیے جو مادے یا ہیولیٰ سے ملوث ہے اعلیٰ ترین "مثالی وجود" ہیں۔ مثال کے طور پر خارجی دُنیا میں جو درخت پایا جاتا ہے اس میں درخت ہونے کے ناطے نقص و فنا کی وہ تمام صفات موجود ہیں جو ایک درخت میں ہوتی ہیں تو ایسا درخت جس میں یہ صفاتِ نقص و فنا نہ ہوں کہاں پایا جاتا ہے ظاہر ہے وہ قدیم ہی سے عقلِ الٰہ میں موجود ہے۔ اور مادی لباس میں شجری صفات کی حامل جو چیز ہم خارج میں دیکھتے ہیں یہ دراصل پرتو ہے اس اعلیٰ ترین مثالی وجود کا[1] (جو عقلِ الٰہ میں موجود ہے)۔

ارسطو کے نزدیک اللہ "علتِ اولیٰ" یا محرکِ اوّل ہے کیونکہ کائنات متحرک ہے اور ہر متحرک کے لیے محرک (حرکت دینے والا) ضروری ہے اور اس محرک کے لیے بھی ایک اور حرکت دینے والا ہونا چاہیے جو اس سے پہلے موجود ہو یہاں تک کہ یہ سلسلہ عقل پر ختم ہو جاتا ہے جو بخود متحرک یا ایسا محرک ہے جو خود حرکت نہیں کرتا (یہ سلسلہ عقل تک پہنچ کر ختم ہونا اس لیے ضروری ہے) کہ عقلی نقطۂ نگاہ سے زمانہ ماضی کی طرف لامتناہی (نہ ختم ہونے والا)

---

[1] استاذ العقاد کی کتاب "اللہ" سے اقتباس۔ ص ۱۳۷ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلسل ناقابل عمل ہے۔

اور یہ محرکِ غیر متحرک (جو دوسرے کو تو حرکت دیتا ہے لیکن خود حرکت نہیں کرتا) ضروری ہے کہ ابدی ازلی ہو جس کی نہ ابتدا ہو نہ انتہا، کامل ایسا ہو کہ ہر قسم کے نقص سے مرکب ہونے سے اور تعدد سے پاک ہو اور اس کے لیے اس کا اپنا وجود اتنا اہم ہو کہ دوسرے تمام موجودات سے بے نیاز رہے۔

اس محرک کے وجود کا کائنات کے وجود سے سابق الوجود ہونا بھی ضروری ہے لیکن اس سے مُراد زمانی سبقت نہیں ہے بلکہ جیسے علّت معلول سے پہلے موجود ہوتی ہے یا جیسے عقلی ترتیب میں مقدمات (صغریٰ کبریٰ) نتائج سے مقدم ہوتے ہیں لیکن یہ سبقت ترتیب زمانی کے اعتبار سے نہیں ہوتی کیونکہ زمانہ نام ہے حرکت کائنات کا — اور جب تک کائنات ہی موجود نہ ہو زمانہ کا وجود کیسے ممکن ہے یا اس بات کو ارسطو کی زبان میں اس طرح ادا کیا جا سکتا ہے کہ "کائنات کو زمانے میں پیدا کرنا ناممکن ہے"۔

اسی بنا پر ارسطو کو کہنا پڑا کہ عالم کا قدیم ہونا قابلِ ترجیح ہے یعنی یقین سے تو نہیں کہا جا سکتا لیکن قرینِ یقین یہی بات ہے۔ اس کے بالمقابل خود ارسطو ہی اپنی کتاب "الجدل" میں یہ اقرار کرتا ہے کہ عالم کا قدیم ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے جو دلیل سے ثابت نہیں ہوتا۔

مسئلہ "قِدم و حدوثِ عالم" کے سلسلہ میں اس کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر عالم کو حادث مانا جائے اور یہ کہا جائے کہ عالم کو اللہ نے پیدا کیا ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ کے ارادے میں تغیّر واقع ہو سکتا ہے جبکہ اللہ ہر قسم کے تغیر سے پاک ہے۔ پھر اگر عالم کو اللہ نے پیدا کیا ہے تو تخلیقِ عالم کی غرض و غایت کیا ہے؟ کیونکہ تخلیقِ عالم کے بعد یا تو ذاتِ باری تعالیٰ اپنی پہلی حالت پر ہی قائم رہی یا پہلے سے افضل ہو گئی یا پہلے سے کم تر۔ اور یہ تینوں صورتیں ارسطو کے تصوّرِ الٰہ کے مطابق ذات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باری کی شان سے بعید ہیں۔ کیونکہ اگر حدوثِ عالم کے بعد بھی اللہ پہلی حالت پر ہی رہا تو گویا ایک کارِ عبث سرزد ہوا اور اللہ کی ذات عبث کاری سے پاک ہے اور اگر اس نے عالم کو اس غرض سے پیدا کیا کہ پہلے سے افضل ہو جائے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس کے کمال میں تو کسی اضافہ کی گنجائش ہی نہیں ہے اور اگر یہ مانا جائے کہ حدوثِ عالم کے بعد پہلے سے کمتر ہو گیا تو یہ نقص ہو گا اور ذات باری ہر نقص و عیب سے پاک ہے۔

پھر جب اللہ کا ارادہ قدیم ہے جو تغیر قبول نہیں کرتا تو عالم کا وجود بھی ارادۂ باری کی طرح قدیم ہونا چاہیے۔ کیونکہ وجودِ عالم کی علت ارادۂ باری ہے اور علت کسی سبب خارجی کی محتاج نہیں ہوتی۔ اس لیے معلول کے علت سے متاخر ہونے کی کوئی وجہ نہیں یا دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ موجودات کے اپنے مسبب (ارادۂ باری) سے متاخر ہونے کی کوئی وجہ نہیں جبکہ ان کے وجود کا سبب ارادۂ باری کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔

انسان کے سلسلہ میں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ آج ایک کام کا ارادہ کرے اور نقص اسباب کی وجہ سے یا کسی اور رکاوٹ کی بنا پر یا ارادہ بدل جانے کے باعث اسے بروئے کار لانے میں تاخیر کر دے لیکن اللہ کے حق میں یہ سب باتیں ناممکن ہیں۔

ارسطو اپنی اس قیاس آرائی میں بہت سی بے تکی باتیں کہہ گیا ہے مثلاً ایک جگہ یہ تک کہہ گیا ہے کہ اللہ کو موجودات کا علم ہی نہیں ہے کیونکہ موجودات کی حیثیت اس سے کم تر ہے کہ اللہ ان کے بارے میں علم رکھے۔ وہ صرف ان چیزوں کو جان سکتا ہے جو افضلِ موجودات ہوں اور کوئی موجود اس کی ذات سے افضل نہیں ہے چنانچہ وہ صرف اپنی ذات کا شعور رکھتا ہے گویا شعور بھی وہ خود ہے شعور رکھنے والا بھی اور جس کا شعور کیا جائے وہ بھی خود ہے اور یہی اس کی شان ہے جو سب سے افضل ہے۔[1]

اور افلوطین (PLOTINUS) نے تو اپنے خدا کو پاک و صاف ثابت کرنے میں حد سے زیادہ

---

[1] استاذ العقاد کی کتاب "اللہ" سے اقتباس۔ ص ۱۳۹ مصنف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبالغہ سے کام لیا ہے۔ اس کا خدا تشبیہ و تمثیل سے بھی برّا و منزہ ہے اور صفات و خصائص سے بھی بلند و بالا۔ اس خدا کے متعلق کچھ بیان کرنا ممکن ہی نہیں کیونکہ ایسے الفاظ و معانی موجود نہیں ہیں جو اس کے شایانِ شان ہوں حتیٰ کہ وہ اس کے خیال میں وجود سے بھی بالاتر ہے لیکن اس کے معنیٰ یہ نہیں ہیں کہ وہ موجود ہی نہیں ہے یا عدمِ محض ہے کیونکہ عدم تو وجود سے کم تر ہے بیش تر نہیں ہے بلکہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کے وجود کو "جواہرِ مجردہ" پر قیاس نہیں کیا جا سکتا نہ خدا اور جواہرِ مجردہ ہم جنس ہیں اور نہ ان کی ایک ہی تعریف کی جا سکتی ہے وہ تو بس "احد" ہے ایسا احد جس کے وجود کی اس کے صفات کی بلکہ ہر اس چیز کی جو اس کی طرف منسوب ہو کوئی نظیر و مثال نہیں ہے[1]۔

پھر "افلوطین" کبھی تو اس حد تک غلو سے کام لیتا ہے کہ اس کے خدا کو اپنی ذات کا بھی احساس و شعور نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنی ذات کو اپنی ذات ہی کی مدد سے تو نہیں پہچان سکتا (امتیاز کے لیے غیر یا ضد کی ضرورت ہوتی ہے) بلکہ خدا کا وجود تو اتنا منزہ اور پاک ہے کہ تمیز و امتیاز سے بھی بے نیاز ہے اور احساس و شعور سے بھی پاک[2]۔

یہ ہے وہ بلند ترین تصور جس تک اللہ کی تنزیہ و کمال کے سلسلہ میں انسانی فکر کی رسائی ہو سکی ہے۔ اور اس طرح ہمیں ان تصورات میں فکرِ انسانی کا گھڑا ہوا ایک ایسا مصنوعی خدا ملتا ہے جس کا حقیقی دنیا میں کوئی وجود نہیں ہے کیونکہ اس کے تمام صفات و خصائص عقلیتِ مجردہ سے ماخوذ و مستنبط ہیں نہ تو اس استدلال میں وجود کی واقعیت کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے اور نہ اس رہنمائی سے استفادہ کیا گیا ہے جو خود یہ کائنات اپنے خالق کے سلسلہ میں دیتی ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی وحی کو ملحوظ رکھا گیا ہے جو اللہ کی وہ صفات

---

[1] یہ شخص اپنے خدا کو صفات سے عاری اس لیے ثابت کرتا ہے تاکہ اس کی "احدیت" میں مبالغہ کر سکے کیونکہ اس کا خیال ہے کہ صفات کا موجود ہونا ذات پر اضافہ کے مترادف ہے اور یہ بات "احدیت" میں خلل پیدا کرتی ہے۔ (مصنف)

[2] اقتباس از کتاب "اللہ" مصنفہ استاذ عقاد ص ۱۸۷ (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتاتی ہے جو درحقیقت اس کی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ یہ تمام تصورات ایسے مثالیہ (IDEAL) کی تلاش میں جس کا واقعیت سے کوئی تعلق نہیں ہے حقیقت سے بہت دُور چلے گئے ہیں کیونکہ یہ تمام تصوّرات واقعیت سے اخذ نہیں کیے گئے بلکہ ان کا ماخذ عقلی تجرید اور مفروضات ہیں کمال الٰہ کا یہ مثالی تصوّر اثبات کمال میں مبالغہ کی بنا پر اللہ کے لیے عجز و نقص ثابت کرنے پر انجام پذیر ہو رہا ہے جیسا کہ گزشتہ اقتباسات میں آپ دیکھ چکے ہیں۔

جب ان کوششوں کا مقابلہ اسلامی نظریہ سے کیا جاتا ہے تو واقعیت کے وہ معنیٰ جو ہماری مُراد میں پُوری طرح واضح ہو جاتے ہیں کیونکہ اسلامی نظریہ کے مُطابق ذات باری تعالےٰ اس کائنات میں ایک فعّال حقیقت ہے جس کے صفات و خصائص کو کائنات میں موجود اس کے آثارِ واقعی میں چھُو کر محسوس کیا جا سکتا ہے اور یہی چیز ہے جو قرآن حکیم حقیقتِ الٰہیہ لوگوں کے ذہن نشین کراتے وقت بہت تفصیل سے بیان کرتا ہے اور انھیں ان کے رب کی بہت آسان عمیق اور واضح تعریف سے روشناس کراتا ہے اور بطور ثبوت اس کائنات کے حقائق اور لوگوں کے واقعات ایسے منطقی انداز میں پیش کرتا ہے جو فطری بھی ہے واقعی بھی اور حسین بھی۔

اس طرح کی واقعیت کے ساتھ اسلامی نظریہ اس کائنات کا سامنا کرتا ہے کیونکہ اس کا واسطہ ایک ایسی کائنات کے ساتھ ہے جو اجسام اور فاصلوں، اشکال اور صُورتوں حرکتوں اور آثار، قوتوں اور طاقتوں کی صُورت میں، اپنی مثالی شکل میں فی الواقع موجود ہے ایسی کائنات کے ساتھ نہیں جو شکل و قالب سے عاری محض ایک تصوّر ہو نہ ایسی کائنات کے ساتھ اس کا واسطہ ہے جس میں ارادہ نے شکل و قالب کی صُورت اختیار کر لی ہو۔ نہ ایسی کائنات کے ساتھ جو محض ہیولیٰ یا مادہ اولیٰ ہو جس نے کوئی شکل و صورت ابھی اختیار ہی نہ کی ہو۔ نہ اسلامی نظریہ کا معاملہ ایسی کائنات کے ساتھ ہے جو ابھی عقلِ مطلق کے اندر محض مثال یا تصویر کی صورت میں ہو۔ نہ اس کائنات کے ساتھ جس کا نام فطرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(NATURE) ہے اور جو خالق بھی ہے اور عقلِ انسانی میں حقیقت کا نقش مرتسم کرتی ہے نہ ایسی کائنات کے ساتھ جو "عدم" محض یا مشابہ بالعدم ہے وغیرہ وغیرہ تمام وہ فرضی نام جو ان لوگوں نے وضع کر لیے ہیں اور جن کا کوئی حقیقی مفہوم نہیں ہے جس سے انسان کام لے سکے۔

کائنات سے مراد یہ مخلوقات ہے جو اپنا خارجی وجود رکھتی ہے اور جس کا انسان بخوبی ادراک کر سکتا ہے۔ اسی طرف قرآن حکیم انسان کے عقل و قلب کو بار بار متوجہ کرتا ہے یہی آسمان و زمین، یہی ثوابت و سیار، یہ بے جان اور جان دار مخلوق اور مظاہرِ کونیہ یعنی موت و حیات، لیل و نہار، نور و ظلمت، برق و باراں اور گرج، یہ دھوپ چھاؤں، اور مختلف حالات و تغیرات جو یہاں ہوتے رہتے ہیں اور اپنا حقیقی وجود رکھتے ہیں اور جن کے آثار و علامات فی الحقیقت موجود ہیں۔

اسلام جب انسانی حواس کو اس کائنات کی طرف توجہ دلا کر اس کے مشاہدے کی دعوت دیتا ہے تو اس حیثیت سے توجہ دلاتا ہے کہ یہ کائنات اپنے خالق کے وجود، وحدانیت، قدرت، ارادے، حفظ و نگرانی، اور علم و تقدیر پر دلالت کرتی ہے اور ایک ایسی کائنات کی طرف توجہ دلاتا ہے جو فی الواقع موجود ہے اور جس کے آثار و نشانات واقعتاً موجود ہیں اسلام کسی ایسی کائنات کی طرف حواسِ انسانی کو متوجہ نہیں کر رہا ہوتا ہے جو محض ذہن میں پوشیدہ ایک تصور ہو یا "ارادہ" ہو جو نفاذ پذیر ہو گیا ہو نہ قرآن کی مراد ایسی کائنات ہوتی ہے جو عقلِ الٰہ میں کسی تصویر کی مانند ہو یا ایسا ہیولیٰ ہو جو اس عقلی تصویر کی ضد ہے اور جس کے ساتھ آلودہ ہونے سے عقلی تصویر کی شکل و صورت مسخ ہو گئی ہے نہ اسلام ایسی کائنات کی طرف توجہ دلاتا ہے جو عقل کی مصنوعہ ہے یا جو عقل کی صانع ہے وغیرہ وغیرہ تمام وہ بے معنیٰ نظریات جو محض تصور تک محدود ہیں اور جن کا خارجی دنیا کی واقعیت سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظریہ میں کائنات سے مُراد یہ مخلوقات ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔ جب اللہ نے اسے پیدا فرمانا چاہا تو اسے حکم دیا کہ "ہو جا" اور وہ وجود میں آگئی اور اسے اللہ تعالیٰ نے ایسی باقاعدگی سے پیدا فرمایا ہے کہ نہ تو اس میں کہیں تضاد ہے اور نہ تصادم واقع ہوتا ہے۔ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کے حضور سرنگوں اس کی عبادت گزار اور اس کی تابع فرمان ہے اور جن فرائض و مقاصد کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے، انھیں بطریقِ احسن پورا کر رہی ہے: ملاحظہ کیجیے:

۱: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ① الانعام

تعریف اللہ کے لیے جس نے زمین اور آسمان بنائے، روشنی اور تاریکیاں پیدا کیں۔ پھر بھی وہ لوگ جنھوں نے دعوتِ حق ماننے سے انکار کر دیا ہے دوسروں کو اپنے رب کا ہمسر ٹھہرا رہے ہیں۔

۲: اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَى الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ③ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِیْمٌۢ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ④ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ⑤ اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ⑥ یونس

حقیقت یہ ہے کہ تمھارا رب وہی خدا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر تختِ حکومت پر جلوہ گر ہوا اور کائنات کا انتظام چلا رہا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی شفاعت (سفارش) کرنے والا نہیں ہے اِلّا یہ کہ اس کی اجازت کے بعد شفاعت کرے۔ یہی اللہ تمھارا ربّ ہے لہذا تم اسی کی عبادت کرو۔ پھر کیا تم ہوش میں نہ آؤ گے؟ اسی کی طرف سب کو پلٹ کر جانا ہے۔ یہ اللہ کا پکّا وعدہ ہے۔ بے شک پیدائش کی ابتدا وہی کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے نیک اعمال کیے ان کو پُورے انصاف کے ساتھ جزا دے اور جنھوں نے کفر کا طریقہ اختیار کیا وہ کھولتا ہُوا پانی پئیں اور دردناک سزا بھگتیں۔ اس انکارِ حق کی پاداش میں جو وہ کرتے رہے۔ وہی ہے جس نے سُورج کو اُجالا بنایا اور چاند کو چمک دی اور چاند کے گھٹنے بڑھنے کی منزلیں ٹھیک ٹھیک مقرر کر دیں تاکہ تم اس سے برسوں اور تاریخوں کے حساب معلوم کرو۔ اللہ نے یہ سب کچھ (کھیل کے طور پر نہیں بلکہ) بامقصد ہی بنایا ہے۔ وہ اپنی نشانیوں کو کھول کھول کر پیش کر رہا ہے ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔ یقیناً رات اور دن کے اُلٹ پھیر ہیں اور ہر اس چیز میں جو اللہ نے زمین اور آسمانوں میں پیدا کی ہے۔ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو (غلط بینی و غلط روی سے) بچنا چاہتے ہیں۔

۳ : اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۲ وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۳ وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۴ رعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں پھر وہ اپنے تختِ سلطنت پر جلوہ فرما ہوا اور اس نے آفتاب و ماہتاب کو ایک قانون کا پابند بنایا۔ اس سارے نظام کی ہر چیز ایک وقتِ مقرر تک کے لیے چل رہی ہے اور اللہ ہی اس سارے کام کی تدبیر فرما رہا ہے۔ وہ نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتا ہے شاید کہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرو۔ اور وہی ہے جس نے زمین پھیلا رکھی ہے اس میں پہاڑوں کے کھونٹے گاڑ رکھے ہیں اور دریا بہا دیے ہیں۔ اسی نے ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے پیدا کیے ہیں اور وہی دن پر رات طاری کرتا ہے۔ ان ساری چیزوں میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔ اور دیکھو زمین میں الگ الگ خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں۔ انگور کے باغ ہیں کھیتیاں ہیں کھجور کے درخت ہیں جن میں سے کچھ اکہرے ہیں کچھ دوہرے سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کمتر ان سب چیزوں میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

۴ : وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿١٦﴾ ..... وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿١٩﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٢١﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿٢٢﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿٢٣﴾ الحجر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہماری کارفرمائی ہے کہ آسمان میں ہم نے بہت سے مضبوط قلعے بنائے اور ان کو دیکھنے والوں کے لیے مزین کیا۔۔۔۔ ہم نے زمین کو پھیلایا، اس میں پہاڑ جمائے، اس میں ہر نوع کی نباتات ٹھیک ٹھیک پنپنی تلی مقدار کے ساتھ اگائی اور اس میں معیشت کے اسباب فراہم کیے تمھارے لیے بھی اور ان بہت سی مخلوقات کے لیے جن کے رازق تم نہیں ہو۔ کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور جس چیز کو ہم نازل کرتے ہیں ایک مقررہ مقدار میں نازل کرتے ہیں۔ بارآور ہواؤں کو ہم ہی بھیجتے ہیں پھر آسمان سے پانی برساتے ہیں اور اس پانی سے تمھیں سیراب کرتے ہیں اور اس دولت کے خزانہ دار تم نہیں ہو۔ زندگی اور موت ہم دیتے ہیں اور ہم ہی سب کے وارث ہونے والے ہیں۔

۵: وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا (۸۱) النحل

اللہ نے اپنی پیدا کی ہوئی بہت سی چیزوں سے تمھارے لیے سائے کا انتظام کیا، پہاڑوں میں تمھارے لیے پناہ گاہیں بنائیں۔

۶: اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ (۳۰) وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۪ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ (۳۱) وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ (۳۲) وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (۳۳) الانبیاء

کیا وہ لوگ جنھوں نے (نبیؐ کی بات ماننے سے) انکار کر دیا ہے غور نہیں کرتے کہ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انھیں جدا کیا اور پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔ کیا وہ (ہماری اس خلاقی کو نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانتے؟ اور ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیے تاکہ وہ انھیں لے کر ڈھلک نہ جائے اور اس میں کشادہ راہیں بنا دیں شاید کہ لوگ اپنا راستہ معلوم کر لیں اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا مگر یہ ہیں کہ اس کی نشانیوں کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات اور دن بنائے اور سورج اور چاند کو پیدا کیا سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

۷: وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۶﴾ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۷﴾ الحج

اور تم دیکھتے ہو کہ زمین سوکھی پڑی ہے پھر جہاں ہم نے اس پر مینہ برسایا کہ یکایک وہ پھبک اٹھی اور پھول گئی اور اس نے ہر قسم کی خوش منظر نباتات اگلنی شروع کر دی۔ یہ سب اس وجہ سے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ (اس بات کی دلیل ہے) کہ قیامت کی گھڑی آ کر رہے گی اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں اور اللہ ان لوگوں کو ضرور اٹھائے گا جو قبروں میں جا چکے ہیں۔

۸: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے سب کچھ تمھارے لیے مسخر کر رکھا ہے جو زمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہے اور اسی نے کشتی کو قاعدے کا پابند بنایا ہے کہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلتی ہے اور وہی آسمان کو اس طرح تھامے ہوئے کہ اس کے اذن کے بغیر وہ زمین پر نہیں گر سکتا، واقعہ یہ ہے کہ اللہ لوگوں کے حق میں بڑا شفیق اور رحیم ہے۔ وہی ہے جس نے تمھیں زندگی بخشی ہے وہی تم کو موت دیتا ہے اور وہی تم کو پھر زندہ کرے گا۔ سچ یہ ہے کہ انسان بڑا ہی منکرِ حق ہے۔

۹ : وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ ﴿۱۷﴾ وَ
اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾
فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۖ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا
تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ المؤمنون

اور تمھارے اوپر ہم نے سات راستے بنائے تخلیق کے کام سے ہم کچھ نابلد نہ تھے اور آسمان سے ہم نے ٹھیک حساب کے مطابق ایک خاص مقدار میں پانی اتارا اور اس کو زمین میں ٹھیرا دیا ہم اسے جس طرح چاہیں غائب کر سکتے ہیں۔ پھر اس پانی کے ذریعہ سے ہم نے تمھارے لیے کھجور اور انگور کے باغ پیدا کر دیے تمھارے لیے ان باغوں میں بہت سے لذیذ پھل ہیں اور ان سے تم روزی حاصل کرتے ہو۔

۱۰ : اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا
اَلْوَانُهَا ۭ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾
وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ۭ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ
عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾ فاطر

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اس کے ذریعہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم طرح طرح کے پھل نکال لاتے ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں ۔ پہاڑوں میں بھی سفید سُرخ اور گہری سیاہ دھاریاں پائی جاتی ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ اسی طرح انسانوں جانوروں اور مویشیوں کے رنگ بھی مختلف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں۔ بے شک اللہ زبردست اور درگزر فرمانے والا ہے۔

۱۱ : اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝۶ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝۷ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝۸ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝۹ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝۱۰ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝۱۱ قٓ

اچھا تو کیا انھوں نے کبھی اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا؟ کس طرح ہم نے اسے بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کوئی رخنہ نہیں ہے۔ اور زمین کو ہم نے بچھایا اور اس میں پہاڑ جمائے اور اس کے اندر ہر طرح کی خوش منظر نباتات اُگا دیں۔ یہ ساری چیزیں آنکھیں کھولنے والی اور سبق دینے والی ہیں ہر اس بندے کے لیے جو (حق کی طرف) رجوع کرنے والا ہو۔ اور آسمان سے ہم نے برکت والا پانی نازل کیا پھر اس سے باغ اور فصل کے غلّے اور بلند و بالا کھجور کے درخت پیدا کر دیے جن پر پھلوں سے لدے ہوئے خوشے تہ بر تہ لگتے ہیں یہ انتظام ہے بندوں کو رزق دینے کا۔ اس پانی سے ہم ایک مُردہ زمین کو زندگی بخش دیتے ہیں (مرے ہوئے انسانوں کا زمین سے نکلنا بھی اسی طرح ہوگا۔

۱۲ : تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝۱ الَّذِيْ خَلَقَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝۲ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝۴ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ ۝۵ مُلک

نہایت بزرگ و برتر ہے وہ جس کے ہاتھ میں کائنات کی سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تاکہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے اور وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی جس نے تہ بر تہ آسمان بنائے۔ تم رحمٰن کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے۔ پھر پلٹ کر دیکھو کہیں تمھیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑاؤ۔ تمھاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی۔ ہم نے تمھارے قریب کے آسمان کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا ہے اور انھیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنا دیا ہے۔

۱۳ : اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَاۗءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۝۴۵ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ۝۴۶ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ۝۴۷ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً طَهُوْرًا ۝۴۸ لِّنُحْيِيَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ۝۴۹ فرقان

تم نے دیکھا نہیں کہ تمھارا رب کس طرح سایہ پھیلا دیتا ہے؟ اگر وہ چاہتا تو اسے دائمی سایہ بنا دیتا۔ ہم نے سورج کو اس پر دلیل بنایا پھر (جیسے جیسے سورج اٹھتا جاتا ہے) ہم اس سائے کو رفتہ رفتہ سمیٹتے چلے جاتے ہیں اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات کو تمھارے لیے لباس اور نیند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو سکون موت اور دن کو جی اٹھنے کا وقت بنایا۔ اور وہی ہے جو اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو بشارت بنا کر بھیجتا ہے۔ پھر آسمان سے پاک پانی نازل کرتا ہے تاکہ ایک مُردہ علاقے کو اس کے ذریعے زندگی بخشے اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے جانوروں اور انسانوں کو سیراب کرے۔

اور اس طرح اسلامی نظریہ ایک ایسی کائنات سے معاملہ کرتا ہے جس کا وجود حقیقی اور واقعی ہے اگرچہ یہ وجود اپنی فطرت کے لحاظ سے باری تعالیٰ کے وجود سے یکسر مختلف ہے لیکن کائنات کا وجود ایک ایسا وجود ہے جس کے اوصاف و خصائص خارج کی محسوس دنیا میں بخوبی دیکھے جا سکتے ہیں محض ذہن کے تصوراتِ مجرّدہ سے ماخوذ نہیں ہیں اور نہ ایسے فرضی دعووں کی بنا پر تخلیق کر لیے گئے ہیں جن کا رُخ خواہشِ نفسانی بلا دلیل جدھر چاہتی ہے موڑ دیتی ہے۔

اسلامی نظریہ میں کائنات کی واقعیت کا مفہوم اس وقت مزید واضح ہو جاتا ہے جب ہم دیگر تصوّرات مثلاً براہمنوں کا تصور سامنے رکھتے ہیں اور اس کے اس پہلو کو دیکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک واحد "وجود" "براہما" کا وجود ہے جو بڑا دیوتا ہے اور یہ مادی کائنات "عدم" محض ہے جو وجود کی ضد ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وجود عدم میں حلول کر گیا جس کی وجہ سے دُنیا میں شر پیدا ہوئی کیونکہ "وجود" تو خیرِ محض اور کمال محض ہے۔ اس کے برعکس "عدم" شرِ محض اور نقص محض ہے اور چونکہ وہ ہر چیز جو جسم رکھتی ہے "شر" ہے اس لیے شر سے انسان کی نجات محض اس صورت میں ممکن ہے کہ وہ اس جسم سے چھٹکارا پا کر "وجود" میں دوبارہ لوٹ جائے اور مطلق (آزاد) کے وصف سے پھر متّصف ہو اور عدم کی قید سے (جو ناقص اور شرِ محض ہے اور جس میں یہ وجود حلول کر گیا تھا) رہائی پا لے۔

اسی طرح اسلامی نظریہ میں کائنات کی واقعیت کا مفہوم اس وقت اور کھل کر سامنے آتا ہے جب ہم "افلاطون" کے تصورِ کائنات کو دیکھتے ہیں۔ افلاطون کے خیال میں اس مادی وجود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حقیقت محض اس قدر ہے کہ یہ عالم مثال کا سایہ یا پرتو ہے چنانچہ وہ کہتا ہے، کہ مثال کے طور پر آپ خارج کی دنیا میں جو درخت دیکھتے ہیں یہ اس مثالی درخت کا سایہ یا عکس ہے جو عقلِ مطلق کے اندر مخفی ہے اور یہ خارجی درخت ناقص ہونے کی بنا پر اس کمال کی نمائندگی نہیں کرتا جو کمال اس مثالی درخت میں ہے جو عقلِ الٰہ کے اندر ہے اور "نفس کلی" (جو عالم مثال میں ہے) ان اشیاءِ مثالیہ کے درمیان جو عقلِ مطلق میں ہیں۔ (جیسی بھی ہیں) اور ان ظاہری ظلی، غیر حقیقی اشیاء کے درمیان جو مادی عالم میں موجود ہیں اور جن کو ہم چھوتے اور دیکھتے ہیں رابطے کا کام دیتا ہے

افلوطین (PLOTINUS) کہتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔ کہ ایک تو "احد" ہے یہ احد خدا ہے اس نے عقل کو پیدا کیا اور عقل نے رُوح یا "نفس کلی" کو پیدا کیا اور رُوح یا نفس کلی نے عقل کی نیابت میں اس عالم محسوس کو پیدا کیا اور اس محسوس کائنات کی اصل مادہ ہے اور مادہ موجودات میں پست ترین شئے ہے جو سراسر ظلمت اور شر و فساد ہے۔ وغیرہ وغیرہ ——

جب ان تصوّرات کا جو محض انسانی عقل اور عقل کی تاویلات پر مبنی ہیں نہ تو کائنات کی واقعیت سے ان کا کوئی تعلق ہے اور نہ کائنات میں موجود بنیادی حقیقتوں سے ان کا کوئی واسطہ ہے جب ان تصورات کا موازنہ اُن تفصیلات سے کیا جاتا ہے جو اسلامی نظریہ کے متعلق قرآن مجید نے پیش کی ہیں (جو ہم بیان کر چکے ہیں اور ان کے علاوہ قرآن مجید میں اور بھی دیکھی جا سکتی ہیں) تب واقعیت کے وہ معنی پُوری طرح کھل کر سامنے آتے ہیں، جو اسلامی نظریہ میں واقعیت سے ہماری مُراد ہیں۔

اسی طرح اسلامی نظریہ جس "انسان" سے معاملہ کرتا ہے وہ یہ واقعی انسان ہے جو نوعِ انسانی کی شکل میں جیسی کہ وہ ہے اور جو بھی اس کی حقیقت ہے آپ کے سامنے موجود ہے یہی انسان جس کی ایک مخصوص ساخت اور مخصوص فطرت ہے اور جو گوشت پوست خون اور اعصاب کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پتلا ہے جس میں عقل، جان اور رُوح ہے یہی انسان جو جذبات اور خواہشات کا مالک ہے جس کی رغبتیں اور ضرورتیں ہیں جو کھاتا پیتا اور بازاروں میں چلتا ہے مرتا جیتا ہے، جس کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی، دوسروں کو متاثر کرتا ہے اور خود بھی متاثر ہوتا ہے، پسند و ناپسند، خوف و رجا، امید و یاس، بلندی و پستی، ایمان و کفر، ہدایت و گمراہی اس کے احوال و اطوار ہیں جو زمین کو آباد بھی کرتا ہے اور فساد مچا کر اور کھیتوں اور نسلوں کو ہلاک کر کے زمین کو تباہ و برباد بھی کرتا ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

۱: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ① النسا

لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دُنیا میں پھیلا دیے اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو یقین کرو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔

۲: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ⑬ الحجرات

لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمھاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمھارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

۳: سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ یٰسٓ

پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی نباتات سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس (یعنی نوع انسانی) میں سے یا ان اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔

۴ : وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ المؤمنون -

ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا پھر اس بوند کو لوتھڑے کی شکل دی پھر لوتھڑے کو بوٹی بنا دیا پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اسے ایک دوسری مخلوق بنا کھڑا کیا۔ پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ سب کاری گروں سے اچھا کاری گر۔

۵ : هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ الدھر

کیا انسان پر لامتناہی زمانے کا ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا؟ ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لیے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا ہم نے اسے راستہ دکھا دیا خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا۔

۶ : قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ عبس

لعنت ہو انسان پر کیسا سخت منکرِ حق ہے یہ، کس چیز سے اللہ نے اسے پیدا کیا ہے؟ نطفہ کی ایک بُوند سے۔ اللہ نے اسے پیدا کیا پھر اس کی تقدیر بنائی، پھر اس کے لیے زندگی کی راہ آسان کی پھر اسے موت دی اور قبر میں پہنچایا۔ پھر جب چاہے وہ اسے دوبارہ اٹھا کھڑا کرے۔

۷ : اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ یُونس

انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس پر کوئی سخت وقت آتا ہے تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہم کو پکارتا ہے مگر جب ہم اس کی مصیبت ٹال دیتے ہیں تو ایسا چل نکلتا ہے کہ گویا اس نے کبھی اپنے کسی بُرے وقت پر ہم کو پکارا ہی نہ تھا۔ اس طرح حد سے گزر جانے والوں کے لیے ان کے کرتوت خوشنما بنا دیے گئے ہیں۔

۸ : وَاِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْۤ اٰيَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾ یُونس

لوگوں کا حال یہ ہے کہ مصیبت کے بعد جب ہم ان کو رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو فوراً ہی وہ ہماری نشانیوں کے معاملہ میں چال بازیاں شروع کر دیتے ہیں ان سے کہو اللہ اپنی چال میں تم سے زیادہ تیز ہے اس کے فرشتے تمھاری سب مکّاریوں کو قلم بند کر رہے ہیں۔

۹ : وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَفُوْرٌ ⑨ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ⑩ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑪ هود

اگر کبھی ہم انسان کو اپنی رحمت سے نوازنے کے بعد پھر اس سے محروم کر دیتے ہیں تو وہ مایوس ہوتا ہے اور ناشکری کرنے لگتا ہے اور اگر اس مصیبت کے بعد جو اس پر آئی تھی ہم اسے نعمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو کہتا ہے میرے تو سارے دلدّر پار ہو گئے پھر وہ پھولا نہیں سماتا اور اکڑنے لگتا ہے اس عیب سے پاک اگر کوئی ہیں تو بس وہ لوگ جو صبر کرنے والے اور نیکوکار ہیں جن کے لیے درگزر بھی ہے اور بڑا اجر بھی۔

۱۰ : وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ⑳ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ㉕ .... وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ㉗ البقرہ

انسانوں میں کوئی تو ایسا ہے جس کی باتیں دُنیا کی زندگی میں تمھیں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں اور اپنی نیک نیتی پر وہ بار بار خدا کو گواہ ٹھیراتا ہے مگر حقیقت میں وہ بدترین دشمنِ حق ہوتا ہے۔ جب اسے اقتدار حاصل ہو جاتا ہے تو زمین میں ساری دوڑ دھوپ اس لیے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے کھیتوں کو غارت کرے اور نسلِ انسانی کو تباہ کرے حالانکہ اللہ (جسے وہ گواہ بنا رہا ہے) فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا .... دُوسری طرف انسانوں ہی میں کوئی ایسا بھی ہے جو رضائے الٰہی کی طلب میں اپنی جان کھپا دیتا ہے اور ایسے بندوں پر اللہ بہت مہربان ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا اس طرح اسلامی نظریہ کا واسطہ ایک ایسے انسان سے ہے جو حقیقی وجود رکھتا ہے اس کے خصوصیات و امتیازات ہیں اس کا فعل و انفعال ہے اس کی اثر پذیری اور اثر آفرینی ہے۔ یہ انسان کوئی "معنیٰ مجردہ" یا مفروضہ نہیں ہے جس کا خارجی اور واقعی دنیا سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

اسلامی نظریہ انسانیت سے نہ تو اس حیثیت سے معاملہ کرتا ہے کہ وہ محض "معنیٰ مجردہ" ہے اور نہ اسے خدا بنا کر اس کی عبادت کراتا ہے[1]۔ جبکہ اس معنیٰ مجردہ کا نہ تو واقعی دنیا میں کوئی وجود ہے اور نہ کوئی قاعدہ قانون۔ اور نہ اسلامی نظریہ "عقل مطلق" کو شخصی وجود مان کر اس سے معاملہ کرتا ہے[2] کیونکہ عقل مطلق کا کوئی حقیقی اور واقعی وجود نہیں ہے بلکہ جو عقل موجود ہے وہ عقل مفرد ہے یعنی ہر شخص کی عقل الگ الگ اپنا وجود رکھتی ہے یہی وجہ ہے کہ عقل روح کی یا کائنات کی خالق نہیں ہو سکتی[3]۔

اسلامی نظریہ "عقلی مثالیت" (IDEALISM) سے بھی اختلاف کرتا ہے کیونکہ یہ لوگ ایسے خالص عقلی قضیوں سے کام چلاتے ہیں جن کا زندگی پر اور کائنات پر اثر انداز ہونے والے یا ان سے اثر قبول کرنے والے حقیقی موجودات سے کوئی ربط و تعلق نہیں ہے۔

اسی طرح اسلامی نظریہ مسلک ثبوتیت (POSITIVISM) سے بھی یکسر مختلف ہے، کیونکہ یہ لوگ فطرت کو خدا مانتے ہیں اور فطرت کو عقل یا عقلی مدرکات کا خالق قرار دیتے ہیں جبکہ اسلامی نظریہ کے مطابق فطرت اور انسان دونوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور انسانی عقل قوانین فطرت کا انکشاف کر کے فطرت کی قوتوں اور ذخائر کو دریافت کرتی ہے اور اس پر مثبت انداز میں اثر انداز بھی ہوتی ہے اور اس سے حسی اور عقلی طور پر اثر قبول بھی کرتی ہے اور یہ سب انتہائی توازن و اعتدال کے ساتھ وقوع پذیر ہوتا ہے۔

---

[1] جیسا کہ فلاسفہ وضعیین میں سے فیر باخ کا خیال ہے۔

[2] جیسا کہ مثالی عقلیت کے علمبردار "فشٹے" کا خیال ہے۔

[3] جیسا کہ جدید افلاطونیت کے بانی افلوطین (پلوٹینس) کا نظریہ ہے (مصنف)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا معلوم ہوتا ہے معلوم ہی نہیں ہوتا بلکہ واقعہ یہی ہے کہ اسلام آنے والی صدیوں اور قرنوں کے پس پردہ دیکھ رہا تھا کہ قدیم فلسفیوں اور جدید مفکرین کے ہاتھوں انسانیت کو ان تمام الجھنوں اور حماقتوں سے دوچار ہونا پڑے گا جو "عقلی مثالیت" اور "وضعی حسیّت" سے لے کر "مادی جدلیت" تک کی شکل میں اس پر مسلّط ہوتی رہی ہیں۔ اسی وجہ سے اس نے ایسا عجیب متوازن اور کامل و جامع نظریہ تیار کیا جس کے نتیجہ میں انسانی ضمیر ایک ثابت و دائم مستقر پر جم سکے اور انسانی حواس گمراہی کے ان تمام انباروں اور شکوک و شبہات سے نجات پاکر اس نظریہ میں پناہ لے سکیں جہاں انسانی حواس کو ایسے سچے معیارات و اقدار اور بے لاگ اور دوٹوک فیصلے ملیں جن میں عقل اور خواہشات نفس کی بے ہودگیوں اور حماقتوں کے برعکس نور و ہدایت ہو۔ خدائے بزرگ و برتر نے سچ فرمایا ہے:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ = (۹) بنی اسرائیل

حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾

حٰمٓ سجدہ

اور اس شخص کی بات سے اچھی بات کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں۔

اسلامی نظریہ میں واقعیت کے مفہوم کا دوسرا پہلو وہ ہے جس کا تعلق اس نظریہ کے اس منہاج کے مزاج سے ہے جو یہ نظریہ انسانی زندگی کے لیے پیش کرتا ہے یعنی اس منہاج کا فی الواقع انسانی مزاج سے ہم آہنگ ہونا اور ان حالات و ظروف کے مطابق ہونا جو اس کائنات میں انسانی زندگی کو محیط ہیں نیز اس منہاج کا انسان کی واقعی اور حقیقی قوتوں اور صلاحیتوں کے مطابق ہونا۔

اسلامی نظریہ میں انسان سے مراد یہی انسان ہے جسے ہم اچھی طرح جانتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی گوشت پوست کا بنا ہُوا انسان اپنی تمام کمزوریوں اور قوتوں کے ساتھ جس کے جذبات بھی ہیں اور خواہشات بھی جو اعصاب، جسم، عقل اور رُوح کا مالک ہے اسلامی نظریہ کا انسان وہ انسان نہیں ہے جو کسی بہکے ہُوئے مُنہ زور تصوّر کی پیداوار ہو، یا جیسے دُھندلکوں اور پرچھائیوں کی صُورت میں کسی نے سہانے خواب میں دیکھا ہو یا جیسے کسی تجریدی ذہن نے سطحی منطق کے چند قضیوں کی مدد سے گھڑ لیا ہو (عقلی مثالیت) اور نہ یہ انسان اس قسم کا انسان ہے جسے فلاسفہ وضعیین نے سب سے پست درجے میں ڈال دیا ہے اور جسے اندھے بہرے مادے یا "اقتصاد" کی پیداوار قرار دیا ہے۔

اسلامی نظریہ کا انسان وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خلافتِ ارضی سونپنے کی غرض سے تخلیق فرمایا ہے اور وہ اس زمین میں متحرک و فعال رہتے ہوئے مثبت اعمال کی صورت میں کاروبارِ خلافت سرانجام دیتا ہے جس کے نتیجہ میں مادی دنیا میں ایجادات و اختراعات ہوتی ہیں اور اسی کے ہاتھوں زمین میں بسنے والے جانداروں اور انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی تقدیر نافذ اور تکمیل پذیر ہوتی ہے۔

جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں، اسلامی نظریہ میں انسان سے مراد حقیقی اور واقعی انسان ہے اس لیے اسلام نے اس کے لیے جو منہاجِ حیات مقرر کیا ہے وہ بھی اسی کی طرح حقیقی اور واقعی ہے یہ ایک متحرک اور جاندار منہاج ہے جس کی حدود انسانی قوتوں کی حدود کے عین مطابق ہیں اور اس کی واقعی ساخت پر جو اس ڈھانچے میں خُون اور گوشت، اعصاب اور جسم، اور عقل و رُوح کے ایک دُوسرے کے ساتھ اختلاط و امتزاج سے عبارت ہے پوری طرح منطبق ہوتی ہیں:

اسلامی منہاجِ حیات اپنی رفعت و نظافت اور اپنی ربانیت و مثالیت کے باوجود ایسا منہاج ہے جو اس انسان کے لیے بنایا گیا ہے اور جس میں اس کی حقیقی اور واقعی قوتوں کی حدود کو پُوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے وہ ایک ایسا نظامِ حیات ہے جو اُس انسانی وجود کے لیے ہے جو اس زمین پر زندگی گزارتا ہے کھاتا پیتا ہے بازاروں میں چلتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے شادی کرتا اور بچے پیدا کرتا ہے محبت اور نفرت کرتا ہے اور جو خوف و رجا کی کیفیات سے آشنا ہے۔ الغرض تمام واقعی انسانی اوصاف و خصائص جو اللہ نے انسان کے خمیر میں رکھے ہیں ان سے بطریقِ احسن پورا پورا کام لیتا ہے۔

اسلامی نظریہ میں انسان کی توانائیوں اور صلاحیتوں کو اس کی فضیلتوں اور پستیوں کو اس کے قوت و ضعف کو بالکل فطری انداز میں ملحوظ رکھا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام انسان سے کسی حالت میں بدظن نہیں ہوتا نہ وہ اس کے اس رول کو جو وہ اس زمین پر ادا کرتا ہے حقیر سمجھتا ہے اور نہ انسانی زندگی کی متنوع اوضاع و اشکال میں سے کوئی ایک شکل و وضع اختیار کرنے کی بنا پر انسان کی قدر و قیمت کو گھٹاتا ہے اور نہ مقام الوہیت تک بلند کر کے اسے خدائی اوصاف و خصائص کا خلعت پہناتا ہے اور نہ انسان کو ایسا نورانی اور بے عیب فرشتہ تصور کرتا ہے جو مادی جسم کے تقاضوں سے آلودہ ہی نہ ہو سکے یہی وجہ ہے کہ اسلام انسانی جسم کے فطری محرکات اور تقاضوں کو ناپاک اور گھناؤنا خیال نہیں کرتا۔

منہج اسلامی میں چونکہ انسان کی انسانیت کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھا گیا ہے اس بنا پر صرف یہی ایک ایسا منہج حیات ہے جس پر عمل کر کے انسان اپنی اس رفعت تک بلندی اور اپنی اس مکمل ترین وضع تک رسائی حاصل کر سکتا ہے جس تک بلند ہونا اور رسائی حاصل کرنا کسی بھی سرزمین میں اور کسی بھی زمانے میں انسان کے لیے ممکن ہے۔

یہ موقع اس حقیقت کی تفصیل میں جانے کا نہیں ہے اس پر مفصل گفتگو اس کتاب کے دوسرے حصہ میں حقیقتِ انسانی کے عنوان کے تحت کی جائے گی۔ اس وقت ہم اسی قدر گفتگو پر اکتفا کرتے ہیں اور آپ کے سامنے ایسی قرآنی آیات پیش کرتے ہیں جو اسلامی منہاج میں واقعیت کی پوری پوری منظر کشی کرتی ہیں اور بتاتی ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس منہج کا اطلاق اس واقعی انسان پر کس طریقہ سے ہوتا ہے اور کس طرح یہ منہج انسان کو رفعت و پاکیزگی اختیار کرنے اور اس کمال تک پہنچنے کے لیے تحریک پیدا کرتا رہتا ہے جس تک پہنچنا انسان کے لیے مقدر ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

۱ : وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝ الفرقان

کہتے ہیں یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟ کیوں نہ اس کے پاس کوئی فرشتہ بھیجا گیا جو اس کے ساتھ رہتا اور (نہ ماننے والوں کو) دھمکاتا؟ اور کچھ نہیں تو اس کے لیے کوئی خزانہ ہی اُتار دیا جاتا یا اس کے پاس کوئی باغ ہی ہوتا جس سے یہ (اطمینان کی) روزی حاصل کرتا۔ اور ظالم کہتے ہیں تم لوگ تو ایک سحر زدہ آدمی کے پیچھے لگ گئے ہو۔ دیکھو کیسی عجیب عجیب حجتیں یہ لوگ تمھارے آگے پیش کر رہے ہیں۔ ایسے بہکے ہیں کہ کوئی ٹھکانے کی بات ان کو نہیں سوجھتی۔ بڑا بابرکت ہے وہ جو اگر چاہے تو ان کی تجویز کردہ چیزوں سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر تم کو دے سکتا ہے (ایک نہیں) بہت سے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں اور بڑے بڑے محل۔

۲ : وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَاۗءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّمَآءِ ط وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ط قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ بنی اسرائیل

اور انھوں نے کہا ہم تیری بات نہ مانیں گے جب تک کہ تو ہمارے لیے زمین کو پھاڑ کر ایک چشمہ جاری نہ کر دے۔ یا تیرے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو اور تو اس میں نہریں رواں کر دے یا تو آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے اوپر گرا دے جیسا کہ تیرا دعوے ہے یا تو خدا اور فرشتوں کو رُو در رُو ہمارے سامنے لے آئے یا تیرے لیے سونے کا ایک گھر بن جائے۔ یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور تیرے چڑھنے کا بھی ہم یقین نہ کریں گے جب تک کہ تو ہمارے اُوپر ایسی تحریر نہ اتار لائے جسے ہم پڑھیں۔ اے محمدؐ ان سے کہو پاک ہے میرا پروردگار، کیا میں ایک پیغام لانے والے انسان کے سوا اور بھی کچھ ہوں؟

۳ : لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط (۲۸۶) البقرہ

اللہ کسی متنفس پر اس کی مقدرت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہر شخص نے جو نیکی کمائی ہے اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو بدی سمیٹی ہے اس کا وبال اسی پر ہے۔

۴ : يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ط قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۖ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾ بقرہ

پوچھتے ہیں حیض کا کیا حکم ہے؟ کہو وہ ایک گندگی کی حالت ہے۔ اس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک صاف نہ ہو جائیں۔ پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ اس طرح جیسا کہ اللہ نے تم کو حکم دیا ہے۔ اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو بدی سے باز رہیں اور پاکیزگی اختیار کریں۔ تمھاری عورتیں تمھاری کھیتیاں ہیں تمھیں اختیار ہے جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں جاؤ مگر اپنے مستقبل کی فکر کرو اور اللہ کی ناراضی سے بچو، خوب جان لو کہ تمھیں ایک دن اللہ سے ملنا ہے۔ اور اے نبیؐ جو تمھاری ہدایات مان لیں انھیں فلاح و سعادت کا مژدہ سنا دو۔

۵ : كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ البقرہ

تمھیں جنگ کا حکم دیا گیا ہے اور وہ تمھیں ناگوار ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمھیں ناگوار ہو اور وہی تمھارے لیے بہتر ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمھیں پسند ہو اور وہی تمھارے لیے بُری ہو۔ اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

۶ : زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۗ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۗ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ آل عمران

لوگوں کے لیے مرغوباتِ نفس۔ عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں۔ بڑی خوش آئند بنا دی گئی ہیں۔ مگر یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب دُنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں۔ حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔ کہو میں تمھیں بتاؤں کہ ان سے زیادہ اچھی چیز کیا ہے؟ جو لوگ تقویٰ کی روش اختیار کریں ان کے لیے ان کے رب کے پاس باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہاں انھیں ہمیشگی کی زندگی حاصل ہوگی پاکیزہ بیویاں ان کی رفیق ہوں گی اور اللہ کی رضا سے وہ سرفراز ہوں گے اللہ اپنے بندوں کے رویّے پر گہری نظر رکھتا ہے۔

۷ : وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۡ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڬ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ آل عمران

دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے اور وہ ان خدا ترس لوگوں کے لیے مہیا کی گئی ہے جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں خواہ بدحال ہوں یا خوش حال جو غصّے کو پی جاتے ہیں اور دُوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔ اور جن کا حال یہ ہے کہ اگر کبھی کوئی فحش کام ان سے سرزد ہو جاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کر کے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو معاً انھیں اللہ یاد آ جاتا ہے اور اس سے وہ اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے سوا اور کون ہے جو گناہ معاف کر سکتا ہو۔ اور وہ دیدہ دانستہ اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیے پر اصرار نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کی جزا ان کے رب کے پاس یہ ہے کہ وہ ان کو معاف کر دے گا اور ایسے باغوں میں انھیں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ کیسا اچھا بدلہ ہے نیک عمل کرنے والوں کے لیے۔

۸ : اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ النساء

مرد عورتوں پر قوام ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ پس جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت اور نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں اور جن عورتوں سے تمھیں سرکشی کا اندیشہ ہو انھیں سمجھاؤ، خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور مارو، پھر وہ اگر تمھاری مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان پر دست درازی کے لیے بہانے تلاش نہ کرو یقین رکھو کہ اوپر اللہ موجود ہے جو بڑا اور بالاتر ہے۔

۹ : فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ النساء

اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیے ان لوگوں کو جو آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی کو فروخت کر دیں پھر جو اللہ کی راہ میں لڑے گا اور مارا جائے گا یا غالب رہے گا اسے ضرور ہم اجر عظیم عطا کریں گے آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبا لیے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر دے جن لوگوں نے ایمان کا راستہ اختیار کیا ہے وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جنھوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ہے وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں پس شیطان کے ساتھیوں سے لڑو اور یقین جانو کہ شیطان کی چالیں حقیقت میں نہایت کمزور ہیں۔

۱۰: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ المائدہ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو۔ کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو، یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

۱۱: يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿٣١﴾ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ
مِنَ الرِّزْقِ ۚ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ كَذَٰلِكَ
نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٣٢﴾ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ
وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا
عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٣﴾

اے بنی آدم، ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ رہو اور کھاؤ پیو
اور حد سے تجاوز نہ کرو، اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اے محمدؐ
کہو کس نے اللہ کی زینت کو حرام کر دیا جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے نکالا
تھا اور کس نے خدا کی بخشی ہوئی پاک چیزیں ممنوع کر دیں؟ کہو یہ ساری چیزیں دنیا
کی زندگی میں بھی ایمان لانے والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے روز تو خالصۃً
انہی کے لیے ہوں گی۔ اس طرح ہم اپنی باتیں صاف صاف بیان کرتے
ہیں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھنے والے ہیں۔ اے محمدؐ ان سے کہو کہ میرے
رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ تو یہ ہیں: بے شرمی کے کام۔ خواہ کھلے ہوں یا
چھپے۔ اور گناہ اور حق کے خلاف زیادتی اور یہ کہ اللہ کے ساتھ تم کسی کو شریک
کرو جس کے لیے اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور یہ کہ اللہ کے نام پر
کوئی ایسی بات کہو جس کے متعلق تمھیں علم نہ ہو کہ وہ حقیقت میں اسی نے
فرمائی ہے۔

اسی طرح جوں جوں ہم ان قرآنی نصوص کو دیکھتے ہیں جو اسلامی زندگی کی
ذمہ داریوں کو متعین کرتی ہیں اور زندگی کے لیے اسلامی منہاج کی حدود مقرر کرتی ہیں تو ہمیں
اسلامی منہج کی واقعیت کا بھی مشاہدہ ہوتا ہے اور یہ بھی نظر آتا ہے کہ اس منہج کو انسان کی
حقیقی فطرت پر اور اس کو عطا کی گئی قوتوں کی حدود اور اس کی کارکردگی اور سرگرمیوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلاحیتوں پر کس خوبصورتی سے منطبق کیا گیا ہے کہ نہ تو کوئی قوت معطل ہوتی ہے، نہ اپنا کام سرانجام دینے سے رُکتی ہے اور نہ انسان کی وسعت وطاقت سے زیادہ اس پر ذمہ داری کا بوجھ ڈالا گیا ہے اور نہ کسی ایسی بات کا اسے مکلّف بنایا گیا ہے جو اس کے مزاج اور فطرت کے مطابق نہیں ہے۔

اسلامی نظریہ کی واقعیت اس وقت اور کھل کر سامنے آتی ہے جب ہم مثال کے طور پر اس مطالبہ کو دیکھتے ہیں جو براہمنوں کا مذہب اپنے معتقدین سے کرتا ہے، اس مذہب میں ہر ایسی چیز سے جو جسمانی نشوونما اور تحفظ کا ذریعہ ہو کنارہ کش ہونے کا مطالبہ کیا جاتا ہے تاکہ رُوح قیدِ جسم سے جلد رہائی پا سکے اور "عدم" سے جو مجسم تاریکی، نقائص سے پُر اور سراسر شر ہے، نجات حاصل ہو اور وجودِ کامل کی طرف لوٹا جا سکے جو نور و خیر ہے۔

یا جب ہم ان کلیسائی تصوّرات کو دیکھتے ہیں جن کو نصرانیت میں شامل کر کے اس کا حُلیہ بگاڑ دیا گیا ہے۔ اس کلیسائی نصرانیت میں انسانی وجود کے ساتھ (جو مادے اور روح کا مُرکب ہے اور نہ صرف مرکب ہے بلکہ دونوں مل کر باہم ایک ہو چکے ہیں) ایسا برتاؤ کیا جاتا ہے کہ گویا کہ یہ کوئی بہت ہی ناپسندیدہ غلطی ہے جس سے نجات پانا ضروری ہے اور اس نجات کے لیے رُوح کو جسم سے جُدا کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے اور ہر ایسی چیز کو جو جسم رکھتی ہے غلیظ اور گھناؤنا سمجھنا چاہیے اور اس پر مستزاد وہ ناقابلِ برداشت مشقتیں ہیں، جو انسان پر مسلّط کی گئی ہیں مثلاً ایسی بیوی کے ساتھ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہونا جس کے ساتھ یکجا رہنا ممکن نہ ہو، نہ اس سے علیحدگی اختیار کی جا سکتی ہے اور نہ دوسری شادی کی اجازت ہے وغیرہ۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے کلیسائی تصوّرات ایسے ہیں جو انسانی فطرت اور اس کی واقعی ساخت سے متصادم ہیں۔

ان سب کے برعکس اسلام یقیناً ایک واقعیت پسند دین ہے جو زندگی اور حرکت کا دین ہے۔ عمل پیداوار اور ترقی کا دین ہے۔ ایسا دین ہے جس کے احکام انسان سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور انسانی فطرت سے عین مطابقت رکھتے ہیں جس میں انسان کی تمام قوتیں اپنا وہ فریضہ بطریقِ احسن سرانجام دیتی ہیں جن کے لیے انھیں بنایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انسان حرکت و عمل کے ذریعہ سے اپنے اس منتہائے کمال تک پہنچ سکتا ہے جو اس کے لیے مقدر کیا گیا ہے لیکن یہ کمال انسانی قوتوں اور خواہشوں کے تمام تقاضوں کی تسکین و تکمیل کے ساتھ ساتھ حاصل کیا جاتا ہے انھیں کچل کر یا اپنی کارکردگی سے روک کر یا ان کی قدر و قیمت گھٹا کر اور ان کو گندا سمجھ کر نہیں۔

چنانچہ واقعیت کی یہ خوبی اس منہجِ حیات میں بھی اسی طرح حقیقتاً موجود ہے جو اسلام انسانی زندگی کے لیے پیش کرتا ہے جس طرح یہ وصف خود اسلامی نظریہ میں (ذاتِ باری تعالیٰ، کائنات اور زندگی اور انسان کے سلسلہ میں) فی الحقیقت موجود ہے اور اس طرح اس دین کا طریقِ حیات (منہج) اور اعتقادی نظریہ دونوں ایک دوسرے سے اس طرح ہم آہنگ ہو جاتے ہیں کہ ان میں کسی طرح کا فرق و تفاوت باقی نہیں رہتا۔

اسی وجہ سے (اس نظریہ کے حامل) انسان کی تمام قوتیں پوری طرح آزاد رہتی ہیں اور وہ زمین پر تعمیری کارنامے سرانجام دیتا ہے۔ یہاں تغیر و تبدل کرتا ہے اس کی موجودات کو نشو و ارتقاء دیتا ہے اور اس مادی عالم میں نئی نئی چیزیں ایجاد کرتا ہے اور ان تمام کاموں کے سلسلہ میں اس کے سامنے نہ تو عقیدے کی رُو سے کوئی رکاوٹ کھڑی ہوتی ہے اور نہ منہاجِ عمل کے لحاظ سے۔ کیونکہ یہ دونوں واقعی ہیں اور انسان کی واقعی ساخت اور ان حالات و ظروف کے عین مطابق ہیں جو اس کائنات میں انسان کو گھیرے ہوئے ہیں کیونکہ یہ دونوں یعنی عقیدہ اور منہاج اسی کی طرف سے آئے ہیں جس نے انسان کو بنایا ہے اور جس نے اس میں یہ قوتیں اور صلاحیتیں ودیعت کی ہیں۔

بنا بریں ایسے شخص کے لیے جو اس دین و عقیدے پر ایمان رکھتا ہے اور جسے اسلامی نظریہ کی حقیقت کا اور اس اسلامی طریقِ حیات (منہج) کا جو اس نظریہ سے جنم لیتا ہے بخوبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادراک ہے۔ یہ بات نہایت خوش آئند ہے کہ اس زمین پر اسی قدر واقعی آثار اور حقیقی یادگاریں پیدا کرے اور اتنی ہی ایجادات و اختراعات بروئے کار لائے جس قدر اخلاقی اصلاح و کردار کی بلندی اس میں پیدا ہو اور جس قدر رفعت و پاکیزگی اسے حاصل ہوتی جائے اور یہ دونوں کام نہایت ہم آہنگی، توازن اور جامعیت کے ساتھ اور انتہائی مثبت اور واقعی طریقہ سے انجام پذیر ہونے چاہئیں کیونکہ یہی (فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۰ الروم) وہ فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جا سکتی، یہی بالکل راست اور درست دین ہے۔ مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحید

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ
لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ [1] الانبیاء

توحید اسلامی نظریہ کا رُکن اول ہے کیونکہ توحید ہی دین اسلام کی بُنیادی حقیقت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی توحید اسلامی نظریہ کی خصوصیات میں سے ایک خصُوصیت بھی ہے۔ کیونکہ تمام مذہبی اور فلسفیانہ نظریات میں سے جو مختلف اوقات میں دُنیا پر چھائے رہے ہیں۔ صرف اسلامی نظریہ ہی وہ واحد نظریہ ہے جس میں توحید اپنی خالص اور اصلی شکل وصورت میں باقی اور موجود ہے۔ اور یہاں یعنی اسلامی نظریہ کی خصوصیات کے زیرِعنوان ہم توحید پر اس کی اسی حیثیت سے گفتگو کریں گے۔ جبکہ اس کتاب کے دُوسرے حصّہ میں اسلامی نظریہ کے اصول وارکان بیان کرتے وقت بھی اس پر گفتگو کی جائے گی۔

دراصل یہاں خصائص کے زیرِعنوان ہم اس پر اس لیے بھی گفتگو کر رہے ہیں تاکہ یہ واضح کرسکیں کہ توحید کی خصُوصیّت کے لحاظ سے اسلامی نظریہ دُنیا کے دیگر تمام دینی اور فلسفیانہ نظریات میں ممتاز ومنفرد ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ توحید جس طرح تمام ادیانِ سماویہ کا رُکنِ اول تھی اسی طرح

---

[1] ہم نے تم سے پہلے جو بھی رسول بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے، پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔ آیۃ ۲۵۔ الانبیاء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر اس مذہب کی نمایاں خصوصیت بھی رہی ہے جو اللہ کی طرف سے کوئی رسول لے کر آیا۔ کیونکہ جو دین بھی کسی زمانے میں کسی رسول کی معرفت آیا اپنے عمومی معنی کے اعتبار سے وہ اسلام ہی ہے دین کے معنی ہی یہ ہیں کہ اللہ واحد کے آگے سر تسلیم خم کر دیا جائے۔ چنانچہ زندگی کے تمام مسائل و معاملات میں بھی صرف اللہ واحد کے منہاج کا اتباع کرنا اور زندگی کے تمام مسائل و معاملات کے لیے احکام و قوانین بھی صرف اللہ واحد سے طلب کرنا اور منہاج، قانون اور نظامِ حیات کے سلسلہ میں اللہ واحد کی اطاعت کر کے اس کی بندگی کرنا۔ الغرض مظاہر و شعائر عبادات سے بھی اللہ واحد کی عبادت کرنا اور حیاتِ واقعی کے نظام سے بھی صرف اللہ واحد کی عبادت کرنا دین کے معنی میں داخل ہے۔

لیکن چونکہ تمام ادیانِ سابقہ میں متبعین رسل کے نظریات پر جاہلی تصورات مسلط ہو جاتے رہے جس کی وجہ سے ان میں تحریف و انحراف واقع ہوتا رہا ہے اس لیے اب پورے کرۂ ارض پر اس ایک نظریہ کے سوا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے کوئی دینی نظریہ اپنی اصلی اور صحیح حالت پر باقی نہیں رہا اور چونکہ اس نظریہ کے اصولوں کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اس لیے اس میں کسی قسم کی تحریف نہیں ہو سکی اور جاہلیتوں کی وجہ سے جو ہمیشہ انسانوں کی زندگیوں پر مسلط ہو جایا کرتی ہیں اس کی روشنی ماند نہ پڑ سکی اسی بنا پر اب توحید فی الحقیقت صرف اسی دینِ حنیف کا تخصص و امتیاز ہے۔

علاوہ ازیں ایک اور لحاظ سے بھی ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ ہم حقیقت توحید کو اسلامی نظریہ کی خصوصیت قرار دیں اور وہ ہے اسلام میں حقیقتِ توحید کے اُفق کی وسعت اور زندگی کے تمام پہلوؤں تک اس کے دائرۂ اثر کی رسائی اور کارفرمائی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس نظریہ کی رُو سے انسان کے شعور و احساس، اخلاق و عادات اور طرز و سلوک کے علاوہ زندگی کے تمام پہلوؤں کی ترتیب و تنظیم کا دارومدار بھی توحید کے تصور پر ہے۔

چنانچہ مسلمان کا اس کائنات کے بارے میں جو تصور ہے اس میں بھی یہی حقیقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے اور مسلمان اس کائنات میں کارفرما قوت کی حقیقت بھی توحید ہی کو خیال کرتا ہے اسی طرح اس کی اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں میں جو قوت فعّال اور اثر انداز ہے اس کی حقیقت بھی توحید ہے گویا ایک مسلمان کے نقطہ نگاہ سے انسانی زندگی کے تمام ظاہر اور پوشیدہ چھوٹے اور بڑے اہم اور غیر اہم پہلوؤں کی تنظیم کا ذریعہ توحید ہے خواہ ان کا تعلق مظاہرِ عبادات سے ہو یا قوانینِ حیات سے، اعتقاد سے متعلق ہوں یا عمل سے انفرادی ہوں یا اجتماعی دنیوی ہوں یا اخروی غرض کہ ان میں سے کسی ایک پہلو کا ایک ذرّہ بھی توحید کے ہمہ گیر عقیدے سے باہر نہیں ہے جیسا کہ ہم خاصیتِ شمول کے بیان میں بتا چکے ہیں اور جس کی مزید تفصیل کتاب کے دوسرے حصّہ میں الوہیت کی حقیقت پر گفتگو کرتے وقت بیان کی جائے گی۔

اسلامی نظریہ اس بنیاد پر قائم ہے کہ الوہیت (خدائی) اور عبودیت (بندگی) دو جُدا جُدا حقیقتیں ہیں۔ الوہیت میں باری تعالیٰ کی ذات یکتا اور بے مثال ہے اور عبودیت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کائنات کا ہر جاندار اور بے جان سب شریک ہیں۔ اور جس طرح اللہ تعالےٰ کی ذات خدائی میں یکتا ہے اسی یکتائی کا تقاضا ہے کہ اس کے تمام اوصاف و خصائص بھی یکتا اور بے مثال ہوں۔ اور جس طرح ہر جان دار اور بے جان بندگی میں باہم ایک دوسرے کے شریک ہیں اسی طرح ہر جاندار اور کائنات کی باقی ہر چیز صفات و خصوصیاتِ الوہیت سے یکسر عاری ہے گویا موجودات دو قسم کے وجودوں پر مشتمل ہیں اور یہ دونوں وجود ایک دوسرے سے بنیادی طور پر متمیّز اور مختلف ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ (خُدا) کا وجود اور دوسرا اللہ کے سوا باقی سب (بندوں) کا وجود اور ان دونوں وجودوں کے درمیان خالق و مخلوق اور خداوند بندے کا تعلق ہے۔

دراصل اسلامی نظریہ کا پہلا ضابطہ اور اصول یہی (توحید) ہے اور اسی ایک بُنیاد سے اس کے باقی تمام قواعد و ضوابط جنم بھی لیتے ہیں اور اسی پر ان کا قیام و مدار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اس بنیادی ضابطہ کی یہی نوعیّت کہ اس پر اسلامی نظریہ قائم ہے۔ اس ضابطے (توحید) کو اس نظریہ کا ایک خصوصی وصف بنا دیتی ہے (جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں)۔

یہ بات ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ تمام ادیان سابقہ جو اللہ کی طرف سے کسی رسول کی معرفت آئے سب کا اصول و ضابطہ توحید ہی تھا۔ قرآن حکیم نہ صرف اس حقیقت کو بیان کرتا ہے بلکہ اس پر بہت زور دیتا ہے اور قطعیت و یقین کے ساتھ مجملاً بیان کرنے کے علاوہ ہر رسول کے قصّہ میں بار بار دہراتا بھی ہے۔ ملاحظہ کیجئے :

۱ : وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾ الاعراف

ہم نے نوح ؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ اس نے کہا اے برادرانِ قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمھارا کوئی خدا نہیں ہے۔ میں تمھارے حق میں ایک ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

۲ : وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾ الاعراف

اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ اس نے کہا، اے برادران قوم، اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمھارا کوئی خدا نہیں ہے۔ پھر کیا تم غلط روی سے پرہیز نہ کرو گے؟

۳ : وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ (۷۳) الاعراف

اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح ؑ کو بھیجا۔ اس نے کہا اے برادران قوم، اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی خدا نہیں ہے۔ تمھارے پاس تمھارے رب کی کھلی دلیل آگئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ : وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ط قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔ (۸۵) الاعراف

اور مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ اس نے کہا اے برادرانِ قوم اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی خدا نہیں ہے۔ تمھارے پاس تمھارے رب کی صاف رہنمائی آگئی ہے۔

۵ : وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝۹ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝۱۰ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝۱۱ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝۱۲ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝۱۳ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝۱۴ طٰهٰ

اور تمھیں کچھ موسیٰؑ کی خبر بھی پہنچی ہے؟ جب کہ اس نے ایک آگ دیکھی اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ ذرا ٹھیرو، میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ شاید کہ تمہارے لیے ایک آدھ انگارا لے آؤں یا اس آگ پر مجھے (راستے کے متعلق) کوئی رہنمائی مل جائے۔ وہاں پہنچا تو پکارا گیا اے موسیٰ میں ہی تیرا رب ہوں، جوتیاں اُتار دے تو وادی مقدس طویٰ میں ہے۔ اور میں نے تجھ کو چُن لیا ہے۔ سُن جو کچھ وحی کیا جاتا ہے۔ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے پس تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔

۶ : وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ط اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ط تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ط اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۱۱۶ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ المائدہ

غرض جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰؑ بن مریمؑ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنا لو؟ تو وہ جواب میں عرض کرے گا سبحان اللہ میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا۔ اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا، آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں۔ میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا آپ نے حکم دیا تھا یہ کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمھارا رب بھی ـــــ میں اسی وقت تک ان کا نگران تھا جب تک میں ان کے درمیان تھا۔ جب آپ نے مجھے واپس بُلا لیا تو آپ ان پر نگران تھے اور آپ تو ساری ہی چیزوں پر نگران ہیں۔ اب اگر آپ انھیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب اور دانا ہیں۔

۷ : وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ الانبیاء

ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔

لیکن تمام انبیا و رسل علیہم السلام جو توحید لائے اس میں تحریف ہو گئی اور اس کے بہت سے اعتقادات میں دیومالائی داستانیں شامل ہو گئیں۔ اور یہ سلوک تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذاہب کے ساتھ ہوا خواہ وہ ایسے مذہب ہوں جو آسمان کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں یا ایسے مذاہب جن میں آسمانی تعلیمات کے باقیات نے مختلف ادوار میں داستانوں کے ساتھ خلط ملط ہو کر بُت پرستی کی شکل اختیار کر لی جن پر کچھ گفت گو ہم "تیہ ورکام" کے زیرِ عنوان اور مزید کچھ باتیں بعض دُوسرے ابواب میں بیان کر چکے ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی نظریہ میں توحید کے ہمہ گیر اور وسیع پہلو کی تفاصیل پیش کرنے سے پہلے ہم بعض دیگر ایسے نظریات کا کچھ ذکر کر دیں جن میں الوہیت اور عبودیت کا تصوّر موجود ہے بالخصوص وہ نظریات جن میں الگ الگ اور ایک دوسرے سے یکسر مختلف دو وجودوں کا تصور یا ایک طرح سے توحید الٰہ کا تصور موجود ہے تاکہ یہ حقیقت بخوبی سمجھ میں آسکے کہ توحید دراصل اسلامی نظریہ کا وصف خصوصی ہے۔

مثال کے طور پر ہندو مذہب ایک ایسے وجود کو تسلیم کرتا ہے جو "واحد" ہے اور موجود یا صاحبِ وجود بھی صرف وہی ہے یعنی "براہما" جو صفات کمال و خیر اور دوام و ازلیّت میں یکتا ہے۔

اس "واحد موجود" کے سوا باقی جو کچھ ہے سب "عدم" ہے جس کا وجود نہیں ہے۔ گویا یہ ساری کائنات اور جو کچھ اس میں ہے سب عدم ہے۔

لیکن دوسری جانب یہ فرض کرتے ہیں کہ وجود (جو خیر اور کمال ہے) عدم میں (جو شرِ محض اور ناقص ہے) حلول کر گیا ہے گویا "براہما" اس کائنات (عدم) کے اجزا میں سے ہر جزو میں حلول کیے ہوئے ہے۔ اس اعتبار سے کائنات کا ہر جزو حتیٰ کہ انسان بھی عدم و وجود، خیر و شر، نقص و کمال اور فنا و بقا کا مرکب اور مجموعہ ہے۔

چنانچہ ہر ایمان دار ہندو کا سب سے بڑا مقصد یہ قرار پاتا ہے کہ وہ اپنے اندر پائے جانے والے "وجود" و خیر اور کمال و بقا کو عدم و شر اور نقص و فنا سے پاک کرنے کی کوشش کرتا رہے تاکہ "براہما" بن سکے۔ اسی کے نتیجہ میں اس جسم کو فنا کرنے کی خواہش جنم لیتی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ یہ جسم عدم ہے تاکہ "وجود" جو اس میں حلول شدہ ہے چھٹکارا پاکر آزاد ہو اور یہی "نروان" کا مقام ہے جو نجات، آزادی اور دوبارہ "براہما" بننے کی مثالی شکل ہے۔

براہما نے اس عالم کو (جو عدم و فنا اور شر و نقص ہے) پیدا نہیں کیا بلکہ اس میں حلول کر گیا ہے نیز نہ تو براہما اس عالم کی تدبیر کرتا ہے نہ اس میں کسی قسم کا تصرف کرتا ہے بلکہ یہ جو کچھ ہے براہما کے اس کے اندر حلول کرنے کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے۔

اس مذہب میں چونکہ حلول کا تصور موجود ہے اس لیے اس توحید میں کسی قدر "تثلیث" کا رنگ بھی آگیا ہے کیونکہ ان کے خیال میں "براہما" الٰہ واحد کی تین صورتوں میں سے ایک صورت ہے۔ خالق کی صورت میں وہ "براہما" کہلائے گا۔ محافظ و نگران کی صورت میں اسی الٰہ واحد کا نام "وشنو" ہے اور کائنات میں ہر قسم کے شر و فساد اور تخریب کاری کرنے والے کی صورت میں وہی الٰہ "شیو" ہے۔

پھر ان لوگوں نے "کرم" کا فلسفہ گھڑ لیا ہے۔ یہ ایک ایسی "تقدیر" ہے جس کے آگے افلاک اور دیوتا سب بے بس ہیں۔ اسی کی وجہ سے اس دنیا میں زندگی اور موت کے ادوار بار بار (جون) بدل بدل کر آتے ہیں۔ الغرض ہندو مذہب اس قسم کے محالات اور مفروضات کی آمیزش سے اپنی اصلی شکل و صورت باقی نہ رکھ سکا۔

مذہبِ اخناتون[1] میں بھی توحید کا رنگ موجود تھا۔ اخناتونی اپنے دیوتا "اتون" کو صفاتِ وحدانیت و فاعلیت سے متصف مانتے تھے انہی دونوں صفات میں کائنات کی تخلیق اور اس کی حفاظت و نگرانی اور تدبیر وغیرہ کے صفات بھی آجاتے ہیں اخناتون کا یہ تصور تمام دریافت شدہ غیر آسمانی مذاہب میں سب سے اعلیٰ تھا مناسب یہ تھا کہ یہ لوگ دینِ سماوی کے ان اثرات سے جو اس دین میں موجود تھے غفلت نہ برتتے لیکن ہوا یہ کہ ان لوگوں نے اس کے برعکس اپنے دین کو بت پرستانہ عقائد کے رنگ میں رنگ دیا اور سورج کو اپنے دیوتا کا نشان (SYMBOL) قرار دے کر اپنے دیوتا کا نام سورج کے نام پر رکھ لیا، اور ان کا

---

[1] فراعنہ مصر کا مذہب۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقیدۂ توحید اجنبی بُت پرستی کے باقیات کے ساتھ خلط ملط ہوگیا۔

"ارسطو" نے الٰہ اور کائنات کے درمیان واضح فرق قائم کیا تھا وہ الٰہ کو واجب الوجود (قدیم) اور کائنات کو ممکن الوجود (حادث) قرار دیتا ہے لیکن اس نے اپنے الٰہ واحد کو کائنات کے بالمقابل منفی اوصاف عطا کیے ہیں۔ مثلاً اس کا الٰہ نہ تو اس کائنات کا خالق ہے اور نہ اسے اس کائنات کی حفاظت و تدبیر سے کوئی تعلق ہے بلکہ یہ کائنات اپنے اس شوق کی وجہ سے متحرک ہے جو اس کے اندر "واجب الوجود" بننے کے عشق کی صورت میں پوشیدہ تھا۔ چنانچہ اب یہ کائنات ممکن الوجود حالت سے کامل الوجود یا واجب الوجود حالت کی طرف یعنی اپنی تکمیل کی طرف منتقل ہو رہی ہے۔

توحید حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا دین تھا۔ انھوں نے اپنے دونوں بیٹوں حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السّلام کو اسی دین پر قائم رہنے کی نصیحت فرمائی تھی اور حضرت یعقوبؑ بھی جو حضرت اسحاقؑ کے بیٹے تھے دینِ توحید پر ہی کاربند تھے انھوں نے بھی اپنے انتقال کے وقت اپنی اولاد کو اسی دین پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی تھی جیسا کہ قرآن مجید نے بیان کیا ہے:

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾

اب کون ہے جو ابراہیمؑ کے طریقہ سے نفرت کرے؟ جس نے خود اپنے آپ کو حماقت و جہالت میں مبتلا کر لیا ہو اس کے سوا کون یہ حرکت کر سکتا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیمؑ تو وہ شخص ہے جس کو ہم نے دُنیا میں اپنے کام کیلئے چن لیا تھا، اور آخرت میں اس کا شمار صالحین میں ہوگا۔ اس کا حال یہ تھا کہ جب اس کے رب نے کہا: "مسلم ہو جا"، تو اس نے فوراً کہا: "میں مالکِ کائنات کا "مسلم" ہو گیا"۔ اسی طریقے پر چلنے کی ہدایت اس نے اپنی اولاد کو کی تھی اور اسی کی وصیت یعقوبؑ اپنی اولاد کو کر گیا۔ اس نے کہا تھا کہ میرے بچو، اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند کیا ہے لہٰذا تم مرتے دم تک مسلم ہی رہنا۔ پھر کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوبؑ اس دُنیا سے رخصت ہو رہا تھا؟ اس نے مرتے وقت اپنے بیٹوں سے پوچھا: بچو، میرے بعد تم کس کی بندگی کرو گے؟ ان سب نے جواب دیا: ہم اسی ایک خدا کی بندگی کریں گے جسے آپ نے اور آپ کے بزرگوں ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاقؑ نے خدا مانا اور ہم اسی کے "مسلم" ہیں۔

پھر جب مُوسیٰ علیہ السّلام بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تو وہ بھی توحید ہی کا پیغام لائے اور یہودیت کو ہمیشہ توحید ہی کا دین سمجھا جاتا رہا ہے مگر بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السّلام کی بعثت سے پہلے اور ان کے بعد توحیدِ خالص کو مسخ کر دیا اور کلامِ الٰہی میں تحریف کر دی چنانچہ وہ جس خدا کو واحد مانتے تھے وہ ان کے خیال میں بنی اسرائیل کا مخصوص اور قومی خُدا تھا جو دوسرے خداؤں کے ماننے والوں کے مقابلے میں بنی اسرائیل کی مدد کیا کرتا تھا ان لوگوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے اس "الٰہِ اسرائیل" کے متعلق اور بھی بہت سی من گھڑت باتیں بنا رکھی تھیں۔ مثلاً یہ کہ "ہم اللہ کی اولاد اور اس کے چہیتے ہیں"۔ "وہ ہمیں ہمارے گناہوں پر سزا نہیں دے گا" اور حضرت عُزیر علیہ السّلام اللہ کے بیٹے ہیں اور یہ کہ اللہ کے کچھ بیٹوں نے انسانوں کی بیٹیوں سے شادیاں کی تھیں جس کے نتیجہ میں "عمالقہ" پیدا ہوئے جن کے متعلق خود خدا کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں یہ "دیوقامت لوگ"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری طرح خدا نہ بن بیٹھیں چنانچہ الہٰی اسرائیل خود زمین پر آیا اور اس نے ان کی زبانوں (بولیوں) میں گڑبڑ پیدا کر دی تاکہ ایک دوسرے کی بات نہ سمجھ سکیں) نیز بنی اسرائیل کی روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اِس خدا سے کشتی لڑی تھی اور اس کی خوب پٹائی کی تھی اور خدا کی ریڑھ کے منکے کھسکا دیے تھے اور یہ کہ یہ خدا باغ کے سایے میں چہل قدمی کرتا ہے اور ٹھنڈی ہوا سے لطف اندوز ہوتا ہے اور اسے بھنے ہوئے گوشت کی خوشبو پسند ہے وغیرہ وغیرہ اسی قسم کی بے شمار داستانیں گھڑ کر انھوں عقیدہ توحید کی شکل و صورت مسخ کر دی تھی۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی توحید خالص لائے تھے لیکن انجام کار نصاریٰ کے مذہب نے تثلیث کی شکل اختیار کر لی اور اب عیسائی تین اقانیم (باپ بیٹا اور روح القدس) میں سے ایک (خدائے واحد) ماننے کو توحید کا نام دینے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ "افنوم" اِن کی فطرت اور مشیت پر شدید اختلاف کی وجہ سے یہ لوگ جس طرح بے شمار فرقوں میں بٹ گئے ہیں اور اگر مختلف کلیساؤں کے طرح طرح کے تصورات کے پس منظر میں دیکھا جائے تو اس مذہب کے دعویٰ توحید کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہتی۔

اس طرح ہم بڑے اطمینان سے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ اب صرف اسلامی نظریہ ہی وہ واحد نظریہ ہے جو کامل اور خالص توحید پر قائم ہوتے ہوئے دنیا میں باقی رہ گیا ہے اور اسی وجہ سے اب توحید محض اسی نظریہ کی خصوصیت ہے اور یہی خصوصیت اس نظریہ کو دُنیا میں پھیلے ہوئے تمام مذاہب و ادیان سے علی الاطلاق ممتاز و منفرد بنا دیتی ہے

اس گفتگو کے بعد اب ہم اس قابل ہیں کہ اختصار کے ساتھ اسلامی توحید کے مزاج اور حدود کو بیان کر سکیں۔

اسلامی عقیدے کی رُو سے یہ طے شدہ بات ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ خدائی اور بندگی ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہیں۔ خدائی میں اللہ تعالےٰ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذاتِ پاک یکتا اور بے مثال ہے اور بندگی میں تمام جاندار اور بے جان بلا استثناء سب شریک ہیں اور یہ بھی طے شدہ ہے کہ صفات و خصائصِ الوہیت میں بھی اللہ تعالیٰ سب سے ممتاز و منفرد ہے اور تمام بندے اور مخلوق خصائص و صفاتِ الوہیت سے یکسر خالی و عاری ہیں، لہٰذا اسلامی نظریہ کے مطابق انسان کی زندگی پر توحید کے جو بھی تقاضے یا نتائج مرتب ہوں گے توحید کے اسی تصور کے مطابق مرتب ہوں گے

چنانچہ اللہ تعالےٰ کی ذات اپنی ذات کے اعتبار سے بھی یکتا ہے اور اپنے تمام خصائص و صفات کے لحاظ سے بھی منفرد ہے ملاحظہ کیجیے :

۱ : قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ① اَللّٰهُ الصَّمَدُ ② لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ③ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ④ الاخلاص

کہو کہ وہ اللہ ہے یکتا۔ اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

۲ : لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ (۱۱) الشوریٰ

کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں ہے۔

۳ : فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ (۷۴) النحل

پس اللہ کے لیے مثالیں نہ گھڑو۔

اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

۱ : ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ⑩② الانعام

یہ ہے اللہ تمہارا رب کوئی خدا اس کے سوا نہیں ہے۔ ہر چیز کا خالق، لہٰذا اس کی بندگی کرو وہ ہر چیز کا کفیل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲: وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ﴿۲﴾ الفرقان

اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی۔

قُلْ أَرَءَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ ۖ ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِّن قَبْلِ هَٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۴﴾ الاحقاف

اے نبیؐ، ان سے کہو کبھی تم نے آنکھیں کھول کر بھی دیکھا ہے کہ وہ ہستیاں ہیں کیا جنھیں تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو؟ ذرا مجھے دکھاؤ تو سہی کہ زمین میں انھوں نے کیا پیدا کیا ہے یا آسمانوں کی تخلیق و تدبیر میں ان کا کیا حصہ ہے۔ اس سے پہلے آئی ہوئی کوئی کتاب یا علم کا کوئی بقیہ (ان عقاید کے ثبوت میں) تمھارے پاس ہو تو وہی لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا مالک ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

۱: قُل لِّمَن مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُل لِّلَّهِ ۖ ﴿۱۲﴾ الانعام

ان سے پوچھو آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے؟ کہو سب کچھ اللہ ہی کا ہے۔

۲: وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ ﴿۱۷﴾ المائدہ

اللہ تو زمین اور آسمانوں کا اور ان سب چیزوں کا مالک ہے جو زمین اور آسمانوں کے درمیان پائی جاتی ہیں۔

۳: الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ ﴿۲﴾ الفرقان

وہ جو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا مالک ہے جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا ہے جس کے ساتھ بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ ہی اپنی تمام مخلوقات کا، جاندار ہوں یا بے جان سب کا رازق ہے۔

ملاحظہ کیجیے:

۱: یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۳ فاطر

لوگو، تم پر اللہ کے جو احسانات ہیں انھیں یاد رکھو۔ اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟ کوئی معبود اس کے سوا نہیں، آخر تم کہاں سے دھوکہ کھا رہے ہو؟

۲: وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۚ (۶۰) العنکبوت

کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے، اللہ ان کو رزق دیتا ہے اور تمھارا رازق بھی وہی ہے۔

۳: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ (۶) هود

زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو اور جس کے متعلق وہ جانتا نہ ہو کہ وہ کہاں رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی کائنات کی ہر چیز کا مدبّر و منتظم، ہر چیز میں تصرّف فرمانے والا اور ہر چیز کا محافظ و نگران ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

۱: اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ (۴۱) فاطر

حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جو زمین اور آسمانوں کو ٹل جانے سے روکے ہوئے ہے اور اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے بعد کوئی دوسرا انھیں تھامنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا نہیں ہے۔

۲ : وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ط (۲۵) الروم

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں۔

۳ : وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾ یٰس

ہر چیز کو ہم نے ایک کھلی کتاب میں درج کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے جسے ہر شے پر مکمل غلبہ و اقتدار حاصل ہے۔

ملاحظہ کیجیے :

۱ : وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ط حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ط اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾ الانعام

اپنے بندوں پر وہ پوری قدرت رکھتا ہے اور تم پر نگرانی کرنے والے مقرر کر کے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو اس کے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی جان نکال لیتے ہیں اور اپنا فرض انجام دینے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔ پھر سب کے سب اپنے حقیقی آقا کی طرف واپس لائے جاتے ہیں۔ خبردار ہو جاؤ فیصلہ کے سارے اختیارات اسی کو حاصل ہیں اور وہ حساب لینے میں بہت تیز ہے۔

۲ : قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ط (۶۵) الانعام

کہو وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کر دے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے برپا کر دے یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کر کے ایک

مجکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گروہ کو دوسرے گروہ کی طاقت کا مزا چکھوا دے۔

۳ : قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ (۴۶) الانعام

اے محمدؐ ان سے کہو کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر اللہ تمہاری بینائی اور سماعت تم سے چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ کے سوا اور کون سا خدا ہے جو یہ قوتیں تمہیں واپس دلا سکتا ہو۔

ساری مخلوق اللہ سبحانہٗ کی عبادت و اطاعت کا اقرار اور اس کے آگے عجز و فروتنی کا اظہار کرتی ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

۱ : ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ (۱۱) حٰمٓ السجدہ

پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت محض دھواں تھا۔ اس نے آسمان اور زمین سے کہا "وجود میں آجاؤ خواہ تم چاہو یا نہ چاہو" دونوں نے کہا ہم آگئے فرمانبرداروں کی طرح۔

۲ : وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ (۲۵) وَلَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ (۲۶) الروم

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جونہی کہ اس نے تمہیں زمین سے پکارا، بس ایک ہی پکار میں اچانک تم نکل آؤ گے۔ آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں اس کے بندے ہیں۔

۳ : وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ (۴۹) النحل

زمین اور آسمانوں میں جس قدر جان دار مخلوقات ہیں اور جتنے ملائکہ ہیں سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے آگے سربسجود ہیں، وہ ہرگز سرکشی نہیں کرتے۔

۴: وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ۔ (۴۴) بنی اسرائیل

کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو۔

اس مقام پر اسلامی نظریہ میں توحید کے دائرۂ اثر کی وسعتوں کے متعلق اتنا بیان ہی کافی ہے اس سے یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی کہ اللہ تعالےٰ کی پاک ذات اپنی خدائی میں یکتا اور لاشریک ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اللہ کے سوا کائنات کے سب ذی حیات اور بے جان اللہ تعالیٰ کے عبدِ مطلق ہیں نیز یہ کہ خالق و مخلوق کے درمیان جو رابطہ اور تعلق ہے اس کی بنیاد محض عبودیت ہے کوئی نسبی یا حسبی رشتہ یا ذات و صفات میں اشتراک یا کسی قسم کی مشابہت اس رابطہ و علاقہ کی بنیاد نہیں ہے ـــــ ہمارے خیال میں یہ گفتگو اس بات کو واضح کرنے کے لیے بہت کافی ہے کہ توحید اسلامی نظریہ کی خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت بھی ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جو اپنی بحث کے اس حصہ میں ہم ثابت کرنا چاہتے ہیں ـــ توحید کی حقیقت پر مفصل بحث اس وقت ہو گی جب کتاب کے دوسرے حصّہ میں الوہیت اور عبودیت کی حقیقتوں پر گفتگو کی جائے گی۔ البتہ خصوصیتِ توحید کا بیان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک اسی اختصار کے ساتھ یہ بات بھی نہ بتا دی جائے کہ ایسی مکمل و جامع اور قطعی توحید انسانی زندگی سے کیا مطالبات کرتی ہے یا اس توحید کو ماننے کا اقتضا کیا ہے اور ان تقاضوں کے جاننے سے ہی یہ بات پوری طرح واضح ہو گی کہ توحید اسلامی نظریہ کی خصوصیت کس طرح ہے۔

اسلامی نظریہ میں توحیدِ الوہیت (اللہ تعالیٰ کو یکتا ماننے) کے تقاضوں میں ایک تقاضا تو یہ ہے کہ جناب باری تعالےٰ کو جس طرح اس کے ان خصائص میں منفرد ماننا ضروری ہے جن کا تعلق انسان کے عقیدے، تصوّر، ضمیر اور مظاہرِ عبادات سے ہے بالکل اسی طرح ان صفات و خصائص میں بھی یکتا اور منفرد مانا جائے جن کا تعلق انسانی زندگی میں تصرّفات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے سے ہے۔

ایک مسلمان جس طرح یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ و معبود نہیں ہے خالق و رازق بھی وہی ہے، نفع اور نقصان پہنچانے والا بھی وہی ہے، انسان اور کائنات کے معاملات میں ہر قسم کا تصرف کرنے والا بھی اللہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے، اور بنابریں تمام مظاہرِ عبادات بھی صرف اللہ کے لیے مخصوص ہونے چاہئیں، جو کچھ مانگا جائے وہ بھی صرف اللہ سے مانگا جائے اور ہر قسم کی امید و آرزو بھی صرف اسی سے رکھنی چاہیے۔ اور اُسی سے ڈرا جائے اور اسی سے تقویٰ اختیار کیا جائے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ مسلمان یہ عقیدہ رکھے کہ حاکم و قانون ساز بھی، انسانی زندگی کے لیے نظام بنانے والا بھی اور انسانوں کے آپس کے تعلقات و روابط ہوں یا کائنات کے ساتھ انسانوں کے روابط و تعلقات سب کو منظم فرمانے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ اپنے لیے ہر قسم کی رہنمائی اور شریعت و قانون منہجِ حیات اور نظامِ معیشت، تعلقاتِ باہمی کے رابطے اور اقدار و معیارات کے پیمانے سب صرف اللہ تعالےٰ سے طلب و قبول کیے جائیں۔

گویا مظاہرِ عبادات، طلب و رجا اور خوف و تقویٰ میں اللہِ واحد کی طرف متوجّہ ہونا بالکل ایسا ہے جس طرح شریعت و رہنمائی میں منہجِ حیات اور نظامِ معیشت میں اور رابطوں کے ضوابط اور اقدار و معیارات کے پیمانوں میں اللہِ واحد کی طرف رجوع کر کے اس سے اخذ و قبول کرنا۔ کیونکہ اسلامی نظریہ کی رُو سے یہ دونوں ہی توحید کے تقاضوں میں شامل ہیں اور ان دونوں سے مل کر ہی وہ وسیع و عریض اُفق تشکیل پاتا ہے جس پر مسلمان کی زندگی اور دل میں پائی جانے والی توحید کی حقیقت محیط ہے۔

قرآن حکیم عقیدۂ توحید کے درمیان اور ان تقاضوں اور مطالبوں کے درمیان (جو یہ عقیدہ انسان کے ضمیر اور انسان کی زندگی سے کرتا ہے) بہت ہی پختہ ربط و تعلق قائم کرتا ہے، اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان کی تمام ذمہ داریوں کو جن کا مسلمان مکلف بنایا گیا ہے اور جن میں قانون و شریعت کے التزام و اتباع کی ذمہ داری بھی شامل ہے اسی وحدانیت کا نتیجہ قرار دیتا ہے کہ کائنات میں الوہیت و ربوبیت بھی اللہ واحد کے لیے ہے اور فاعلیت و اقتدار بھی صرف اسی کے لیے ہے چنانچہ قرآن مجید توحید کا اور کائنات میں ہر طرح کی کارفرمائی کی نشانیوں کا اور دنیوی اور اخروی زندگی میں اقتدار و اختیار کے آثار کا ذکر ایک ہی سلسلہ بیان میں فرماتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی شریعت کے اتباع کا حکم بار بار دہراتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ خدائی اور اقتدار کی توحید کا اقتضا یہی ہے کہ اسی کے قانون کی پیروی کی جائے جس کی خدائی اور اقتدار کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۖ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۡ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـــًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ
بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا
لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ
بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾ البقرہ

تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے اُس رحمان و رحیم کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے۔
(اس حقیقت کو پہچاننے کے لیے اگر کوئی نشانی اور علامت درکار ہے
تو) جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں ان کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساخت میں
رات اور دن کے پیہم ایک دُوسرے کے بعد آنے میں ان کشتیوں میں جو
انسان کے نفع کی چیزیں لیے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی پھرتی ہیں
بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے
سے زمین کو زندگی بخشتا ہے اور اپنے اسی انتظام کی بدولت زمین میں ہر
قسم کی جاندار مخلوق کو پھیلاتا ہے، ہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو
آسمان اور زمین کے درمیان تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں، بے شمار
نشانیاں ہیں (مگر وحدتِ خداوندی پر دلالت کرنے والے ان کھلے کھلے
آثار کے ہوتے ہوئے بھی) کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا
ہمسر اور مدِ مقابل بناتے ہیں اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں جیسی اللہ کے ساتھ
گرویدگی ہونی چاہیے۔ حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ
کو محبوب رکھتے ہیں۔ کاش جو کچھ عذاب کو سامنے دیکھ کر انھیں سوجھنے والا
ہے وہ آج ہی ان ظالموں کو سُوجھ جائے کہ ساری طاقتیں اور سارے
اختیارات اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور یہ کہ اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب وہ سزا دے گا اس وقت کیفیت یہ ہوگی کہ وہی پیشوا اور رہنما جن کی دُنیا میں پیروی کی گئی تھی اپنے پیروؤں سے بے تعلقی ظاہر کریں گے مگر سزا پا کر رہیں گے اور ان کے سارے اسباب و وسائل کا سلسلہ کٹ جائے گا اور وہ لوگ جو دنیا میں ان کی پیروی کرتے تھے کہیں گے کہ کاش ہم کو پھر ایک موقع دیا جاتا تو جس طرح آج یہ ہم سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں ہم ان سے بیزار ہو کر دکھا دیتے۔ یُوں اللہ ان لوگوں کے وہ اعمال جو یہ دنیا میں کر رہے ہیں ان کے سامنے اس طرح لائے گا کہ یہ حسرتوں اور پشیمانیوں کے ساتھ ہاتھ ملتے رہیں گے مگر آگ سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔ لوگو زمین میں جو حلال اور پاک چیزیں ہیں انھیں کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہُوئے راستوں پر نہ چلو۔ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔ تمھیں بدی اور فحش کا حکم دیتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ تم اللہ کے نام پر وہ باتیں کہو جن کے متعلق تمھیں علم نہیں ہے کہ وہ اللہ نے فرمائی ہیں۔ ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو احکام نازل کیے ہیں، ان کی پیروی کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ اچھا اگر ان کے باپ دادا نے عقل سے کچھ بھی کام نہ لیا ہو اور راہِ راست نہ پائی ہو تو کیا پھر بھی یہ انہیں کی پیروی کیے چلے جائیں گے۔ یہ لوگ جنھوں نے خدا کے بتائے ہُوئے طریقے پر چلنے سے انکار کر دیا ہے ان کی حالت بالکل ایسی ہے جیسے چرواہا جانوروں کو پکارتا ہے اور وہ ہانک پکار کی صدا کے سوا کچھ نہیں سُنتے۔ یہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں اس لیے کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم حقیقت میں اللہ ہی کی بندگی کرنے والے ہو تو جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں انھیں بے تکلف کھاؤ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا شکر ادا کرو۔ اللہ کی طرف سے کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ مُردار نہ کھاؤ، خون سے اور سُور کے گوشت سے پرہیز کرو اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ ہاں جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو، اور وہ ان میں سے کوئی چیز کھائے بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو یا ضرورت کی حد سے تجاوز کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

قرآن مجید کے اس اندازِ بیان کو بغور دیکھا جائے تو صاف محسوس ہوتا ہے کہ ابتدا اللہ تعالےٰ کی وحدانیت اور خدائی میں اس کے یکتا و بے مثال ہونے سے کی گئی ہے اس کے بعد ایسے مظاہرِ کونیہ کا بیان ہے جن میں قدرت الٰہیہ جلوہ گر نظر آتی ہے۔ اس کے بعد مناظرِ قیامت پیش کیے گئے ہیں جن میں اللہ کا ایسا اقتدار و دبدبہ جلوہ نما ہے جس سے بڑھ کر کوئی اقتدار اور حاکمیت نہیں ہے۔ ان چیزوں کا بیان جب مکمل ہو گیا تو لوگوں کو حلال و حرام کے معاملہ میں اللہ کی شریعت پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور شیطان کی پیروی سے منع کیا گیا ہے اور جو لوگ ان امور میں زمانہ جاہلیت کے رسم و رواج کی تقلید کرتے ہیں ان کی شدید مذمت کی گئی ہے کیونکہ ان امور کے سلسلے میں اللہ کے سوا کسی اور سے احکام طلب کرنا کسی صورت جائز نہیں ہے۔ پھر اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اگر اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو صرف ان پاکیزہ چیزوں کو کھائیں جو اللہ نے حلال کی ہیں اور جو چیزیں حرام کی گئی ہیں ان کو بھی بیان کر دیا گیا ہے کیونکہ جس طرح عبادت صرف اللہ کی ضروری ہے اور جس طرح اس کائنات میں تصرّف و اختیار صرف اللہ کا ہے اور جس طرح قیامت کے دن اقتدار و حکومت صرف اسی کی ہوگی اسی طرح حلال و حرام قرار دینے کا اختیار بھی صرف اللہ کو ہے اور خدائے پاک کی توحید اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ توحید مظاہرِ عبادات میں، قوانین و شرائع میں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملاتِ آخرت میں یکساں طور پر جلوہ گر نظر نہ آئے۔

توحید کے مفہوم اور اس کے وسیع دائرۂ اثر کو بیان کرنے کے سلسلہ میں قرآن مجید اکثر مقامات پر ایسا ہی مربوط اور تمام پہلوؤں کو اپنے اندر سمو لینے والا طرزِ بیان اختیار فرماتا ہے۔ اس موضوع پر مزید روشنی ڈالنے کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ایک اور مثال پیش کر دی جائے تاکہ اسلامی نظریہ کے اصولوں اور خصوصیات کو بیان کرنے کا وہ اسلوب جو قرآن اختیار کرتا ہے پوری طرح سامنے آجائے۔ ملاحظہ کیجیے:

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَ تُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ ، وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِىْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝٨ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِىُّ وَهُوَ يُحْىِ الْمَوْتٰى ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝٩ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَىْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّىْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝١٠ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَىْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝١١ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝١٢ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِىْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِىْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝١٣ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِىَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِىْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝١٤ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ⑮ الشوریٰ ۴۲

ہاں اسی طرح اے نبیؐ یہ قرآنِ عربی ہم نے تمھاری طرف وحی کیا ہے تاکہ تم بستیوں کے مرکز (شہر مکہ) اور اس کے گردوپیش رہنے والوں کو خبردار کر دو اور جمع ہونے کے دن سے ڈرا دو جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ ایک گروہ کو جنت میں جانا ہے اور دوسرے گروہ کو دوزخ میں۔ اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی امّت بنا دیتا مگر وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور ظالموں کا نہ کوئی ولی ہے نہ مددگار کیا یہ (ایسے نادان ہیں کہ) اِنھوں نے اُسے چھوڑ کر دوسرے ولی بنا رکھے ہیں؟ ولی تو اللہ ہی ہے وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تمھارے درمیان جس معاملہ میں بھی اختلاف ہو اس کا فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے۔ وہی اللہ میرا رب ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا جس نے تمھاری اپنی جنس سے تمھارے لیے جوڑے پیدا کیے اور اسی طرح جانوروں میں بھی (انھی کے ہم جنس) جوڑے بنائے اور اس طریقہ سے وہ تمھاری نسلیں پھیلاتا ہے۔ کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں وہ سب کچھ سُننے اور دیکھنے والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کُنجیاں اسی کے پاس ہیں جسے چاہتا ہے کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تُلا دیتا ہے اسے ہر چیز کا علم ہے۔ اس نے تمھارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوحؑ کو دیا تھا اور جسے (اے محمدؐ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب تمھاری طرف ہم نے وحی کے ذریعے سے بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دے چکے ہیں۔ اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔ یہی بات ان مشرکین کو سخت ناگوار ہوئی ہے جس کی طرف (اے محمدؐ) تم انھیں دعوت دے رہے ہو۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنا کر لیتا ہے اور وہ اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔ لوگوں میں جو تفرقہ رونما ہوا وہ اس کے بعد ہوا کہ ان کے پاس علم آچکا تھا اور اس بنا پر ہوا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرنا چاہتے تھے۔ اگر تیرا رب پہلے ہی یہ نہ فرما چکا ہوتا کہ ایک وقتِ مقرر تک فیصلہ ملتوی رکھا جائے گا تو ان کا قضیہ چکا دیا گیا ہوتا اور حقیقت یہ ہے کہ اگلوں کے بعد جو لوگ کتاب کے وارث بنائے گئے وہ اس کی طرف سے بڑے اضطراب انگیز شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ حالت پیدا ہو چکی ہے اس لیے اے محمدؐ اب تم اسی دین کی طرف دعوت دو اور جس طرح تمھیں حکم دیا گیا ہے اس پر مضبوطی سے قائم ہو جاؤ اور ان لوگوں کی خواہشات کا اتباع نہ کرو اور ان سے کہہ دو کہ اللہ نے جو کتاب بھی نازل کی ہے میں اس پر ایمان لایا۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمھارے درمیان انصاف کروں۔ اللہ ہی ہمارا رب بھی ہے اور تمھارا رب بھی۔ ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمھارے اعمال تمھارے لیے۔ ہمارے اور تمھارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں۔ اللہ ایک روز ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف سب کو جانا ہے۔

اس سلسلہ بیان پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں پہلے وحی و رسالت کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کی غرض و غایت یہ بتائی گئی ہے کہ انبیاء و رسل علیہم السلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحی ورسالت کے ذریعے سے لوگوں کو روزِ قیامت اور آخرت کے حشر ونشر سے ڈرائیں اور انھیں بتائیں کہ آخرت میں کافروں اور مومنوں کا انجام ایک دُوسرے سے مختلف ہو گا کیونکہ دُنیا میں ان کے طور طریقے اور طرزِ روش ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہیں اس کے ساتھ ہی یہ اعلان کیا گیا ہے کہ یومِ حساب ہر قسم کا اختیار و اقتدار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہو گا۔ اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ انسانوں کا والی بھی صرف اللہ واحد ہے اس کے سوا کوئی اور نہیں اور وہ قدرت جو مُردوں کو زندہ کرنے میں جلوہ گر ہے وہ بھی صرف اللہ واحد کے پاس ہے اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ حاکمیت بھی صرف ایک ہے جو اللہ کے لیے مخصوص ہے بنابریں اسی پر توکل اور بھروسہ کرنا چاہیے اور ہر معاملہ میں صرف اسی سے رجوع کرنا چاہیے پھر قدرتِ الٰہی کے ان مظاہر کو بیان کیا گیا ہے جو زمین اور آسمانوں کی تخلیق میں اور انسانوں اور جانوروں کو جوڑا جوڑا پیدا کیے جانے میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی بتایا گیا ہے اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں بھی بے مثال ہے (لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ) اور اللہ اپنے اقتدار و اختیار میں بھی منفرد ہے (لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) اور رزّاق بھی اس کے سوا کوئی دُوسرا نہیں ہے (يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ) پھر بطور نتیجہ بتایا گیا ہے کہ ذات و صفات اور فاعلیت و حاکمیت میں منفرد ہونے کے معنیٰ یہ ہیں کہ قانون ساز بھی صرف وہی ہے اور قانون سازی کا یہ اختیار اللہ کے پاس اس رسالت کے زمانہ سے نہیں ہے بلکہ جب سے رسالت و نبوت کی ابتدا ہوئی ہے اسی وقت سے یہ اختیار صرف اللہ کا ہے :

(شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى) اور اس طرح اس بات پر مہرِ تصدیق ثبت کی گئی ہے کہ دین ہی قانون و شریعت ہے اور اقرار بالایمان کو امر بالعدل کے ساتھ اس طرح یکجا کر دیا گیا ہے گویا عدل سے مُراد ہی یہ ہے کہ لوگوں کے فیصلے اللہ کی شریعت کے مُطابق کیے جائیں اور سلسلہ بیان کا اختتام اس بات پر کیا گیا ہے کہ مومنوں کا یعنی ان لوگوں کا جو اللہ کے دین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شریعت کے مطابق فیصلے اور حکومت کرتے ہیں اور کافروں کا ایک دوسرے سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہے اور آخر میں پھر اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ سب کو اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے (وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ)۔

ہمارا خیال ہے یہ دو نمونے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ اسلامی نظریہ کی رُو سے توحید نام ہی الوہیت اور حاکمیت میں مکمل ارتباط و ہم آہنگی کا ہے گویا خدا کو واحد ماننے کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ حاکم بھی اسی کو تسلیم کیا جائے اور ان مثالوں سے توحید کا مفہوم بھی اور انسانی زندگی میں اس کے دائرۂ اثر کی وسعت بھی بخوبی واضح ہو جاتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس معنی اور مفہوم اور اسی وسیع مفہوم کے اعتبار سے توحید اسلامی نظریہ کی خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت ہے۔

اسلامی نظریہ کی رو سے توحید کے مفہوم اور انسانی زندگی میں اس کی اثر آفرینی کی وسعت کو بیان کرنے کے بعد اب صرف یہ بتانا کافی ہے کہ توحید کا یہ تصوّر انسان کے عقل و ضمیر اور انسان کی زندگی میں ایسے بے نظیر اثرات مرتب کرتا ہے جو کوئی دُوسرا تصوّر پیدا نہیں کر سکتا۔ مثلاً:

یہ تصوّر انسان کے عقل و ضمیر میں ایسی انضباطی کیفیت پیدا کر دیتا ہے جس کی موجودگی میں نہ تو واقعات و حقائق کی شکل و صورت گڈمڈ ہوتی ہے نہ اقدار و قیم میں اتار چڑھاؤ پیدا ہوتا ہے اور نہ انسان کے تصور اور طرز و رَوِشِ زندگی میں بے ضابطگی راہ پاتی ہے۔

چنانچہ ایک ایسا شخص جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ اندازِ نظر رکھتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بندگی کی حدُود سے بھی باخبر ہے اس کی تمام جہتیں متعین ہو جاتی ہیں اور نتیجتہً زندگی میں اس کا طرزِ عمل بھی متعین و مقرر ہو جائے گا اور وہ بہت ہی پختگی اور گہرائی کے ساتھ اپنی ذات کے متعلق بھی جانتا ہو گا کہ وہ کون ہے؟ اس کے وجود میں آنے کی غرض و غایت کیا ہے؟ اور اس کے اختیارات کی حدود کیا ہیں؟ اس طرح اس کائنات کی تمام اشیاء کی حقیقت کا ادراک بھی رکھتا ہو گا اور اس قوتِ فاعلہ کی حقیقت سے بھی خوب واقف ہو گا جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کائنات کے اندر موثر و کارفرما ہے اور اس کیفیت کی موجودگی میں وہ موجودات کا جو تصوّر اور ان کے ساتھ جو معاملہ کرے گا وہ بہت ہی نپے تُلے انداز کا ہوگا نہ تو ان کے ساتھ بہہ جائے گا اور نہ ڈانواں ڈول ہوگا۔ کیونکہ تصوّر اگر باضابطہ ہو تو عقل اور عقل کے پیمانوں میں بھی توازن و اعتدال پیدا ہو جاتا ہے اور انسان کا قلب و ضمیر اور اس کے افکار میں بھی انضباط پیدا ہو جاتا ہے پھر ایسا شخص جب اس کیفیّت کی موجودگی میں نوامیس طبیعہ کو دیکھتا پرکھتا ہے اور ان سے اخذ و استنباطِ نتائج کرتا ہے تو اس کی پختگی میں اور اضافہ ہوتا ہے اور قوانین طبعیہ کا یہ علم و اکتشاف اسے مضبوط تر بناتا اور مزید قوت بخشتا ہے۔

دراصل اس کیفیت کا صحیح ادراک اس وقت ہوتا ہے جب ہم ایک مسلمان (جو ایسے ربِّ واحد سے معاملہ رکھتا ہے جو خالق بھی ہے اور رازق بھی، مدبّر بھی ہے اور متصرف بھی) موازنہ ان اشخاص سے کرتے ہیں جو ایسے نظریات رکھتے ہیں جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں خواہ یہ شخص دو متضاد خداؤں یعنی خدائے خیر اور خدائے شر سے واسطہ رکھتا اور ان کو مانتا ہو۔ یا ایسے خدا سے اس کا معاملہ ہو جسے نہ تو اس شخص کے کسی مسئلہ کی فکر ہے اور نہ کائنات کے مسائل و معاملات کا شعور۔ یا یہ شخص خدائے "مادہ" سے معاملہ کرتا ہو جو گونگا، بہرا اور اندھا ہے اور کسی ایک حالت پر قائم نہیں رہتا وغیرہ وغیرہ وہ تمام جہالت کے انبار جن کے نتیجہ میں انسان کے عقل و ضمیر کسی مستقل بنیاد پر جم کر مطمئن نہیں ہو سکتے۔

نیز توحید کا یہ تصوّر دل و دماغ میں استقامت پیدا کرتا ہے کیونکہ جو شخص اپنے رب کی حقیقت، اس کی صفات اور اس کے ساتھ اپنے رابطے اور تعلق کے سلسلے میں ان صحیح افکار کا حامل ہوگا بلاشُبہ وہ اپنے دل و دماغ سے اپنے رب کے ساتھ معاملہ کرنے میں بالکل مستقیم رہے گا نہ تلون کا شکار ہوگا نہ اضطراب کا۔

ایک مسلمان اپنے اس تصور کی بنا پر (جو اس کا اپنے رب کے متعلق اور رب سے اپنے تعلق کے بارے میں ہے) بخوبی جانتا ہے کہ اس کے رب کو کیا پسند ہے اور کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناپسند اور اسے یقین ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوئی صورت اس کے سوا نہیں ہے کہ اس پر ایمان لائے، اس کی صفات کا عرفان حاصل کرے اور اس کے بنائے ہوئے منہج اور بتائے ہوئے طریقہ پر مضبوطی سے قائم رہے چنانچہ وہ اس سے تعلق پیدا کرنے کے لیے اس کے ساتھ باپ بیٹے یا قرابت داری کا رشتہ نہیں جوڑتا اور نہ تعویذ و سفارش کے ذرائع سے اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے بلکہ وہ اس کی عبادت صرف اس کے اوامر و نواہی کی اطاعت سے اور اس کے شریعت و قانون پر عمل پیرا ہو کر کرتا ہے۔

ان باتوں کے جان لینے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ایسے شخص کے دل و دماغ میں استقامت پیدا ہو جاتی ہے اور دل و دماغ میں استقامت کی وجہ سے تصور اور روشِ حیات میں راستی اور پختگی آجاتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کا تصورِ حیات اور طرز و سلوکِ زندگی نہایت واضح، سادہ اور آسان ہو جاتا ہے۔

اور اس بات کا صحیح اندازہ وہ شخص کر سکتا ہے جو توحید کے اس عمیق مفہوم اور وسیع دائرہ اثر کا (جو اسلامی نظریہ میں ہے) موازنہ کلیسا کے اس نظریہ توحید سے کرے گا جو الٰہ واحد کی اقانیم ثلاثہ (تین شخصیتوں) کی بنیاد پر اور بیٹا ہونے کے تصور پر قائم ہے جس سے نجات کا ذریعہ اس کے سوا نہیں ہے کہ تینوں شخصیتیں مل کر ایک ہو جائیں اور خطائے موروثی کا تصور جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ خطا صرف اس صورت میں معاف ہو سکتی ہے جب ابن (حضرت مسیح علیہ السلام) کے ساتھ اتحاد ہو جائے وغیرہ اور ان کے علاوہ وہ تمام گورکھ دھندے جو اس سلسلہ میں ان لوگوں نے بنا رکھے ہیں۔

یہی حالت ان لوگوں کی ہے جو اندھی بہری فطرت (NATURE) کو خدا مان کر اس کی پرستش کرتے ہیں جو نہ کسی بات سے روکتی ہے اور نہ کچھ کرنے کا حکم دیتی ہے نہ اپنے پجاریوں سے اچھے اخلاق و عمل کا مطالبہ کرتی ہے نہ انھیں کسی رذیل حرکت اور بد خلقی سے منع کرتی ہے ظاہر ہے ایسے پجاری کسی ایک منہج یا طریقے پر جم کر قائم کیسے رہ سکتے ہیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا دل و دماغ کس طرح مستقیم ہو کر کسی ایک بات پر ٹک سکتا ہے جبکہ وہ اپنے اس خدا کی حقیقت کے متعلق بھی کوئی بات یقین سے نہیں جانتے۔ بلکہ اس خدا کے متعلق کوئی نئی بات جاننے یا کسی ایسی خصوصیت کا پتہ لگانے کے سلسلے میں جو پہلے نہ جانتے ہوں ان کا موقف ہر روز بدلتا رہتا ہے کیونکہ اس جاننے کا وسیلہ اور طریقہ یا تو اتفاق ہے یا پھر تجربہ اور مشاہدہ ہے۔

یہی حال ان تمام نظریات کا ہے جن کے متعلق ہم "نتیجہ و رکام" کے زیر عنوان یا کتاب کے دوسرے ابواب میں کافی کچھ بیان کر چکے ہیں جقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی نظریہ اپنے ماننے والوں کو تصور کے اعتبار سے یا روش و سلوک زندگی کے لحاظ سے پختگی اور استقامت دے ہی نہیں سکتا کیونکہ یہ سب نظریات غیر واضح، اُلجھے ہوئے اور پیچیدہ ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اسلامی عقیدہ کو دیکھ کر دل و دماغ میں سب سے پہلے جو احساس پیدا ہوتا ہے وہ استقامت، وضوح اور سادگی کا ہے اور اس دین کا یہی وہ طغرائے امتیاز ہے جو موجودہ دور کے اُن یورپی اور امریکی معاصرین کے لیے جاذبِ نگاہ بنا جنھوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ یہ لوگ اکثر اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ اس دین کی اسی خوبی نے سب سے پہلے ان کے احساسات کو متاثر کیا تھا اور اس دین کی یہی خوبی شروع سے آج تک ایشیا اور افریقہ کے بدوؤں کو بھی متاثر کرتی رہی ہے کیونکہ یہ ایک فطری خوبی ہے جس کی پسند کے سلسلہ میں سارے انسان خواہ وہ مہذب ہوں یا بدوی سب مشترک ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی نظریہ مسلمان فرد اور معاشرہ دونوں کے وجود میں کردار و قوت کے ارتکاز کی ضمانت بن جاتا ہے اور اس بے کرداری لامرکزیت اور انتشار سے نجات دلاتا ہے جو دوسرے نظریات پیدا کرتے ہیں۔

کیونکہ انسانی وجود جو اپنی اصلِ تخلیق کے لحاظ سے خود ایک وحدت ہے، اس نظریہ کی رُو سے صرف خدائے واحد کا رُخ کرتا ہے اور اپنے تمام کاروبارِ حیات میں اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک خدا سے رابطہ اور واسطہ رکھتا ہے اعتقاد و شعور کے اعتبار سے بھی اسی خدائے واحد سے معاملہ ہوتا ہے اور عبادت و توجہ کے لحاظ سے بھی اور شریعت و نظام کے لحاظ سے بھی غرض دُنیا و آخرت کے تمام امور و معاملات میں اس کا واسطہ اور رابطہ صرف خدائے واحد سے رہتا ہے۔

اس نظریہ کو قبول کر لینے کے بعد وجودِ انسانی کی وحدت کو اس طرح منتشر اور پریشان نہیں ہونا پڑتا کہ مختلف خداؤں پر ایمان لائے یا ایک خدائی کے مختلف عناصر یا مختلف قوتوں پر ایمان لائے جن میں سے بعض تو خدائی کے دائرہ میں آتی ہوں اور بعض خدائی کے دائرہ سے خارج یا اس کی ضد ہوں یا ایسے مختلف عوامل پر ایمان لائے جو خدا کی ذات پر غالب ہوں اور ان کا کوئی ایسا معروف قاعدہ قانون بھی نہ ہو جو سمجھ میں آسکے یا فطرت کی قوتوں پر ایمان لائے جس کا نہ کوئی متعین ڈھانچہ ہے اور نہ کوئی قابلِ فہم آئین۔

اسی طرح اس نظریہ کی رو سے وجودِ انسانی کی وحدت کو اس اعتبار سے بھی پریشان و منتشر نہیں ہونا پڑتا کہ عقیدہ و شعور اور عبادت میں تو ایک طرف رُخ کرے اور حیاتِ واقعی کا نظام حاصل کرنے کے لیے کسی دوسری طرف متوجہ ہو۔ بلکہ یہاں اسے دونوں قسم کے امور میں سب کچھ محض ایک ہی مصدر و منبع سے حاصل ہو جاتا ہے اور ایک ہی ناموس و قانون کی پیروی کرنا پڑتی ہے جس سے ضمیر و شعور میں بھی استحکام پیدا ہوتا ہے اور حرکت و عمل میں بھی۔ اور یہ ناموسِ اعظم وہ ہے جو نہ صرف وجودِ انسانی کو مستحکم کرتا ہے بلکہ وجودِ کائنات کے استحکام کا باعث بھی یہی ناموس ہے چنانچہ جب انسان اس کائنات کے ساتھ معاملہ کرتا ہے تو اسی ناموس واحد کے زیرِ سایہ کرتا ہے اور اسے اس سلسلہ میں بھی کسی پریشانی اور انتشار سے دوچار ہونا نہیں پڑتا۔

دراصل یہی یکسوئی اور تمرکز (توحید) وہ بے پناہ قوت پیدا کرتی ہے جس کے مقابلہ میں دُنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکتی اور یہ جو اسلام نے انسانی تاریخ میں بعض ناقابلِ فہم اور خارق عادت کارنامے سرانجام دیے ہیں، وہ مرتکز قوت جس سے یہ معجزات ظہور پذیر ہوئے اس نے اسی نظریہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یں سے جنم لیا تھا یہ وہ قوت ہے جو اپنی ذات کے لحاظ سے بھی مرتکز اور یکسو ہے اور کائناتی قوتوں کے ساتھ بھی متحد و ہم آہنگ۔ کیونکہ یہ نظریہ انسانی وجود کی تمام قوتوں کو پوری کائنات کی تمام قوتوں کے ساتھ ایک ہی ناموسِ واحد میں متحد و مجتمع کر دیتا ہے اور پھر سب قوتوں کا رُخ صرف ایک ہی خدائی کی جانب ہو جاتا ہے جیسا کہ ہم خاصیتِ شمول میں بیان کر چکے ہیں۔

اب ہم اس بے مثال تاثیر کا ذکر کرتے ہیں جو اسلامی نظریہ مسلمان کے دل میں اس کی زندگی میں اور مسلم معاشرے کے وجود اور اس کے کاروبارِ حیات میں توحید کی بنا پر پیدا کرتا ہے کیونکہ توحید ہی دراصل اس نظریہ کی خصوصیت بھی ہے اور اس کا بنیادی اصول بھی۔

اور یہ تاثیر ہے انسان کی آزادی یا بالفاظ دیگر انسان کو نیا جنم عطا کرنا!

دراصل اللہ تعالیٰ کا اپنی خدائی میں یکتا ہونا، اس کے تمام صفات و خصائص الوہیت کا بے مثال ہونا اور اللہ کے سوا باقی سب چیزوں اور سب جانداروں کا اللہ کی بندگی میں مشترک اور ہر قسم کی الوہی صفات سے عاری اور خالی ہونا ہی توحید ہے جس کا مفہوم اور مطالبہ یہ ہے کہ لوگ اپنے کاروبار و معاملاتِ حیات کے لیے بھی قوانین صرف اللہ تعالیٰ سے حاصل کریں اور مظاہرِ عبادات میں بھی صرف اسی کا رُخ کریں کسی دوسری سمت متوجہ نہ ہوں تاکہ حکومت و اقتدار بھی (جو کہ خدائی کی اہم ترخصوصیت ہے اور جس میں کوئی صاحب ایمان اللہ سے تنازعہ نہیں کر سکتا بلکہ ایسی جرأت صرف کوئی کافر ہی کر سکتا ہے) صرف اللہ واحد کے لیے ہو جائے۔

قرآن مجید توحید کے اس مفہوم کو بڑے زوردار طریقہ پر پیش کرتا ہے اور یہ مفہوم قرآن کے بین السطور میں اتنا واضح اور متعین ہے کہ کسی قسم کے شک یا اختلاف کی گنجائش باقی نہیں رہتی ملاحظہ کیجئے:

۱: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ (۴۰) یوسف

فرماں روائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے اس کا حکم ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی ٹھیٹھ سیدھا طریقِ زندگی ہے۔

۲ ۔ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ (۲۱) الشوریٰ

کیا یہ لوگ کچھ ایسے شریکِ خدا رکھتے ہیں جنھوں نے ان کے لیے دین کی نوعیّت رکھنے والا ایک ایسا طریقہ مقرر کر دیا ہے جس کا اللہ نے اذن نہیں دیا۔

۳ : وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (۴۴) المآئدہ

اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔

۴ : فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰي يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (۶۵) النساء

نہیں اے محمدؐ تمھارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کر دو اس پر اپنے دل میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں۔

اسلامی نظریہ ۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں۔ مظاہرِ عبادات کے لیے اللہ تعالےٰ کی طرف رُخ کرنے میں اور قانون و شریعت کے لیے اللہ کی طرف رخ کرنے میں کوئی فرق نہیں کرتا یعنی اس لحاظ سے کوئی فرق نہیں کرتا کہ یہ دونوں چیزیں ہی توحید کا مطالبہ بھی ہیں اور ان دونوں ہی سے اللہ تعالےٰ کو خدائی میں یکتا اور بے مثال ماننے کا تقاضا پورا ہوتا ہے اور نہ (اسلامی نظریہ) ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک سے رُوگردانی کی صورت میں رُوگردانی کرنے والے کے ایمان و اسلام سے قطعاً خارج ہو جانے میں کوئی فرق کرتا ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا آیاتِ قرآنیہ سے ثابت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک اور آیت میں ان دونوں مفہوموں کو جس طرح یکجا کر دیا گیا ہے اور اس آیت کی جو تفسیر خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اس سے یہ بات پوری طرح پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے۔ ملاحظہ کیجئے :

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾ التوبہ

انھوں نے اپنے علما اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریمؑ کو بھی۔ حالانکہ ان کو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا، وہ جس کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں۔ پاک ہے وہ ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

اہلِ کتاب نے جس کا اس آیت میں ذکر ہے حضرت مسیح کو اس اعتبار سے اپنا رب بنا لیا تھا کہ وہ عبادات اور شعائر کے سلسلہ میں حضرت مسیح کا رُخ کرتے تھے، اور احبار و رہبان کو رب بنا لینے کے معنیٰ یہ نہیں ہیں کہ ان کی پوجا کرتے تھے بلکہ یہ ہیں کہ ان کے بنائے ہوئے احکام و قوانین کا اتباع کرتے تھے لیکن اس آیت میں حضرت مسیحؑ کے رب بنا لینے کو اور احبار و رہبان کے رب بنا لینے کو ایک جگہ جمع کر کے یہ بات طے کر دی گئی ہے کہ یہ دونوں باتیں اس حکم کے خلاف ہیں جو انھیں الٰہِ واحد کی عبادت کے سلسلہ میں دیا گیا تھا اس آیت میں اہل کتاب کے حضرت مسیحؑ کو عبادت کے لیے رب بنا لینے پر اور احبار و رہبان کو احکام و قوانین کے لیے رب مان لینے پر ایک ہی جیسا مشرک قرار دے کر ان کی مذمّت کی گئی ہے اور اس آیت میں یہ مفہوم اتنا صاف اور واضح ہے کہ کسی قسم کے مناقشہ کی گنجائش نہیں ہے۔

پھر اس آیت کی جو تفسیر خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے وہ اتنی قطعی ہے کہ اس سے اختلاف ممکن ہی نہیں۔

امام ترمذیؒ اور ابن جریرؒ نے مختلف طریقوں سے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دعوت اسلام پہنچی تو میں شامؔ کی طرف بھاگ گیا۔ (حضرت عدی زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے) پھر جب میری بہن اور میرے قبیلے کے کچھ لوگ قید ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم نے میری بہن پر احسان فرما کر نہ صرف آزاد کر دیا بلکہ ان کو بہت کچھ عطا بھی فرمایا تو وہ لوٹ کر میرے پاس آئیں اور انھوں نے مجھے (حضرت عدیؓ کو) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہونے کی ترغیب دی چنانچہ جب حضرت عدیؓ مدینہ آئے۔ یہ چونکہ اپنے قبیلہ (بنی طے) کے سردار تھے اس لیے ان کے مدینے آنے پر لوگوں میں خوب چرچا ہوا جس وقت حضرت عدیؓ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے گلے میں چاندی کی صلیب تھی اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیۂ کریمہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ تلاوت فرما رہے تھے۔ عدیؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ نصرانی اپنے احبار اور راہبوں کی عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، کیسے نہیں! کیا ان احبار اور راہبوں نے ان کے لیے حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کر دیا تھا پھر بھی یہ لوگ ان کا حکم مانتے تھے اور یہ حکم ماننا ہی ان کی عبادت کرنا ہے۔

حضرت سدیؒ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے بڑوں سے احکام طلب و قبول کرتے تھے اور انھوں نے کتاب اللہ کو پسِ پشت ڈال دیا تھا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا = یعنی انھیں ان الٰہ واحد کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے پاس یہ اختیار ہے کہ اگر وہ کسی چیز کو حرام کر دے تو وہ حرام ہو جائے اور جس چیز کو حلال قرار دے دے وہ حلال ہو جائے اور جو قانون وہ بنائے اس کی پیروی کی جائے اور جو حکم وہ دے صرف اسی کو نافذ کیا جائے۔ (گویا حلال و حرام اور قانون و احکام کے سلسلہ میں حکم ماننا ہی عبادت کرنا ہے)۔

اسلامی نظریہ اس سلسلہ میں جو اتنی شدید قطعیت اختیار کرتا ہے دراصل اس کا مقصد انسان کی آزادی کا اعلان کرنا بلکہ زیادہ صحیح لفظوں میں انسان کے نئے جنم کا اعلان کرنا ہے۔

اسلامی نظریہ اس اعلان کے ذریعہ سے درحقیقت انسانوں کو بندوں کی عبادت اور غلامی سے نجات دلا کر اللہ واحد کی عبادت اور بندگی کی دعوت دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے حقیقی معنیٰ کے اعتبار سے اس کرۂ ارض پر اسی دن موجود ہوگا جس دن اس کی گردن اور زندگی بندوں کے اقتدار سے آزاد ہو جائیگی (خواہ اس اقتدار کی نوعیت اور شکل وصورت کیسی ہی کیوں نہ ہو) علاوہ ازیں انسان کے ضمیر اور عقیدے کا بھی انسانی اقتدار سے آزاد ہونا ضروری ہے۔

اور اسلام ہی وہ واحد نظریہ ہے جس میں قانون سازی اور حاکمیت کا سارا معاملہ اللہ واحد کو سونپ دیا جاتا ہے اور یہی وہ واحد نظریہ ہے جو انسان کو اللہ واحد کی عبادت کرنا سکھا کر اپنے جیسے غلاموں کی غلامی اور عبادت سے چھٹکارا دلاتا ہے۔

وہ تمام نظام جن میں قانون سازی اور حکومت واقتدار انسانوں کے ہاتھ میں ہے (اس کی نوعیت خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو) ان سب میں انسان کو بہرحال انسانوں ہی کی عبادت اور غلامی کرنا پڑتی ہے اور یہ صرف اسلام ہی ہے جو اللہ واحد کی عبادت کرنا سکھا کر انسان اور اپنے جیسے بندوں کی غلامی سے آزاد کراتا ہے۔

اور دراصل یہی آزادی، آزادی کی حقیقت کبریٰ کے اعتبار سے انسان کی حقیقی آزادی ہے اور اسی اعتبار سے یہ انسان کا نیا جنم ہے ورنہ اس سے پہلے (اسلام سے پہلے) اس عظیم اور منفرد معنیٰ کے اعتبار سے انسان کا یعنی کامل انسان کا کہیں وجود نہ تھا۔

اور یہی وہ ربانی ہدیہ ہے جو اس زمین پر بسنے والے انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے عقیدۂ توحید کی صورت میں عطا فرمایا ہے۔

اور یہی وہ نعمت ہے جس کا احسان اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر اس آیۂ کریمہ میں جتاتا ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط (۳) المائدہ

آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہی وہ بے نظیر تحفہ ہے جو حاملینِ دینِ توحید نجاتِ انسانیت کی خاطر عالم انسانیت کی خدمت میں پیش کر سکتے ہیں اور جس کے فوائد سے خود مستفید ہونے کے بعد پوری انسانیت کو فیض یاب کر سکتے ہیں اور اسے بھی وہی خوش بختی عطا کر سکتے ہیں جو اللہ نے خود ان کو عطا فرمائی ہے۔

یہی وہ نئی اور انوکھی چیز ہے جسے اہلِ توحید آج پورے عالم انسانیت کو اسی انداز سے پیش کر سکتے ہیں جس طرح ماضی میں ان کے اسلاف نے اسے دنیا والوں کے سامنے پیش کیا تھا اور جس کا اس وقت کی انسانیت نے اسی طریقہ پر خیر مقدم کیا تھا جیسا ہر نئی چیز کا کیا جاتا ہے اور جس طرح اس دور کے بڑے بڑے معاند دشمن اس کی کشش و جاذبیت کے آگے بند نہیں باندھ سکے تھے کیونکہ اس جدید چیز نے ان کو وہ کچھ عطا کیا تھا جو ان کے پاس موجود نہ تھا۔ اسی طرح آج بھی موجودہ انسانیت اس کی کشش و جاذبیت کا مقابلہ نہ کر سکے گی کیونکہ آج بھی یہ نظریہ عالم انسانیت کو وہ کچھ دے سکتا ہے جو اس کے پاس نہیں ہے۔ آج جتنے بھی نظریات، مذاہب، افکار، فلسفے، نظام اور اوضاع۔ الغرض جو کچھ اس وقت عالم انسانیت کے پاس ہے یہ چیز بہر حال اور بہر نوع ان سب سے نرالی، انوکھی اور ارفع ہے۔

حضرت ربعیؓ بن عامر مسلمانوں کے اس دستے کے قائد تھے جو ایرانی سپہ سالار "رستم" کے پاس گیا تھا۔ رستم نے جب آپ سے دریافت کیا کہ وہ کیا چیز ہے جو تم کو یہاں تک لے آئی ہے؟ تو جواب میں ربعیؓ بن عامر نے جو مختصر کلمات ادا فرمائے ان سے نہ صرف اس دین کے مزاج کی اور اس دین میں سے جنم لینے والی اسلامی تحریک کے مزاج کی پوری پوری تصویر سامنے آجاتی ہے بلکہ یہ الفاظ اس تصور کی بھی عکاسی کرتے ہیں جو اس دین کے حاملین کا اسلام کے متعلق تھا اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ خود اپنے اقدام و کردار کو کس نظر سے دیکھتے تھے۔

ربعیؓ بن عامر نے رستم سے کہا تھا: "ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس مقصد سے بھیجا ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے بندوں کو (اگر وہ چاہیں) بندوں کی غلامی اور بندگی سے نجات دلا کر اللہ واحد کی عبادت کرنا سکھائیں، تنگنائے پستی (دُنیا) سے نکال کر دُنیا و آخرت کی وسعتوں میں پہنچائیں اور ادیانِ باطلہ کے ظلم و ستم سے چھٹکارا دلا کر عدلِ اسلام کے زیرِ سایہ لے آئیں"۔

ان مختصر کلمات سے اس دین کا بنیادی اصول بھی ابھر کر سامنے آجاتا ہے اور اس تحریک کا مزاج بھی پُوری طرح واضح ہوتا ہے جس نے اس دین میں سے جنم لیا تھا اور پھر اسے لے کر آگے بڑھی تھی۔

یہ حقیقت ہے کہ اس دین کا مقصد اور غرض و غایت ہی یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو اگر وہ چاہیں تو بندوں کی غلامی اور بندگی سے نجات دلا کر اللہ واحد کا عبد بنا دیا جائے اور ان کا سارا معاملہ، زندگی کا بھی اور موت کے بعد کا بھی دُنیا کا بھی اور آخرت کا بھی اللہ واحد کے سپرد کر دیا جائے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب اللہ تعالیٰ کو نہ صرف خدائی اور صفاتِ الوہیت میں ہی بلکہ اقتدار و حاکمیت اور قانون سازی میں بھی واحد و لاشریک تسلیم کیا جائے اور درحقیقت یہی دونوں وہ بنیادی اور پہلی خصوصیات ہیں جن کے سلسلہ میں کوئی مومن اللہ تعالےٰ سے تنازعہ مول نہیں لے سکتا اور ایسی جرأت صرف ایک کافر ہی کر سکتا ہے نیز انسان کی آزادی بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ خود انسان اس وقت تک وجود میں نہیں آسکتا جب تک کہ اقتدار و حاکمیت کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص اور مخصوص نہ کر دیا جائے۔

اس دینِ توحید کے وارث عصرِ حاضر میں پھر جب اپنے دین کی طرف لوٹیں گے، اور صرف اسی دین کا جھنڈا بلند کریں گے تو وہ اس قابل ہوں گے کہ پُورے عالم انسانیت سے وہی کلمات کہہ سکیں جو ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے رستم سے کہے تھے کیونکہ اس پہلو کے اعتبار سے انسانیت آج بھی اسی مقام پر ہے جہاں اس وقت تھی جب حضرت ربعی رضؓ بن عامر نے یہ کلمات ادا کیے تھے آج بھی پُوری انسانیت بندوں کی غلامی میں ڈُوبی ہوئی ہے اور صرف توحید ہی اپنے وسیع تر اور جامع تر معانی کے اعتبار سے وہ نکتہ ہے جو آزادی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہنے والے انسانوں کو بندوں کی بندگی سے نجات دلا کر اللہ واحد کا بندہ بنا سکتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے انسانیت آزادی بلکہ نیا جنم حاصل کر سکتی ہے۔

دینِ توحید کے حاملین جب اس منہاج کی طرف جو اللہ نے انھیں بطور انعام و احسان عطا فرمایا ہے دوبارہ لوٹیں گے اور پوری دنیا کو اس کی دعوت دیں گے تو وہ یقیناً اس قابل ہوں گے کہ عالم انسانیت کے سامنے وہ چیز پیش کر سکیں جسے بلا استثناء دنیا کے تمام منہجوں، مذاہب، نظاموں اور مسلکوں نے کھو دیا تھا اور اسی کی بنا پر آج اور مستقبل میں انسانیت کی عالمی لہروں کے درمیان حاملینِ توحید اپنا وہ نیا کردار ادا کر سکیں گے جسے انسانیت کا عظیم عالمی کردار اور بنیادی قائدانہ کردار کہا جا سکتا ہے اور یہ کردار ہی انھیں عالمی انسانی برادری کو بروئے کار لانے کا اتنا ہی شاندار موقع فراہم کرے گا جیسا کہ جزیرۃ العرب کے اُمّی عربوں کو عالمگیر انسانیت وجود میں لانے اور عالم انسانیت کی قیادت کرنے کا سنہری موقع ملا تھا۔

درست ہے کہ حاملینِ امانتِ توحید آج دنیا کے سامنے ایسی سرافرازیاں اور تمدنی فتوحات پیش نہیں کر سکتے جو اتنی عظیم ہوں کہ ان کی وجہ سے انھیں ہر اس چیز پر فوقیت حاصل ہو جائے جو آج کی انسانیت کے پاس موجود ہے۔ لیکن وہ انسانیت کو ایک اور چیز دے سکتے ہیں، ایک ایسی عظیم چیز جو تمام سائنسی فتوحات اور تہذیبی سرافرازیوں سے اعلیٰ و ارفع ہے وہ دنیا کو انسان کی آزادی بلکہ انسان کا نیا جنم بطورِ تحفہ عطا کر سکتے ہیں۔

اور جب دینِ توحید کے حاملین عالم انسانیت کو یہ تحفہ دیں گے تو اس کے ساتھ ہی انھیں ایک ایسا جامع اور مکمل منہاج حیات بھی دیں گے جس پر عظمتِ انسانیت کا دارومدار ہے اور اسی پر انسانیت کے ہاتھوں کی عقل و ضمیر کی اور روح کی ہر بندگی و غلامی سے آزادی موقوف ہے اور اسی کے نتیجہ میں انسان کی تمام قوتیں بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پُوری طرح آزاد ہو کر زمین میں اللہ کی نیابت و خلافت کا فریضہ ادا کرنے کے قابل ہو سکیں گی اور انسان کو وہ اعزاز و اکرام بھی حاصل ہو سکے گا جو اس کے خالق نے اس کے لیے چاہا تھا اور اس آزادی اور اعزاز و اکرام کے ساتھ جب انسان منصبِ خلافت کی ذمہ داریاں ادا کرے گا تو وہ اس قابل ہو گا کہ سائنسی سرفرازیاں اور تمدنی فتوحات دنیا کو نہ صرف پیش کرے بلکہ انھیں مستحکم بھی بنائے اور اس حالت میں انسان اپنی آزادی کے معراج کو پہنچا ہُوا ہو گا اور اپنے اعزاز و اکرام کے ذروۂ کمال کو چھُو رہا ہو گا پھر وہ نہ تو مشین کا غُلام بن سکے گا اور نہ دُوسرے انسانوں کا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں وہ طرز و روش اپنانے کی توفیق عطا فرمائے جو بالکل دُرست اور مستحکم ہو۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱. اِسلام کا عام فہم تعارُف ..... شیخ علی طنطاوی

۲. کتاب التوحید ..... شیخ محمد بن عبدالوہاب رح

۳. یہودیت و نصرانیت ..... مولانا ابوالاعلیٰ مودودی رح

۴. بیسویں صدی کی جاہلیّت ..... الاستاذ محمّد قطب

۵. کیا ہم مُسلمان ہیں؟ ..... الاستاذ محمّد قطب

۶. دینِ حق ..... سید سابق

۷. مسلمانوں کی بے خبری اور علماء کی ذمہ داری

..... عبدالستار ندوی رح

۸. انسانی زندگی میں بمبوردوارتقاء ..... الاستاذ محمد قطب

۹. اسلام میں فرد اور ریاست کی حیثیت عبدالکریم زیدان

۱۰. اللولو والمرجان فی ما اتفق علیہ الشیخان

..... محمد فواد عبدالباقی رح

اسلامک بک پبلشرز

ص ب ۲۰۲۱۰ - کویت